UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234214
UNIVERSAL
LIBRARY

تاریخ اودھ

۱۸۰

جلد دویم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علیشاہ
بتحقیق و تنقیح واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلی خان ابن مولوی
محمد عبدالرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محمد شاہی مدرس اعلیٰ
فارسی مہارانا ہائی اسکول اودے پور
مؤلف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف نحو و دینیات وغیرہ

ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء
نامی مطبع مطلع العلوم مراد آباد میں انیس ابن علی پرنٹر پبلیشر نے چھاپا
اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰ — ۱۶۱ نمبر از سنہ ۱۹۱۶ — قیمت فی جلد عہ

مرادآباد کے ظروف

جو اپنی عمدگی نقش و نگار اور دیرپا قلعی اور مضبوطی کے باعث مشہور ہیں ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے مثل سیاہ قلم رنگین قلم - سیاہ قلم سفید قلم و سادہ موجود رہتے ہیں اور خاص فرمائش کی بھی تعمیل ہوتی ہے - بلحاظ قیمت ہمارا مال نہایت ہی اچھا ہوتا ہے اگر ایک مرتبہ خرید کر کے دیکھئے تو آپ ہمیشہ منگوایا کیجئے -

المشتہر

حاجی شیخ سراج احمد و نصیر احمد چوک مرادآباد

ہمارے ذریعہ سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو نہایت آسانی سے اور کم صرف کے روپیہ بھیجا جا سکتا ہے

اخبار نیر اعظم مرادآباد

بہ استقلال سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شائع ہوتا ہے - روہیلکھنڈ میں سب سے پرانا - آزاد - اور مہذب پرچہ ہے - ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے - ہر مذاق کے موافق ہے ملک اور ملکہ و انکی حسب ضروریات کو پورا کرنیوالا - گورنمنٹ کا خیرخواہ - رعایا کا سچا ہمدرد - بیجا حمایت - جھوٹی خوشامد سے پاک - مقابلۃً بہتر - ۱۶ بڑے صفحہ پر شائع ہوتا ہے - قیمت ارزان - نمونہ درکار ٹکٹ آنے پر مفت ✣ **المشتہر** منیجر اخبار نیر اعظم مرادآباد

غلطنامہ تاریخ اودہ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۹	مناسب سمجھکر	مناسب نہ سمجھکر
۹	۱۰	اپنا جیو	اپنا چیرہ
۹	۱۱	اورخس شکی خاص	اورخس کی خاص
۹	۱۲	ف بڑے	طرف بڑے
۱۰	۱۱	بیای نہین ہو	حباکی نہین ہے
۱۲	۸	مقدرمین	مقدرمین ہوتا
۱۳	۱۱	اورخیال پر	اوراس خیال پر
۱۴	۱۳	بڑی منزلین	بڑی بڑی منزلین
۱۵	۱۳	شجاع الدولہ نے جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۳	شجاع الدولہ ۔ جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۳
۱۶	۱۵	خارج تھے اورانکی	خارج تھے نیز اونکے
۱۷	۱۶	ایک بار زدتارڑی	ایک بار زدتارو سے
۱۸	۱۲	نا انضافی کرکے	نا اتفاقی کرکے
۱۸	۱۳	مقرر فرمایا کہ مشہور	مقرر فرمایا مگر مشہور
۱۸	۱۵	مضافات مالوہ	مضافات مالوہ
۱۸	۱۴	شاہ نے ہین	شاہ نے تھین
۲۰	۸	خام طبع	خام طمع
۲۲	۱۴	احمد شاہ ایرانی	احمد شاہ ابدالی
۲۴	۱۹	جن دشوار یکو پاد	جن دشوار یونکو پہاد
۲۵	۱۱	سنہ ۱۱۶۹	سنہ ۱۱۷۴
۲۶	۱	لاتے تھے اور	لاتے تھے لے اور
۲۷	۱۳	لڑائی ہوتی تھی	لڑائی ہو رہی تھی
۲۸	۷	حکومت بھرگی مین	حکو پیر دلی مین
۳۳	۲۲	لیے ہوے دانکے	لئے ہوئے کابلی گئے وہانکی
۳۴	۱۳	لال نے جو شجاع	لال نے جو ہمت بہادر کے گئے سنجاع
۳۵	۱	جانب شمال پہنچکر	جانب شمال ہی پہنچکر
۳۵	۳	راجہ ہندپت	راجہ ہندوپت
۳۵	۱۸	اور ایک حال	اور یہ سب حال
۳۶	۶	ساتھہ شکست پائی تھی	ہاتھہ سے شکست پائی تھی
۳۷	۱۷	لکھنو لے بہاگا	لکھنو سے لے بہاگا
۳۷	۲۴	فرخ کا بادشاہ	فرخ آباد تک
۳۸	۱۱	نواب احمد خان نے	نواب احمد خان نے سمجھنی فخر الدولہ کو اونکے پاس بہیجا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			اوراشنالونین کو مجرلی سے بچنے کے واسطے مدد مانگی ۔ حافظ رحمت خان اس خوف سے کہ
۴۰	۹	اوسکے درین	اوسکے ذریعہ سے
۴۰	۲۱	دوتین ون	دوتین ورق
۴۲	۱۳	ان لوگون اوس	ان لوگونکی اوس
۴۲	۱۸	بلاحصول حضرت وہان پہنچکر	بلاحصول حضرت وہان سے چلے آنا مہتاب خان وہان پہنچکر
۴۷	۷	استقبال کو نکلے	استقبال کو گئے ۔
۴۷	۲۱	سنبھالی ہو جاسکے	سنبھالنے پر ہو جاتے ۔
۴۹	۵	فوج کے ناگونکو	فوج کے پٹھانونکو
۴۹	۵	وقت پٹھانون	وقت پٹھانونکا ایکا گانون
۵۱	۱۶	ملکہ سہرام پہنچکر	ملکہ سہسرام پہنچکر
۵۲	۱۸	ہزارون	ہزارون ہوگئی
۵۳	۱۶	اوریہ جعفرکو	اورمیر جعفرکو
۵۳	۱۹	دریاے کوہن	دریاے سوہن
۵۳	۲۰	پھلوڑی	پھلواڑی
۵۶	۱۰	مطابق شہر محرم	مطابق شہر ادرمحرم
۵۷	۱۳	اول سے بہت ہی	اوس سے بہت ہی
۵۹	۱۶	مرزا بہلول	مرزا بہلو
۵۹	۲۰	سربریع دیکہا	سرسریع دیکہا
۶۸	۲۳	دنیا گو اتھوا	دنیا گوارا تھوا
۷۰	۱۸	لڑائی بہی	یہ لڑائی بہی
۷۳	۸	ہمالگذاری زمینداری	مالگذاری سواے مالگذاری زمینداری
۷۳	۲۰	مصیبت شریفون کا	مصیبت زدہ شریفون کا
۷۴	۱	کپتان سٹیلس	کپتان سٹیلس
۷۴	۵	کہ مین چار آدمی	کہ مین چار آدمی
۷۹	۱۴	پاکر کہ وزیرکی	پاکر کہ وزیرکو زرہ
۷۹	۱۶	مئی سنہ ۱۷۱۵	مئی سنہ ۱۷۶۹ء
۷۹	۱۵	معلوم ہوتا ہے کہ وہ	معلوم ہوتا ہے کہ حافظ
۸۷	۸	اور رمز طبع ہوئی	اور طمع کی ہوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۲	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	صبنی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	مقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوسی تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ مانکپور	یہ لوگ گڈھ مانکپور
۱۸۱	۱۴	لبنرج	لشیرج
۱۸۱	۲۵	پتہ سرونج	پتہ سرنج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتھ حیہ ملٹینن	ساتھ حیات ملٹینن
۱۸۴	۲۲	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	بتوسط عنایت	بتوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	پھر ایک مختار الدولہ	پھر ایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگر اور گنجیات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	ہالسنے ملا تھا	ہان سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سرپیچ جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبرآباد کو چلا گیا بہنڈ کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا اور بہنڈ کو	چلا گیا اور بہنڈ کو
۱۹۷	۲۵	اسوقت علی خان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو چونکہ	کو چلا گیا چونکہ
۲۰۳	۱۷	اور نول کی راہ	اور نوتلمبر کی راہ
۲۰۳	۱۸	انکار سے نے یہ	انکار محض کیا کہ مینو یہ
۲۰۵	۵	ادباشتی اور نوشی	ادباشی اور خرابی نوشی
۲۰۵	۱۹	بہرے پر	بہرے سر پر
۲۱۰	۹	اور غنی خان	اور غنی رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے اکر	کلکتہ سے آکر
۲۱۰	۸	دلاکر سند بلا	دلاکر سندین
۲۱۲	۳	او رخان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۲	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۲۶ ہجری	سنہ ۱۷۶ عیسوی
۲۱۷	۴	ساٹھ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر بنارس	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگے	نہ ہوئی اور آگئے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملتی ہے ان
۲۲۱	۱۲	دولاکھ ہزار روپیہ	دولاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۲۳	۳	اور ایک مقرر ہو	اور ایک صد مقرر ہو
۲۲۳	۹	ایک دفعہ ۲۰۰۵ لاکھ روپیہ	ایک دفعہ ۵۰ ۲۶ لاکھ روپیہ توجیہ سی اس بہانے سے لے لیکا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی اب دوبارہ بتیس لاکھ روپیہ کو
۲۲۵	۱۴	ہاتھون ہاتھ سلگوا لیا	ہاتھون ہاتھ نکلوا لیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونھون نے اپنا لیا	اونھون نے اتنا لیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکھ	چوالیس لاکھ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کرلی اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	اور اوسکو	اور اوسکو لٹوانے دار بیحد خوبی کی جگہ
۸۷	۱۷	توپخانہ و اسباب غیرہ	توپخانہ و اسباب وغیرہ سلطنت کے مقرر کئیں اوسکے
۸۷	۱۸	اور ۲۲ ہزار	اور ۲۲ ہزار پیدل و فیلون
۸۷	۱۹	برق انداز جو	برق انداز جو خوب بیلچان
۸۸	۱	چار ہزار	بارہ ہزار
۸۸	۲۵	سوار کے جسقدر	سوار کے سوا جسقدر
۸۹	۶	حسام اللہ خان	حسام الدین خان
۹۰	۲۵	شام عالم بینی گنج	شاہ عالم بینی گنج
۹۵	۱۱	پچاس لاکھ	پچاس لاکھ روپے
۹۷	۲۳	سفر راہ	سفر راہ گھاٹ
۹۵	۲۴	سفر دیگر جو	سفر دیگر رخصت کردیا جو
۱۰۰	۱۰	کچھ کھا لا	کچھ کھانے کو منگا دے
۱۰۰	۱۱	انہا مستراحت	وہین استراحت
۱۰۶	۶	اوسے پور سے	اوسے پوچھین
۱۰۹	۴	واگر با ستیز جنگ	واگر با ستیزہ و جنگ
۱۰۹	۱۳	اور کچھ نہین ہوتا	اور کچھ نہین معلوم ہوتا
۱۱۳	۳۰	اور زیادہ	اور زیادہ آمادہ
۱۱۳	۲۲	جو وہ کہتے تھے	جو وہ کہتے تھے سو کرتی تھی
۱۱۴	۲۲	اونہون نے کہ	اونہون نے سمجھا کہ
۱۱۴	۱۴	اور دو سے	اور دو آسے
۱۲۶	۱۱	عذر مبلغ کر کے	عذر پیش کیا حافظ صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ اونکے پاس بھیجا تھا جسنے مقدسی کا عذر مبلغ
۱۲۸	۱۳	توپخانہ انگریزی	توپخانہ دیگر انگریزی
۱۳۲	۱	جب یہ شناخت	جب یہ شناخت ہوا
۱۳۲	۸	روپئے دیتے	روپئے دینے لگے
۱۳۲	۱۱	اور شاہ بھی	اور شاہ ملن بھی
۱۳۳	۷	اوسکے بیٹے	اوسکے بیٹے کے لئے
۱۳۳	۸	اوس نے آمد آمد	اوس نے خوف آمد آمد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۶	۱۳	بسنت کو کمو	بسنت کو مع کمو
۱۳۸	۹	اوسکو لیا تھا	اوسکو روک لیا تھا
۱۴۰	۱۱	مرزا مضانی	مرزا رمضانی
۱۴۲	۲۰	بیلی بہیت	پیلی بہیت لے
۱۴۵	۲	اس باب مین فیصلہ تہا	اس باب مین نہ ٹھیرا تھا
۱۴۶	۲۰	وصول ہوا	وصول نہ ہوا تو
۱۴۷	۱۵	علاقہ پیلی بھیت	متعلقہ اوس مین
۱۴۸	۱۱	اور نواب مستقیم خان	اور نواب سے مستقیم خان
۱۵۰	۱۵	تمام ضلع	تمام حکام ضلع
۱۵۲	۸	رخصت کرکے دیری	رخصت کرکے آپ بھی کرچ کیا
۱۵۴	۱	اوجاؤن اوسکا سر	اوجاؤن اور کا بر
〃	۲	بلا سیوا اور بہر	بلا سیوا اور ریہر
۱۵۴	۱۸	جیسا کہ حاکم کے	جیسا کہ ہمیشہ حاکم کے تبدیل ہونے کے
۱۵۸	۵	بہیدیا کرتا تھا	بہیجا کرتا تھا
۱۶۲	۷	وصلوۃ تھے	وصلوۃ سنتے تھے
۱۶۴	۱۵	گیارہ سینتھ مین	گیارہ سو سینتھ مین
۱۶۵	۴	سینی بیگم	مسیتی بیگم
۱۶۹	۳	مرزا ہزرگ	مرزا بزرگ
۱۶۹	۷	مصطفوی ہین	مصطفوی خان ہین
۱۶۹	۹	بہادر شاہ اورنگ	بہادر شاہ ہین اورنگ
۱۷۰	۷	بہو بیگم	بہو بیگم والدہ
۱۷۱	۱	نافرمانی	نافرمانی مین
۱۷۳	۸	عہدہ مین بعہدہ	عہدہ مین عہدہ
۱۷۳	۱	کرتا ہے اور مجد الدولہ	کرتا ہے اور مختار الدولہ
۱۷۴	۱۸	نواب فیض اللہ خان	نواب سعد اللہ خان
۱۷۶	۲	جسواڑہ کی عطا	جسواڑہ کی حکومت عطا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۷	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	صبنی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	بمقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوسی تمام سنہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ نانکپو	یہ لوگ گدھ مانکپور
۱۸۱	۱۴	لسبرج	لیشبرج
۱۸۱	۲۵	پٹہ سردج	پٹہ سرج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتھ جیہ ملبٹین	ساتھ جات ملبٹین
۱۸۴	۲۲	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	بتوسط عنایت	متوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	پھر ایک مختار الدولہ	پھر ایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگرا اور گنجیات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	ہانسے ملا تھا	ہان سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سر پر جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبر آباد کو چلا گیا ہند کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا اور ہند کو	چلا گیا اور ہند کو
۱۹۷	۲۵	اسوقت علی خان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو چونکہ	کو چلا گیا چونکہ
۲۰۳	۱۷	اور نبول کی راہ	اور نمو تلبرگی راہ
۲۰۳	۱۸	انکار سے یہ	انکار محض کیا کہ مینو یہ
۲۰۵	۵	اوباشی اور لونٹی	اوباشی اور خرابی تھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۹	بھرے پر	بھرے سر پر
۲۱۰	۹	اور غنی خان	اور غنی رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے آکر	کلکتہ سے آکر
۲۱۰	۸	دلا کر سند بلا	دلا کر سند مین
۲۱۲	۳	او رضان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۲	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۱۷۶ ہجری	سنہ ۱۷۶۲ عیسوی
۲۱۷	۴	ساٹھ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر بنارس	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگے	نہ ہوئی اور آگے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملتی ہے ان
۲۲۱	۱۲	دو لاکھ ہزار روپیہ	دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۲۳	۳	اور ایک مقرر ہو	اور ایک صدر مقرر ہو
۲۲۳	۹	ایک دفعہ ۲۵۰ لاکھ روپیہ	ایک دفعہ ۵۲۶ لاکھ روپیہ توجیہ سے اس بہانے سے لیا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے اب دوبارہ بتیس لاکھ روپیہ کو
۲۲۵	۱۴	ہاتھوں ہاتھ سلگوا لیا	ہاتھوں ہاتھ نکلوا لیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونہون نے اپنا لیا	اونہوں نے اتنا لیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکھ	چوالیس لاکھ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کرلی اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستی سے لوٹے	جس راستی سے گئے تھے اوسی راستے سی لوٹے
۲۴۴	۴	معاملہ درست	معاملہ درست کیا
۲۴۴	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علیخان وحسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر بیگ نے
۲۴۸	۱۹	از ین عقد فرخ دلم شاد شد	از ین عقد فرخ دلم شاد شد که این فال نہ دولت آباد شد
۲۴۹	۵	آمدنی شہر ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنرونکی	گورونکی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
۔۔	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
۲۵۱	۱۹	اور مرزا داروغہ	اور بیگ مرزا داروغہ
۲۵۲	۲۰	انگریزوں خفیہ	انگریزوں سی خفیہ
۲۵۳	۲۲	ایک اور شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۴		کی خوشی	جسکی خوشی
۲۵۴	۱۰	باقی جماعت	باقی ہوئی جماعت
۲۵۵	۴	فاتحہ درگر	فاتحہ درد گر
۲۵۶	۸	بھاگ گئے ہوئی اور سردار	بھاگ گئے ہوئی سپاہی اور سردار
۲۵۶	۲۰	گرفتند آن دو	گرفتند آن درہ
۔۔	۲۲	نام خفیا چور	نام خفیہ چور
۲۵۸	۱۲	جبکہ متفقہ	جبکہ اسکو متفقہ
۲۵۹	۱۲	لشکر کے خیمے	لشکر کے خیمے
۲۶۰	۳	صید خان	صید خان کو
۔۔	۶	اسکاٹ صاحب	اسکاٹ صاحب نواب صاحب کے
۲۶۱	۸	قسم کی نہین	قسم کی تکلیف نہین
۲۶۴	۷	بہنچ گئی تہی ۹؎	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہے دیکھو حیاتنامہ معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان فیض اللہ خان	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سبب تاملد	سبب یا تمرد
۲۷۷	۱۵	بچاس سال بھی	بچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	غزی اور ائی تہے	مذہبے نہ اودرائی تہے
۲۸۶	۲۰	اونکو تبایا کرتی تھی	اونکو انیا تیا یا کرتے تھے
۲۸۷	۱۱	سعیم کردیا	سعیم پر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو حاصل	آپکو حاصل رہے گا
۔۔	۲۲	گورنر جنرل اور وزیر علی	گورنر جنرل نے وزیر علی
۲۹۱	۵	اور تمام جلوس بچاس	اور تمام جلوس امارت سو بچاس
۲۹۱	۱۴	اطراف کئی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دہرم ہے کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسند نشینی

جبکہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق ۱۷۵۴ء مین صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدارالمہام[۹۵] تہا۔ اوسنے چاہاکہ نواب کو صاحبزادونکی طرح رکہے۔ اور خود حکومت کرے اسلئے سرداران مغلیہ کو متفق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا۔ پس اونمین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطرخواہ اطاعت نہین کرتا تہا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجہتا تہا۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تہا دولتخواہ تہے۔ اور یہ چاہتے تہے کہ اوسی کو مسند نشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردین۔ اور اسیطرح انکی راے تہی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیرین مقرر کردیجاوین۔ چونکہ نواب کا بخت قوی تہا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ اون سے بالکل انحراف رکہتے تھے۔ اور شجاع الدولہ

---

[۹۵] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

عیاش بھی تھے - امراؤ گر اور بہت بہادر سے زیادہ مانوس تھے - یہی دونون نواب کی صحبت مین رہتے تھے - اگرچہ امراؤ گر عمر مین بڑا تھا - شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوتے تھے - اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو - اسلیے مفتاح التواریخ کے مولف نے دو مصرع اوپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ تمام کی ؎

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان ٭ بدولت خانۂ نواب منصور

فلک بر گفت تاریخ تولد ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سراہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو جانا اور ناگون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل سے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا - اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر مین ایک رستے سے نکلے - ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ۱۴ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی - اوسکی دلفریب صورت دیکھ کر فریفتہ ہو گئے - بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگاؤ - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے - نواب وہان سے اپنے مکان مین پہنچے - مگر عشق کی وجہہ سے پلنگ پر بےچین رہے - اور رات بھر کچھ نہ کہا یا - دوسرے روز راجہ ہمت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کٹنیان نواب سے ملائین نواب نے اونکو انعام و عنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرانے کے لیے بھیجا - اونہون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور یہ

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند تلنگے آدھی رات کے وقت اوس کٹہری کے مکان پر
بطور چورون کے بھیجے۔ اوس عورت کے گہر کے آدمی خوف سے سہم گئے۔ یہ لوگ اوس کا پلنگ
اوٹھا کر نواب کے پاس لے آئے۔ نواب کی عمر اوسوقت ۲۲ یا ۲۳ سال کی تھی۔ اوس سے صحبت
کرکے رخصت کر دیا۔ وہ گرتی پڑتی اپنے گہر کو گئی۔ وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی
اور کیا بلا تجپر آئی۔ اوس نے تمام حال بیان کیا۔ گہر والون نے قرینے سے دریافت کر لیا
کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تہے۔ کوئی اونمین سے چور نہ تہا بلکہ تلنگے تھی
جنکو ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا۔ پس چند آدمیون نے متفق ہوکر راجہ رام نراین دیوان کے پاس
جاکر زمین پر پگڑیان ڈالکر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے۔ ہم یہان سے جلا وطن کرین گے
ہماری سکونت یہان ممکن نہین۔ راجہ رام نراین اور راجہ لکہپت نراین اوس کا بھتیجا دس بارہ ہزار
کہتریون کا مجمع لیکر ننگے سر اور ننگے پاون اسمٰعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والی ملک
نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہی۔ ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین۔ اب ہم کو آپ
اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جائین۔ یا ہماری فریادرسی کرنا چاہیے۔
اسمٰعیل خان نہایت ناراض ہوا۔ اور کئی مغل سردارون کو بلاکر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور
سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے۔ اگر نواب
اونکے سپرد کرنے پر راضی ہوئے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلاکر مسند نشین
کر دینا چاہیے۔ اور نواب کے لئے جاگیر مقرر کر دیجائے۔ سب نے اسمٰعیل خان کی رائے سے اتفاق کر
کرکے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے۔ نواب نے کہا کہ
ہمت بہادر میرا محکوم ہی۔ اوس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہی تمکو مجہہ ہی سے باز پرس کرنا چاہیے نہ
ہمت بہادر سے۔ اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو
ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین۔ ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے۔
تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہی۔ مین اس تہوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون۔ جب ارادہ
کروگے اودہر سے کمی نہ پاؤگے۔ مغلیہ سردارون نے محمد قلی خان کو لکہہ کر الہ آباد سے طلب کیا
اور دربار مین اونکی آمد و رفت موقوف کر دی۔ شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑہی پر
بلاکر پردے کی آڑ مین اوس سے کہا کہ اپنے آقا زادے کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے تہا۔ لاکہون روپے
جسکے باپ کے یہان سے پائے۔ کیا تم کو صفدر جنگ نے اسی دن کے لئے پرورش کیا تہا۔ ایکبار نے

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی۔ مانا کہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی نہ بھتیجے سے۔ رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری جان چاہین تو حاضر ہے۔ مگر جو رویہ اونہون نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جاتے ہین دوست دشمن بنجاتے ہین۔ یہ جو کچھ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تہا کہ آیندہ کبھی ایسی حرکت نکرین جس سے بدنامی ہندوستان مین ہوگی۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا مین تابعدار ہون اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو ان کو پہلے ہی راضی کر لیتا۔ اب آپ اسماعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلاکر اسی طرح تالیف کردین تو امید اصلاح کی ہے۔ چنانچہ اونہون نے سب کو بلا کر اسیطرح کے کلمات کہے کہ سب محجوب ہوے اور معزولی کے ارادے سے باز آئے[1]۔ گیان پرکاش و سیر المتاخرین و ملخص التواریخ مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان چیلہ مر گیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین و مہانراین کار نیابت کے سوال و جواب مین رہنے لگے۔ شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشونکی تادیب اور انتظام خوب کیا۔ اور دنیا مین بجز شراب نوشی کے منہمک تھے۔ اکثر عورتونکی مباشرت یا لعب۔ اور لہو و لعب مین مصروف رہتے تھے۔ لیکن مزاجمین حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تہا[2]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تھا کہ مبادا وہ بادشاہ کے مزاج کو اونکی طرف سے مکدر کردے۔ اسلئے علامہ دول عرف میر بھجلے پسر غلام احمد خلف جہان خان بہادر کوکہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی۔ نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب میں خط لکھا جس مین نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط پسر مذکور کے حوالے کیا میر بھجلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تھا وہ بھی بیان کیا۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ نواب سعد اللہ خان کو میر بھجلے کے ہاتھ بھجوائی۔ اور اونکی دستار سربستہ آپ

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

منگوائی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہی۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہی۔ جسکو ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اونکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہوجانا

۱۱۷۰ھ ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور وشور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک شہر میں رہی۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادی کو میرے ساتھ کر دیجئے تو ملک انتربید (ملک میں دوآبہ گنگا وجمنا) میں جاکر زر بطریق نذرانہ وصول کرکے لاؤن۔ مگر اس سے اوس کا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہی تاکہ شجاع الدولہ سے ہمارے لئے پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کری تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لئے ساتھ کر دئے عماد الملک نے گنگا کو عبور کرکے شجاع الدولہ پر چڑہائی کی۔ اور کوہ دلو ربر پرگنہ مہر آباد کے میدان میں ڈیرے کر دیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادوں کے لئے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہوکر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادہ سے سانڈی پالی تک آئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجھلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہی۔ اور صفدر جنگ کے تمام خزانون اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری
فوج سے چڑھائی کی ہی۔ ایسے وقت مین آپ مدد کرین۔ نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے
اپنے بھائیون کو ہمراہ لشکر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان
عبدالستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن۔ اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ
کیا۔ اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا
اوسکے ساتھ کیا کہ جان و مال اور ملک و ناموس بموجب اوس عہد و پیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے
آپ کسی قسم کا تردد نکرین۔ ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہین۔ نواب سعد اللہ خان
میر مخیلے کی روانگی کے بعد کوچ کرتے کرتے کودیورین پہنچ گئے۔ اور دونون لشکرونکے
درمیان مین قیام کیا۔ اور اپنے دربار مین زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و
معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہی۔ اوس کو چاہئے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے
سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے۔ اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو
پہنچتے رہے کہ شاہزادہ کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین۔ اور شجاع الدولہ کو
نکالکر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلین۔ اس خدمت کے صلے مین عنایت بادشاہی کے مورد ہونگے
مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے
نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ
شاہجہان آباد کو لوٹ جائین۔ گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان
احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار
تھے۔ شجاع الدولہ نے سانڈنی پالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری
خانہ ویرانی کے درپے ہے۔ کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔ آپ میرے چچا کی
جگہ مین ایسی تدبیر کرین کہ صلح ہو جاے۔ اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی
ناخوش نہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ
کو تسلی آمیز خط لکھے۔ اور صلح کی کوشش مین مصروف ہوے۔ اس عرصے مین شجاع
الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی۔ چونکہ عماد الملک کو شجاع
الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کر سکتے تھے
اور اسی عرصے مین فریقین کے قراولونمین چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی شروع ہوگئین۔ حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر مین ہوے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جاکر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے حافظ صاحب نے بظاہر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس قریب سے صلح کی گنجایش پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے یہ جو کچھ کیا ہے جو حد سالی کا مقتضے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہی جسکا حال آپنے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہین۔ اور مجکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکس ادا کرنے مین حیلہ و حجت کرین اور لڑائی برنوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری صلاح ہو تو صلح کرلو ورنہ مین اپنے ملک کو لوٹ جاونگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھہ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ شاہزادون کو پیش کرنے پر صلح کرلی۔

فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھہ روپیونکے ادا کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھہ کر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پہر شجاع الدولہ نے یہ روپئے نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجا دئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپے بادشاہ کے حضور مین بھجوا دئے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنوع و مشکور رہے اور صلح کے انعقاد کے بعد ۹۔ شوال سنہ ۱۱۶۷ ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا۔ اور چار روز مین لکھنؤ پہونچ گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا مین بیان کیا ہی کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھہ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ خرد گفت پیوستہ والہ برحمت ٭ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن و جمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوتے۔ اور شیر انداز خان کو اوس لڑکی کی مان کے پاس نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہو گئی۔ اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکھنو کو روانہ ہوئی۔ جب اکبرآباد مین پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر مفتون ہوگیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چھین لین۔ کٹرہ وزیر خان مین شیر انداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگھ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی مان نے یہ خبر سنکر چالبازی کی۔ اور تھوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کرکے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور اوسکے انجام کار کا منتظر تھا۔ اوسنے گنا بیگم کے حسن و جمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد مین لائے۔ اور نواب احمد خان پر اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اونکے پاس بھیجا دیا۔ جنہون نے اوس سے نکاح کرلیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تھی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہرصورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودہ کے ملک مین وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنے چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتھ گرفتار کرکے تباہ و برباد کردینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہوکر شاہ عالم ثانی کہلائے۔ غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی مین ٹھیرنا نامناسب سمجھکر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کنجپورے کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اونہون نے آٹھ مہینہ تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اودھر کو روانہ ہوئے۔ اور مرادآباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوی پورب کیطرف بڑھے۔ اور ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ہجری کو بلگرام مین پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ امرا مین مدار الدولہ و نوبت خان و بہادر علیخان و اصالت خان

ریواڑی والہ بھی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملانوہ مین داخل ہوئے اور
وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبہ عین مین کہ موہان کے متصل لکھنؤ سے سات کوس ہے
ٹھیرے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکھا تھا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور
محلدار خان کی معرفت پچاس[51] ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گھوڑے اور تحایف وغیرہ
شاہزادے کے حضور مین بھیجے تھے اور آپ بھی ۹ جمادی الاولے کو منزل متصل موہان مین
حاضر ہوئے اور حیلون و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پھر بہانہ کرکے رخصت کیا[52]
خزانہ عامرہ عالم شاہی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تھی اور مدد
خرچ کے لئے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی مع عماری سائبان دار اور نالکی مرصع اور سات
گھوڑے اور ایک خوان پر از جواہر اور بہت شالیشمینہ اور خیمے اور برتن اور دس چھکڑے
پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گھڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیرہ
مع سرپیچ کے اور جس کی خاص پالکی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی
طرف بڑھے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بھائی الہ آباد کا صوبہ دار تھا وہ شاہزادے کے
پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بھرتی
کرے۔ شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ مین راجہ
مہندو سنگھ برادر پرتھی سنگھ حاضر ہوا۔ اور ۲۰ غرہ جمادی الاخرے کو موضع جھوسی مین بیرم خان
نے ملازمت حاصل کی ۸ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی
اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷ رجب کو
دریائے کرمناسہ کو عبور کیا ۱۲ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار
عظیم آباد کی پیش کی۔ پھر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت
سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو
وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلئے اوسکی عرض کے موافق
وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشیگری محمد قلی خان پر قرار پائی[53]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع
الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتھ رہکر بنگالہ کے تسخیر کرنیکی ترغیب دی تھی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تھے
کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علیحدہ کرین[54]۔

سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتھہ شجاع الدولہ کی چال کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

[51] تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین پچاس ہزار کی جگہ فقط چہرار ہی ۱۲ [52] دیکھو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ [53] دیکھو
مرات آفتاب نما [54] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور
کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آوُنگا - مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو
کسیجگہ رکھوا - چاہتا ہون کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑکر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور
احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون - اور دلجمعی کرکے منگانے کی تسخیر کا ارادہ کرون
مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق
بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑونکی وجہہ سے چندان سازگار نہین
اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پر امن اور مضبوط جگہہ ہے
اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھہ کر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا
محمد قلی خان اپنی نافہمی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا - رقعہ مہری اور دستخطی
اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالے کردیا اور روبرو بھی مرزا
نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد
بھائی ہین حاضر و غائب ہمارے ورثے کے مالک ہین - وہ جو کچھہ کہین اُنکے حکم کی تعمیل کیجو بہرحال
شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر مع ... ت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے
کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی
قدرت سے باہر تھا اسلئے باغی ہوگیا - اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا - شاہزادے کی فوج نے
محاصرہ کیا - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش
کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی - صرف یہ
کام باقی تھا کہ آگ دیجاے - اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو - پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت
پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے
کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائیگا
شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق ملغار کیا اور قلعہ کے حوالے
کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین
دے سکتا - اسوجہ سے وزیر کے دل مین زیادہ کدورت آئی - شجاع الدولہ نے سوچا کہ
کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام
چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آویگا - سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرنا چاہا سنجف خان نے جو مزاحمت کی تو بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا - جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور متصرف ہوگئے ہین - اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا - اور اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت کی - گیان پرکاش کے مولف نے لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو عظیم آباد سے واپس بلالیا - اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے روانہ ہوا - مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا - بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھہ وغیرہ رفقانے اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجواکر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا - جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ - اور محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑکر[۵] اپنے نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان کے روبرو جاؤ اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جسطرح ممکن ہو اوسے گرفتار کرلو راجہائے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریا سے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھہ کا آباد کیا ہوا اور اوس کا وطن اصلی تھا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگاکر مستعد مزاحمت ہوئے - شاہزادے اور موسیٖو لاک فرانسیس کو کہلا بھیجا کہ ہمین آپ سے کچھہ کام نہین حدہر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھائے - شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی بلاسے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موسیو لاک کو اپنا رفیق بناکر بہیر

---

[۵] یہ الفاظ سیر المتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

میں قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ دلی اور محمد قلی خان سید راجی کی سرا سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تہا - جو کوئی اوس کے لشکر مین سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑہاتا - زمینداران اطراف بلونت سنگہ کا شکار ہو جاتا[۱] - محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا - چاپلوسی کے سوال جواب مین بسر کرتا تہا اور دفع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تہا - اور امیدوار تہا کہ شاید پہر دوبارہ عنایت خداوندکریم سے تائید نمودار ہو جائے - اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرات تہے صلاح دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگہ سے جنگ کرو - اور فی الواقع یہی بہتر تہا کیونکہ جو کچہہ مقدر مین عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ کو جرات نہ دلائی - چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تہوڑے سے ہمراہیون کے ساتہہ مجکو شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے مزاحمون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی - اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد بہائی ہین - بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتہہ لیکر گنگا کو عبور کیا - اور شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - اور یہ سمجہا کہ بروقت ملاقات یہ سب رنجیدگی خاطر اور کینہ دل برطرف ہو جائیگی یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے - وہ منافقہ بالکل جاتا رہے گا - اور شجاع الدولہ کے بالسنے حکم ہو چکا تہا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام و اسباب ضبط کرلین حکم جدید کے منتظر نہ ہین - اس حکم قطعی سمجہین - جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگہ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے سے چڑہائی کی - ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر مین جزع و فزع اور محشر کے آثار نمودار ہوئے - ایک خلق کثیر بلاے بیدرمان مین مبتلا ہوئی - اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا - چند بے نام و نشان آدمی ان دونون راجونکی قرابت داریکی وجہ سے اوس لشکر مین چہپ کر محفوظ رہے اور بہت سے آدمیونکو بارہ کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جمعدار تہا بچایا[۲] الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونہون نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچہہ کر اپنی بہری ہوئی خاطر جمع اوسکو قید کر لیا[۳] خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خانکو قید کرکے لکہنؤ مین کیا اور حرم محل

۱ - دیکہو سیر المتاخرین - ۲ - دیکہو گیان پرکاش ۱۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لئے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنکو اور اوس کا چچا دتا سیندہیا محرم سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کر کے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تہا[۱] ۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی ۔ سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین انہون نے جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ پر چڑہائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفرنگر کے پاس سُکرتال مین جو میرٹھ سے مشرقی وشمالی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے ؎ ببرے راست نشکار آہو گرد ٭ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف ولام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکہنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور جب تک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوارون کی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کر کے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوئے امروہے پہنچکر ٹہر گئے ۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا کہ وہ بھی مدد کرین ۔ حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکہا تہا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہوجئے تو ہم اور آپ متفق ہو کر اس پٹہان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کر دین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان جارچی کو جو نہایت ظریف اور دانا تہا عماد الملک کے پاس بہیجکر لطائف الحیل مین رکہا تاکہ مخالفت پر آمادہ نہو ۔ اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مینے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہ ہے کہ اس وقت مین آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہے اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پا لیا تو آپکے ملک کا بھی

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

طمع کرینگے۔ شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بد طینت اور مفسد ہی کیونکہ سنہ ۱۱۷۳
ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لئے فرخ آباد
کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سعد اللہ خان
سے بگڑی بدل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
کیونکہ اس مین اونکو اپنے ملک کی بہلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے
۱۰ شوال سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین لکھنؤ سے برآمد ہوے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہنچکر چند مہینے
یہان قیام کیا۔ کیونکہ گنگا کی طغیانی سفر تال پہنچنے مین مانع تھی۔ دتا سیندہیا کو اتفاق
مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو قطب الدین بلے اور گوبند راے بندیلے کو اپنے لشکر سے
مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کرکے روانہ کیا۔ اوس نے شکر دوارے کے پاس گنگا
کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع
الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوے
اور بڑی منزلین کرکے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے۔ سیندہیا کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ سو گانون اطراف
امروہہ کے تباہ کرڈالے۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے قصبہ امروہہ کو لوٹ کر وہانکے
اکثر سیدون اور شریفون کو قید کرلیا۔ ذوالفقار الدولہ نے اون غریبون پر رحم کرکے مرہٹون کو
اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپئے دینے کا وعدہ کرکے اونکو رہا کرادیا آخرکار روہیلے
اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے۔ اونہون نے حسبدن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹونکی
فوج راہ مین کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر بلدوہ[1] پرگنہ چاندپور مین پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر
مقامات پر زور باندھ رکھا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوشائین اور امراؤگر
گوشائین کو مرہٹونکی سرکوبی کے لئے ایک طرف بہیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچہزار
سوارونکے ساتھ اور میر باقر سمیونی کو چار ہزار سوارونکے ساتھ مرہٹون کے پڑاوکی طرف روانہ
کیا ان سردارون نے مرہٹونکی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کئے
اور دو سو مارے گئے اور بہت سا اونکا مال و اسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لئے مرہٹہ گوبند پنڈت کی ماتحتی
مین بھاگ کر سیدہے گنگا کو عبور کرگئے۔ اس عبور مین اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا مین گر سکے وہ

[1] بلدوہ بفتح با وسکون لام وضم دال مہملہ وفتح واو وہای ساکن ۱۲ خزانہ عامرہ سکہ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۱۷۳ ہجری کا ہے۔ صبح کو ملہر وہ سے کوچ ہوگیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے تو بڑی سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اوس لشکر کے لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانوں اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہوکر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان لکھی تھین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔ چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان کی طرف کوچ کرکے بہت قریب آپہنچے تھے۔ غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کرکے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کر دیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکیگی۔ شجاع الدولہ نے جمادی الاول ۱۱۷۴ ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور دو دن کو لکھنؤ مین داخل ہوگئے۔ اوران سردارون نے عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہوگئے تھے اور اونکے ملک مین فساد پیدا ہوگیا تھا اسلئے اودہ کو رخصت کر دئے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دئے تھے [1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کرکے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹونکے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی۔ مگر باوصف اس کے اسی ہزار سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا انمین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تھا اور دوسرا لشکر ملہار راو ہلکر کے تحت میں تھا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلوں کو ایذا دے رہے ہیں اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوئے اور شمالی پہاڑوں کے قریب قریب منزلیں کرتے ہوئے سہارنپور کی جانب جمنا سے پار اوتر گئے۔ سرداران روہیلہ شاہ کی آمد کا حال سنکر سکرتال سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر میں پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹوں کی دست اندازیوں سے سخت ناراض تھے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نکیا تھا کہ احمد شاہ نے میدان باولی میں کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندہیا کو گھیر لیا اور جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان میں مارے گئے۔ ملہار راو ہلکر سکندرہ میں پڑا ہوا تھا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک میں بھاگنے لگا۔ یہ ٹکرا اسلئے سیدہی راہ سے منحرف ہوا تھا کہ مسلمانوں کی رسدوں کو لوٹتے کھسوٹتے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ پندرہ ہزار درانیوں نے اوس کا تعاقب کرکے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سیندہیا اور ہلکر کی درانیوں کے ہاتھ سے کامل شکستونکی دربار دکن میں خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا بھائی سداشیو راو جو بھاو کے لقب سے چاروانگ ہندوستان میں مشہور ہے مرہٹوں کے دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے میں مرہٹونکی قوت غایت عروج پر تھی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک پہنچی تھی کہ شمال میں سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریائے اٹک اور جنوب میں جزیرہ نمائے دکن کے عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تھی اور حدود مذکورہ میں جو ملک اونکی حکومت سے خارج تھے اور اونکو باجگذار تھے یا اونکے ہاتھ سے پامال تھے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت میں تھی مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تھی بھاو کی قدر و وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سیندہیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر آمادگی زیادہ ہوئی اونکا پورا ارادہ یہ تھا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی فتح و کشایش میں نچلی چوٹ ایسی لگاؤ کہ قصہ ہی پاک ہو جائے۔ بالاجی کا جوان بیٹا اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور جتنے مرہٹے سردار اوس کے ساتھ ہوئے۔ اور بہت سے راجپوتوں کے گروہ اوسکی امداد و اعانت کی غرض سے راہ میں اوس سے ملتے گئے۔ بھرت پور کا راجہ سورج مل بھی ہلکر اور جنکو کے ذریعہ سے بھاو سے ملا۔ بھاو نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار جاٹونکے ساتھ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل سے جو ایک

دراز عرصہ سے مرہٹونکی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تہا۔ بہاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے
پیادون اور بہاری بہاری اسبابون کو ہماری ملک مین چہوڑدین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور
سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو باگ اوٹہا دین اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کرین اور لڑائی کو
یہانتک طول دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوئے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور
ہوکر اپنی بہائیونکو لوٹکر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورہ کی کی مگر بہاؤ نے یکلخت اوسکو رد کیا۔
اسلئے کہ وہ اپنی فتح کو جو ایسی سیلے سے حاصل ہوائی بڑے پائے کے حسابون کمتر سمجہتا تہا بلکہ بہاؤ نے سورجمل کے جواب مین
یہ کہا کہ تو ایک چہوٹا سا زمیندار ہے بڑے بڑے ملکونکی تدبیرون اور انتظامونکی قابلیت نہین رکہتا۔ عماد الملک بہی سورجمل
کی وساطت سے متہرا کے پاس بہاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دہوم دہام سے دلی کی جانب بڑہا جسپر تہوڑے سے
درانی اور شریک اونکی قابض و متصرف تہے۔ محیط شہر پناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی
برج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تہی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑہ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تہوڑی
دیر تک قلعہ کو بچائے رکہا مگر توپونکی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مزار اقدام نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی۔
اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش
کے سامانون کو اوٹہوا لیا۔ دیوان خاص کی میناکار نقرئی چہت کو بہی اوکہڑوا کر ٹکسال مین ڈہلوالیا۔ اور تخت
شاہی پر بہی قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بہی دبالیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تہی کہ بسواس راو
کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے مگر لوگون کے سمجہانے سے
اوسکو جب تک کے لئے ملتوی رکہا کہ درانیون کو ایک بار اوتار دے۔ بہاؤ نے محی السنہ کو تخت سے
اوتارا مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے
نام مقرر کیا۔ اس مین یہ تدبیر تہی کہ احمد شاہ ابدالی سماعت کرینگے منصب شجاع الدولہ سے
بدگمان ہون گے۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑجائے گا۔ مطلب ان کا ہو جاسکتا۔ لیکن
ان کا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا۔ ان کا مطلب البتہ حرکتون کے دیکہنے
سے سورجمل متنفر ہوکر نہایت گہبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے
صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بہی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے
کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن۔ تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد
بہجواتا رہون۔ بہاؤ نے سورجمل کو رخصت کردیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا۔
مرآۃ احمدی مین لکہا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلبھگڑھ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بہیجا گیا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے اپنے
ہان سے خلعت اور تیل سورجمل کے واسطے بہیجکر کہلا بہیجا کہ ہم سے ناانصافی کرکے بادشاہ سے
اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستونکی ایسی نگرانی
رکہو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے
بلب گڑھ سے اودہر کو اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے
پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد
و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلئے کہ اونکو یقین کامل تہا کہ سارے
روہیلے اونکے شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ موانع
عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین [illegible]
واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑہ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب
و داب سے دبا لین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
مقرر فرمایا کہ مشہور روایت یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بہ نیت رسالت بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
اودہ سے ہمارے پاس لائین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو
مہدی پور مضافات اودہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین شجاع الدولہ نے جواب دیا مین
کیون جاؤن کیا میرا سر پھرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی
کدورت اوسکی شاہ کے دل مین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دلی کے ہین وہ مرہٹون کے زیر
سرکب جہکائے ہین۔ مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کہلی عداوت ہے
علاوہ اسکے مرہٹون کے وکیل آئے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تہا اوس کے نباہ کو
کہتے ہین۔ اور اقرار عہد یہ بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبہی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے فرمایے
مجہے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوگئے
تم تو تباہ ہین تمہارے حال پر چہوڑینگے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے

۹۱ دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون صاحب ۱۲ ۔ دیکھو تاریخ اودہ عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

تمھین سوچو مرہٹون نے بہت سر اوٹھایا ہے۔ اگر اب بھی اونکی سزا نہو گی فرمائیے کوئی ریاست نبچے گی۔ تم وزیر کس کے ہو گے۔ جب سلطنت نرہیگی لوٹیرونکی اطاعت کروگے۔ یہ غیرت تمہاری تقاضا کرتی ہی۔ ہان اس کا مین ذمے دار ہون۔ احمد شاہ تم سے کاوش نکرینگے۔ اگر بالفرض کچھہ کاوش کرین بندہ تمہارا شریک ہوگا۔ شاہ کو تمہاری طرف آنکھہ اوٹھا کے نہ دیکھنے دونگا۔ شجاع الدولہ نے کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے بدگمان جائینگے اُنسے عداوت ہوگی۔ اور جب شاہ سے بھی نہ بنی تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے۔ دونون کٹ کٹ مرینگے۔ مرہٹے بلا درد سر ہمارا ملک لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا۔ ہند مین کہین ٹھکانا نرہیگا۔ الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تھا اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا۔ نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکایا۔ اور یہ کہا ضرور آپ تشریف لے چلین ورنہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرین۔ شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا نائب صوبہ مقرر کرکے اور راجہ بینی بہادر کو مدارالمہام بنا کے آخر ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ [لہ] ہجری مین دس ہزار فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوتے اور ۲ ذیحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا۔ شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی۔ اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخر کار احمد شاہ نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ڈیرے پہ اپنے دست راست کھڑے کرائے باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی۔ مگر شجاع الدولہ نے اسغرض سے خط و کتابت کا سلسلہ مرہٹون سے قایم رکھا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی۔ اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیک پیام آتے جاتے تھے۔ مولانا غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تھا جو بھاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا اون نے مجکو ایک خط مین لکھا کہ مین بھاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جمنا کے اوس پار شجاع الدولہ

لہ دیکھو سیرالمتاخرین و خزانہ عامرہ ۱۲

کے پاس گیا تھا۔ شجاع الدولہ نے اپنا ما فی الضمیر کہ لفظ الامراء اور بیان واقعی ہے یون ظاہر کیا
کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کیا ہے۔ اب تمام جھگڑا
اونکی بدعہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجا سے متھرا سے رگھناتھ
راو اور دتا اور ہولکر اور انتاجی کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور انکے مقتدیونکی زیادہ ستانی سے
تنگ آکر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے وہ
برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آ گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام
انجام کو نہ پہنچ سکا اونکا بیان تھا کہ صلح اسوجہ سے نہین ہو سکی کہ مرہٹہ سردار سب لغو کم فہم زود رنج
کم ہمت خام طمع ہین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین۔ احمد شاہ بارش کی وجہ سے چلنے پھرنے
سے معذور ہے۔ مگر بڑے بڑے تنگ آگئے۔ یہانتک کہ برسات ابتک گذر نہ چکی تھی کہ اونہون نے
چھاونی توڑی۔ اور انوپ شہر سے دلی کو راہی ہوئے۔ نجیب الدولہ اور نواب احمد خان بنگش اور حافظ
رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا۔ اور اونکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا اور جب
اونہون نے یہ سنا کہ بھاؤ چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے
تو اونہون نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کئے۔ احمد شاہ جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے
پہنچے تو اوس کو بڑی طغیانی پر پایا۔ اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارے کنارے چلے گئے یہانتک
کہ کنج پورے کے محاذات پر جا پہنچے۔ اور وہان اس بری خبر کے سننے سے نہایت اندوہ ہوئے کہ
مرہٹون نے کنج پورے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیون اور روہیلونکو ٹھکانے لگا۔ غرضکہ احمد شاہ
اس بے عزتی سے کہ گویا وہ اونکے سامنے واقع ہوئی ایسے بھڑکے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۷۶۰ء کو جمنا پار
باگپت کے گھاٹ پر جو دلی سے شمال و غربی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی
رہبری سے ایسے راہ سے اوترے کہ کہین سے پایاب اور کہین سے تیرنے کے قابل تھی اگرچہ اونکے بہت
ساتھی اس دلیرانہ کام مین جان سے گئے۔ چنانچہ ڈیڑھ سو کے قریب سیوٹلی لاشین اور چوپائے رام گھاٹ
کے مقام پر نکالے گئے۔ اسیطرح اودہر گھاٹ سے نکلے۔ مگر دشمنون پر اونکا ایسا رعب پڑا کہ وہ
اونکے رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلی سے اوٹھا کر
پانی پت کو چلے گئے۔ اور وہان پہنچکر لشکر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے دمدمے

۱ دیکھو ملخص التواریخ ۱۳۰

اوٗرمورچے بنائے اور گراوٗلی کا سامان درست کیا۔ اور ایک چوڑی گہری خندق سے اوسکو گہیرا
اور اپنے بہاری توپخانے کی حفاظ و حمایت مین رکہا۔ بہاوٗ کی فوج مین تنخواہ دار پیادہ و سوار
کی تعداد ستر ہزار تہی جن مین سے نو ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس
چقماق دار بندوقین تہین۔ ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تہے۔ اوسکی فوج قواعد دان ہونے کی
وجہ سے اوس کا لقب گاردی تہا یہ انگریزی لفظ ہے۔ یہ شخص فرانسیسیون کی ملازمت چہوڑکر
چلا آیا تہا۔ اس سردار کے اختیار مین منجملہ دو سو توپون کے بہت سی توپین ایسی تہین جنکے ذریعے
سے شہر اور قلعون کی فصیلین توڑی جاتی تہین۔ اور بہت سی بانون کے ذخیرے تہے جو مرہٹون
کا بڑا پیارا ہتہیار تہا۔ اور لٹیرے سوارونکی تعداد دو لاکہ کے قریب تہی۔ مگر کاشی راے شجاع
الدولہ کا ملازم جو کئی بار مرہٹون کے لشکر مین خطوط لیکر گیا تہا سلدی جمعیت کو پانچ لاکہ بتاتا ہے
اور بعض کہتے ہین کہ بہاوٗ کی فوج بہت سے ہمراہیون سمیت تین لاکہ تہی۔ درانیون کے بیان سے
احمد شاہ کی اوس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اوتر آئی تہی۔ تریسٹھ ہزار قایم ہوتی ہے
مگر نادر شاہ اور پچہلے وقتون مین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے۔ اور ایشیا والونکی تقسیمات
افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس مین آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے۔ علاوہ اسکے
بہت سی تخفیف اون قلعہ بند گروہون کے ہونے سے اصل افغانی فوج مین واقع ہوئی ہوگی جنکو
پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چہوڑ کر آتے تہے۔ اور کسی قدر لڑائیون مین مارے جانے اور گرمی
و برسات مین مرنے سے بہی فوج مین کمی بڑی ہوگی۔ غرضکہ قیاس مین یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی
فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ پٹہان جو اوس جگہہ شریک و شامل تہے قرار نہ دئے جائین
چنانچہ گل رحمت مین بہی لکہا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیس ہزار سوار تہی۔ اور تیس ہزار پیادہ
و سوار سرداران روہیلکہنڈ کے تہے۔ اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتہ تہی۔ اور آٹہ
ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تہی۔ اور پانچ چہہ ہزار فوج احمد خان بنگش کے ہمراہ تہی
اور سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد دس ہزار بتاتی ہے۔ عماد السعادت
مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتہ تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تہے یہ تعداد مبالغہ
آمیز ہے۔ بلکہ کاشی راے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار
سوار تہے۔ اور راوٗدی کا بیان ہے کہ درانی خاص اپنی چالیس توپین رکہتے تہے۔ مگر درانیون کے
بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ہے۔ محققین کی راے یہ ہے کہ احمد شاہ کی فوج مین تیس توپ ہونگے

قریب قریب بہتین جو مختلف المقدار گولہ سے بھری جاتی تھین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون
کی بہتین - علاوہ اسکے چند توپین مفصیل شکل بھی بہتین - اور اس سبب سے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد مین
مین قلیل بہتی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی - چنانچہ اونہون نے پڑاو ڈالا اور فوج کے
چارون طرف خندق کہدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی
امیدونکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گوبند راے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا
کے نیچے کی دہار پر جو فوج اوس سے فراہم ہو سکے فراہم کرے - غرضنکہ وہ سردار دس بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے جا پہنچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور اسلئے رہا کہ
آفتون سے محفوظ اور رہا مون رہے اور مرہٹون کی مانند لٹیری طرح ملک مین پہیلا کہ تمام رسدون کو روکنا
شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بہیجکر مسلمانون کیطرف
رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلئے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ مسلمانون کا لشکر
رسدونکی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹھانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
کے عادی نتھے جیسی مرہٹون دوڑ دہوپ سے پیش ہوتی تھی - مگر اونہون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے
کہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور
شاہ پسندخان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ
اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان
کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ایرانی جو مع وزیر کے رہے مرہٹے مقابلے کو نکلے
اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کہڑے ہوئے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے
لڑائی شروع ہوئی - تہوڑا دن باقی رہے - نجیب الدولہ کے ہمراہی ہندوستین مارتے ہوے
مرہٹون کے مورچون مین گہس گئے - بلونت راو بھاؤ کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا
مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہوگئی - اور روہیلے جیرہ دستی کرکے مرہٹونکے لشکر
مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
سے قریب تہا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون
کو گرفتار کرے - اور شاہ پسندخان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش کے
گانوون کو پندرہ پندرہ کوس تک برباد کردے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین پہلے وہان سے

نہ پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے
باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور ان مرہٹون سے جو رسد لانے کے لئے نکلتے تھے کئی بار
مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخرکار اونکا خندق سے
نکلنا بہت کم ہوگیا۔ تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا
کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لائیگا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا۔ ہر روز درانیون کو مرہٹون
کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑکر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ جب یہ خبر
نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو
کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائیگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے۔ احمد خان آدہی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا جب
یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ
اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش
ہوگئے۔ ناراضی بڑہانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان
باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے۔ بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو خاندان بنگش سے تھا نواب احمد خان
کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اوٹھا۔ اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر
اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین
سے ہو۔ مگر تھوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جنگباز خان
بنگش کی زبانی سب برائیان سنی تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین۔ شاہ ولی خان
وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے
واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اوترکر دریا کے کنارے
خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا مکان وہان
لوٹ لیا جاتا۔ سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل
و ہمت سنگھ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف
بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس مقصد سے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ
جو کچھ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کابل مین سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہکر خاموش ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہی
کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس
روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوئے۔ اور فرزند علی خان بہادر
کا خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار
سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہ درہ مین محاذی
شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ کنج پورہ کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین
داخل ہو جائے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان
خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے
عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے
ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوئے۔ اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکلنے پر
گوبند رائے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کر ڈالا یہانتک کہ خود گوبند رائے
مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو
بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹونکے لشکر مین رسد
پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہو گئے۔ اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کہا بکر صاف کیا
جو اون کے لشکر مین واقع ہوا تہا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹہائے جبکہ
حال ایسی نوبت کو پہنچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع
مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر نہتا کہ نہایت پورا فیصلہ ہو جائے۔ چنانچہ دونون فوجونکی
کچھ کچھ چھیڑ چھاڑ آپسمین جاری تھی۔ مرہٹون نے درانیون پر تین بہاری دہاوے کئے
جن دشواریون کو بہاؤ اوٹہاتے جاتا تہا اونکی وسعت اور ترقی روز افزون کا حال اوس کے
دستخطی مختصر مستورہ تہا۔ کہائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تہا جس مین
سورج کے نکلنے پر اشراق کی نماز پڑہتے تھے۔ اور شام کو کہانا کہاتے تھے۔ اور دن بہر
گہوڑے پر سوار ہو کر فوج کے پہرونکو مختلف مقامون مین دیکھتے بہالتے۔ اور دشمن کو چہیڑنے
چہیڑانے سے رہتے تھے۔ اس زمانے مین خستہ حالی و پریشانی کے
ہجوم کی کثرت سے بہاؤ اسقدر تنگ ہوگیا تہا کہ اوس نے
چند ایک کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

درانیون سی صلح کرادے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ
مین صرف مدد و معاون راے دینا میرا کام نہین - ہان لڑائی برتا اور کرتا ہون - اوس مین
دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سرداران کو اختیار حاصل ہی کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق
خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر راضی ہوئے - اور شجاع الدولہ نے
بھی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستونکا ہمیشہ مقابلہ کیے گئے
اور اوس بربادی کو باقی لوگونکے دلونپر جمانے مین کامیاب ہوئے جو احمد شاہ کی ایسی صورتمین
چلے جانے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچگئی ہی - اب سوچنا دشوار ہے
کہ مرہٹونکے بڑے بھاری گروہ کی اوسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت
مین مرغیون کی مانند ایک کہانچے مین محصور تھے اور مرے ہوئے اور مرنیوالے جانورون اور بہوکے
پیاسے بیگناہ بہیڑ مین پڑے تھے - اور اون خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے
جسکو وہ ابھی اوٹھا رہے تھے - ۶ جمادی الاخری ۱۱۷۴ ہجری چہار شنبہ کی شبکو انکے سردار اور سپاہی
جمع ہوئے - اور بھاؤ کے ڈیرے کے گرد کہڑے ہو کر کہا کہ اب کہانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھ
کو دام تہا وہ سب صرف ہو گیا - بہوکون مرنے سے لڑائی کی جوکہون اوٹھانی آسان ہی - بہاؤ نے
اتفاق کیا اور سب نے پان کہا کر مرنے تک لڑنے کی قسم کہائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم
سنایا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دہاوا ہوگا - بہاؤ نے اوسی وقت یہ شجاع الدولہ
کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہوگیا اور
ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہی - اگر کچھ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے
بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت ہو چکا کاشی راے اس رقعہ کے مضمون کو پچھلی رات مین اپنے آقا
شجاع الدولہ کو سنا رہا تہا کہ کاشی راے کے جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہو رہی ہین شجاع الدولہ
فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے - اور چوکی پہرے والون سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے - احمد شاہ
اندر سے ہتیار لگائے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹھے تھے - چنانچہ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر جو ہمیشہ
اونکے دروازے پر تیار کہڑا رہتا تہا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑھنے کا حکم
سنایا جو بات پہلی پہل اونہونے کی وہ یہ تھی کہ کاشی راے کو اونہون نے بلایا - بعد اسکے
خبر کے مخبر کی نسبت سوال جواب کرنے لگے - بعد یہ تفتیش اونہون نے اوسوقت کی تھی کہ آگے
بڑھتے جاتے تھے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی نکے

جو غنیمت لاولاے لاتے تھے اور اونہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے سندھو بہاگ گئے احمد شاہ نے یہ خبر شکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہی۔ مگر گفتگو کے درمیان ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی احمد شاہ اپنے گہوڑے پر بیٹھے ہوے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چونکتا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمہارے ملازم کی خبر کو سچا پاتا ہون۔ بعد اس کے فوجکو جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا۔ اور جبکہ صبح کہلنے لگی۔ اور کچھہ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون کی قطارین کو برہم رکھتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑہتے دیکہا کہ تو بچانہ آگے آگے چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوجکو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے جواب فوجکے پیچھے رہگیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھہ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین بہت قریب آگئین تو اونکے گولے مسلمانو پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو شروع کیا جسنے بہاو کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تھی کہ مین اپنے سپاہیونکی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جہگڑتا تھا اب آگے ملاحظہ فرمائین کہ وہ تنخواہ آپ سے بیفائدہ نہین لی گئی۔ یہہ کہکے اوسنے ایک نشان سنبہالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلو پر حملہ آور ہوئے جنکے قاعدہ دان نہونے سے اونکی دلیری اور لا وری نے خود اونہین کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچھے احمد خان بنگش تہا بہاگے ہوئے روہیلے اوسکی طرف بہیجے کہ احمد خان نے لعن وطعن کرکے اونکو روک لیا اور نواب نے وارونہ شرف خان کو احمد شاہ کے پاس نطلب مدد بہیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے۔ اسلئے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا اونہا بازو کہل گیا تہا۔ جو درانی فوج کے قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاو وسواس راے نے اوسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس حملے مین وزیر کا برادرزادہ عطائی خان اوسکی برابر مارا گیا۔ اور درانیون کے پانون اوکہڑنے لگے اور اپنے گہوڑے سے اوترا اور چند ہمراہی درانیون سمیت اپنی جگہ پر قائم رہا اور مرنیکا ارادہ کیا وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کہڑے تہے مگر ہوا کے اوڑنے سے کچھہ محسوس نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور اونکی گہوڑونکے
ہنہنانے کو یکایک کم ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لئے آگے کو بہیجا۔ چنانچہ
کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پا پیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو
اونکے بہاگ جانے پر برا بہلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی
نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد
یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر
شجاع الدولہ لڑائی مین شریک اوس کے نہوے[1] ۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتہا چنانچہ وہ تازہ فوج
جو اونہون نے منگائی تہی وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تہام کے لئے عین وقت پر پہونچی
اور اب لڑائی جمکر ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بہی مرہٹون کا پلہ بہاری تہا یہانتک کہ انہون
نے اپنے بہگوڑون کو گہیر کر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے
قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور یہی یہ ہدایت کی کہ ہماری
فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے باہنے بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر ٹہیک
راس آئی اسلئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی تہی جہان بہاؤ وسواس
راے گہوڑون پر سوار کہڑے تہے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تلوارون بلکہ برچہے برچہے
کٹاریون سے لڑتے بہڑتے۔ اور مارتے مرتے تہے۔ مگر یک لخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم
کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دن کے بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کشتون کی پشتون سے
معمور چہوڑ گئے۔ فیروزمندون نے بڑے جوش و خروش سے بہگوڑون کا پیچہا کیا۔ اور کسی کو پناہ نہ دی
اسی باعث ایسا بہاری قتل پڑا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس
بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تہے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور
جو مرہٹے فاتحونکی پاس سے بچے رہے وہ دیہاتیونکے ہاتہ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون
کے ہاتہ پڑے وہ نہایت بیرحمی سے قتل ہوے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جہنکو سیندہیا

---

[1] دیکہو تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر مراۃ احمدی مین لکہا ہے کہ درانیون کو عنقریب
شکست ہوتی۔ ۔ ۔ تہی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ
کیا۔ اکثر سرداران مرہٹہ ہلاک ہوے ۱۲

کی بڑی ڈھونڈھ بھال کرائی جسکو ایک دُرانی سردار نے پہار کہاتا اور گرفتاری کے اندیشہ سے
اوس کو بہگا دیا تہا - ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دارو گیر مین مقید تہا جس کے حوالے
کرنے پر اونکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنے ساہنے بلایا - بعد اس کے
وزیر اعظم کی سپردگی مین رکہا گیا - جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مرگیا سواس کے
کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دہڑ پر بہاو کی لاش کا یقین کیا گیا - مقتولون کی کل تعداد
دو لاکہہ کے قریب بیان کی گئی ہی - بڑے بڑے مرہٹہ سرداروں کے سوا کام آئے یا زخمی
ہوئے جو تہوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چہوڑ گئی تہی - مہاجی سیندہیا بعد اس کے
ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا - عمر بہر کے لئے لنگڑا ہو گیا - اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ
سننے کے قابل ہی - تاریخ بہوپال مین لکہا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سی گہوڑے پر سوار ہو کر بہاگا اور ایک
درانی سوار نے اوس کا پیچہا کیا - ساٹھ کوس پر جا کر گہوڑی کہڑی ہو گئی - درانی نے برابر پہنچکر ایک
تیر مہاجی کے گہٹنے مین مارا کہ اوس کا گہٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتہیار و لباس وغیرہ
چہین کر پہر ساٹھ کوس پہر گیا - اور رانا پہڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پلنے
سے گہٹنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچاے گیا - اور ملہار راو ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
کے مقابل تہا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر کرنال کیطرف چلا گیا - کیونکہ اوس سے اور
نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہو چکا تہا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے
تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راو سے تعرض نہو گا - جیسا کہ فرح بخش
وغیرہ مین لکہا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب معرفت قدیم ملہار راو
ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دونون موجود ہین - لیکن مخالف فریقون مین ہین - مین اقرار
کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمہین کوئی نہ ستانے پائیگا - تم بہی اقرار مجہسی کرو اگر
فتح بہاو کی ہو مجہہ سے کوئی مزاحم نہو - ملہار راو نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکہا ہی کہ
جب ملہار راو ہلکر نے بہاو کو یہ مشورہ دیا کہ سنکر کہدوا کر اوس مین قید ہو جاؤ اور مسلمانونسی
صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہی - مناسب یہ ہے کہ تم
مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی گرو زد سے علیحدہ رہکر کہو جہی اور سیندہیا اور سرداروں کو حکم دو کہ
شجاع الدولہ اور پہانون کے ملک مین جائین اور راو سکولوٹین شاہ کے لشکر مین رسد
نہ آنے دو جی - ہر طرح تنگ کرین - امراے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی محافظت کے لئے

چلے جاینگے۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جاینگے۔ آپ کے ہمراہ بڑا لشکر ہی چاروں طرف سے شاہ کو گھیر لوگے
ہر طرف سے تنگ کروگے۔ جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا۔ سندھ میں رہنا اپنے
آپ کو ضائع کرنا ہے۔ اس میں تو مجبور ہو کر مرنا ہے۔ بھاؤ نے جواب دیا تو گدڑیہ ہے بیچ اسمین
دخل کیا۔ ملہار راؤ نے بھاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا۔ اور مرہٹوں سے
جدا ہو گیا۔ مگر فرح بخش کا بیان اس بارہ میں نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اوس کا
مصنف شیو پرشاد اس جنگ میں نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جنگ عظیم
۷۔ جنوری ۱۷۶۱ء مطابق ۵۔ جمادی الاخری ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن واقع ہوئی تھی۔
مرہٹوں کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہیں ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی
اونمیں پھیلی۔ اور سارے مرہٹوں پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورتا مرد
باندی غلام بنائے گئے۔ پچاس ہزار گھوڑے۔ دولاکھ بیل اور بہت سے اونٹ اور پانسو ہاتھی
علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ مرآت احمدی میں لکھا ہے کہ قریب
سات سو کے ہاتھی۔ اور پچیس ہزار گھوڑے۔ اور اسقدر بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان و
اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار میں داخل ہوا جو کئی کروڑ روپیہ کا مال تھا۔ بیس ہزار
مرہٹے جاٹوں اور راجپوتوں کے ملک میں ننگے برہنہ بھیک مانگتے پھرے۔ آخرکار
سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کردیا۔ اور دوسرے راجپوت
سرداروں نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی میں بیان کیا ہے کہ ہزاروں گرفتار شدہ مرہٹے
قتل کرائے گئے۔ پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی۔ آردن صاحب نے
تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ دایم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بخشش
خلعت کے واسطے طلب ہوا میں خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار
کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس میں نہ تھی۔ کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ
اوس کو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہیں
احمد خان نے جواب دیا کہ اس کے کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف تھے۔ یعنی
اوسنے صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دست
سے تلوار مانگی۔ اور بطور رجوع لیکے اوسکی خوب تعریف کی۔ اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجئے احمد خان
نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ لونا مفت نہیں لیتے ہیں۔ اس لئے

اونھون نے ایک پیسہ منگوایا اور سخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو دونون ہاتھون پہ رکھکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹھا لیا اور کہا تمھارا نذر دینا بجا سے اور بہت مناسب ہے۔ کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے ۔ مرات احمدی مین لکھا ہے کہ بعد اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے۔ کچھ دنون یہان رہے ۔ اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب یہ دونون روانہ ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان ٹھیرنے کا معلوم ہوتا ہے ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو۔ نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون۔ اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا پیشکار دلیر سنگھ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا ۔ اور اوسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو۔ وہ سترہ لاکھہ روپیہ کا جواہر اور نقد نذر کریگا۔ شاہ نے منظور فرمالیا ۔ اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ رخصت ہو کر روانہ ہوئے ۔ اور باغ شالامار مین دو مقام کئے۔ پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے ۔ شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو لاکھہ روپیہ کا غلہ جو قلعۂ دہلی مین جمع تھا دیا اور خلعت اور قلمدان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرلائے اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کر کے خود آگے کو کوچ کیا۔ دلیر سنگھہ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی مان زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سی کئی نمک حرامیان وقوعمین آئی ہین ۔ ہم کو اوس کی وزارت منظور نہین ۔ اگر بادشاہ کو زر مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا دین گے ۔ مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو غازی الدین خان کے پاس رخصت کر دینا چاہئے تو مجبور ہو کر اوس کا روکنا نامناسب سمجھا اور وہ ۲۷ شعبان کو وہانسے روانہ ہوا ۔ اور اثنائے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا مگر اب غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونھون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرۂ کامبخش بن عالمگیر مشہور کیا ۔ مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور بادشاہ کی مان زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلیئے وہ اس منصب کو نہ لے سکا - مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین - اور ماثر الامرا وغیرہ مین اسطرح لکھا ہی کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی - اور دونون سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی مین رہین - اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہون مرزا جوان بخت کو اون کا نائب سمجھین اور شجاع الدولہ کو خلعت فاخرہ مع اسپ یراق خاصہ دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا - اور آپ اپنی فتح سے فائدہ اوٹھائے بغیر اپنی قلمرو کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہوکر جاجمؤ مین چند مقام کئے - اور شکار کھیلکر ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین اپنے صوبہ اودہ مین داخل ہوئے - گیان پرکاش مین ہی کہ اس وقت مین نیابت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی - بینی بہادر ملک کی خبرگیری خوب کرتا تہا رعایا شاد تھی - اور مال دولت سال بسال بڑہنے لگا - خیرات بہت کرتا تھا - برہمنون کی بہت خاطر کرتا تھا - اوس کے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکھکر پیش ہوتی تھی - اور وہ اوسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکھتا - ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا - مقدمونکی روزی حساب کھل گئی تھی - اور ہر ایک خوشحال تہا -

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین جاری کیا - اور کسی قدر روپئے و اشرفیان سکے کی بادشاہ کی خدمت مین بھیجین - اور بادشاہ کے لیئے تخت اور چتر - اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرائض لکھے کہ حضور بنگالہ سے یہان تشریف لے آئین بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اونہون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا - اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے معاودہ ہوئے - شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین گڑہ بانڈہو کیطرف کوچ کیا اور مکندپور علاقہ ریوان متعلقہ بگھیلکھنڈ مین قیام کیا - یہان بچہ جننے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر ثانی رکھا[۹] - راجہ جیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

[۹] دیکھو تاریخ بگھیلکھنڈ ۱۲

بجالایا اور اپنے دو بھائیوں کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دیں۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس آئے اور آپ بھی چند منزل مشایعت کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[۵۰] بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[۵۱] - وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد اپنی ملک میں توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان[۵۲] سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شاہ عالم کو لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام روانگی مین اختلاف ہے۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور بیس دن کے عرصے بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے اور یہان سے دریائے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کر کے پیشوائی کی۔ تاریخ[۵۳] ۱۶- ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سرائے سید راجی اور آب کرم ناسہ کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوئے۔ اونکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دولت آستان بوسی کے بعد تخت و چتر اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوئے اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد برسات فدوی ساتھ چلے گا۔ اور بادشاہت کا بندوبست خاطر خواہ کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے اونکی عرض کے موافق چہاونی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران بنگالہ کو اس خوشنودی سے بادشاہ کی رفاقت سے دل برداشتہ کر دیا کہ ان کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت مین بیٹھ سپاہ کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اون سے اختلاط کر کے دوستی پیدا کر لی۔ اور بنگالہ کی فوج بی۔ بعد اسکے بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے دیرے پر گئے۔ بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوئے تو وہ لوگ سرداران بنگالہ بدستور کھڑے ہوئے بمانند تماشا کرتے تھے۔ وزیر نے

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش ۱۲

۵۲ دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ ۵۳ دیکھو خزانہ عامرہ وسیر المتاخرین ۱۲ ۵۴ دیکھو خزانہ عامرہ وسیر المتاخرین کو۔ اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷- ذیقعدہ لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو جس سے یہ دونوں راجپوت خفیف ہو جائیں۔ جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونوں خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہوں تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصے ہو کر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار ہیر اپنے ملک کو لوٹ گئے۔ بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی[۱] خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور نہایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو میں چلتے تھے۔ اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہ ہوتے۔ جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہاں سے سبقت کر کے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکی اہتمام میں تین پہر کھڑے رہے۔ اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت مع ہوادار اور ۵۰۰ اشرفیاں اس عنایت کے شکریہ میں کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کیں۔ جب حدود بنارس میں پہونچے تو یہاں آصف الدولہ نے حاضر ہو کر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا۔ اور ہیرا آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنجک دان بخشا۔ مرآت آفتاب نما میں اسی طرح لکھا ہے۔ مآثر الامرا و سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ گنگا پر پل بندھوا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵ ذیحجہ کو عبور کر کے الہ آباد میں پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما میں جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہیں بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تھے۔ بہر صورت ۱۰ ذیحجہ کو جاجمؤ میں داخل ہو کر مقام کیا۔ چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹوں کی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اوس پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ میں جا واقع کر کے اوس طرف سے مرہٹوں کے تمام افسروں اور حاکموں کو نکالدیا۔ اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوتے۔ موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے۔ شجاع الدولہ اپنے صوبے میں راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر شاہ عالم کو ہمراہ لیتے ہوئے وہاں کے سردار بسواس راو وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہاں بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے۔ پھر جھانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا شیدی بشیر نے اس کے مسخر کرنے میں بڑی کوشش کی۔ جھانسیوں کو تہ اخر مغلوب ہوئے اور ۵ رجب سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

مہم [illegible] شجاع الدولہ

قلعہ مفتوح ہوا۔ شیدی یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہین پایا تہا ا ہ۔ رجب کو خلعت ہفت[۱] پارچہ مع جارقب و مالاے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲ ماہ مذکور کو غسل[۲] خانے کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اونکی نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ ۱۰۶۲ ہجری مین بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دکن سے مرہٹون کو نکالنے اور اون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے ساجد ہمت بہادر وہان کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ ان اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر مرہٹون کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا اونہون نے اطاعت نہکی اور آخرکار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے ہراول پر علام شاہ تہا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بہاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش ہوگئے پٹھان بھی انحراف واختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکہتا تہا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تہا وہ اونکو بہکاتا تہا۔ مرات التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکہنڈ مین منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس مین ناکامیابی اونکے کا حال لکہا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما مین مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور مین مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکہنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان وہمت بہادر مامور فرمائی ان دونون سردارون نے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

---

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

[۲] دیکھو مرات آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما مین غسلخانہ کی جگہ دیوان خاص لکہا ہے۔ اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبدالحمید لاہوری نے شاہجہان نامے مین بیان کیا ہے کہ اکبر کے زمانے مین دیوانخانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تہا جس مین اکبر غسل کیا کرتا تہا۔ بادشاہ کے خاص خاص بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر باریاب تہے۔ اور ضروری باتین بادشاہ کے گوشگذار کرتے تہے کچہ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسلخانہ ہوگیا اسی مناسبت سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تہا۔ شاہجہان نے اپنے دور حکومت مین اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکہا۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا راجہ گمان سنگھہ بامداد اُنے اپنے آپکو مقابلہ افواج نواب وزیر کمزور سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی۔ چنانچہ بہت سے بندیلے بالاتفاق مقابل کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ فوج مخالف بسپا و مغلوب ہوگئی و دور تک تعاقب کرکے بہت آدمی قتل کئے۔ اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور دونون سردار گہوڑون سمیت جمنا مین کود کر اپنی جان گرداب بلا سے کنارہ عافیت پر بسلامت لے گئے۔

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا۔ اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالآخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جہانسی سے بسمت الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۵ ہجری مطابق ۱۷۶۱ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر فوجکشی کرین اور خود بھی ساتھ ہوئے۔ کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوجکشی کے تین وجوہ تھے وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی۔ یعنی ایک اخبار نویس نے روزنامہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتا ہے۔ گلال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع الدولہ نے یہ حال سنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کہایا اور ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کردیا اور یکہ جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکہنا باقی ہے۔ بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے کو مستعد ہوگئے۔ دوسری وجہ جو عام اس وجہ تھی یہ تھی کہ بابت متعلق میان ملک دوآبہ جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا مرہٹے ملک دوآبہ سے نکلگئے تھے اور نواب احمد خان نے کل

پرگنے جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لئے اور شاید کچھ ناجائز بھی جنپر اوسکو کچھ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اُسقدر ملک پر قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر ہو تو مہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے۔ ریاست فرخ آباد کے ۳۳ محال مین سے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونھون نے پانی پت کے مقام مین جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہ محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تابنے کے پتر پر تحریر ہوئی تھی - اور ایک نے دوسرے کو دی تھی - پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان چھوڑکر جمنا پار ہو کر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان مرہٹونکے قبضے مین آگیا تھا- ۱۱۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۶ء سے ۱۷۷۳ء تک شجاع الدولہ نے میان دوآب کے نیچے کے حصے سے امنکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بوندیلکھنڈ جانبسی تک بڑھ گئے - اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین تھے لے لئے اور شکوہ آباد اور کرٹھا اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپوند اور مین پوری پر روہیلون نے احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کر لیا تھا - تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گر گوسائین کو پناہ دی تھی - امراؤ گر ۱۱۷۶ ہجری مین نواب شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنؤ سے بھگا کر اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا - اور فخر الدین خان بخشی کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی - نواب کے مشیر کاردان نے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوا اسکے آپکے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا یہ مجھ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤ گر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان جعفر کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیجدیا - امراؤ گر کے بھائی ہمت بہادر نے امراؤ گر کو شکایت لکھی کہ تمنے اس ملک کو چھوڑ کر جسنے تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے - امراؤ گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو [illegible] غرض

میںنے یہاں چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نکلا تو میں اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگوں گا۔ تہمت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف میان عیسیٰ کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کر دیا۔ شجاع الدولہ نے ایک خط عضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تہا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بہڑک اُٹھے گا نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ میں سوائے خدائے کریم کے کسی سے نہیں ڈرتا جو کچھ آپ کے دل میں ہو کیجئے میںنے امراؤ گر کو خط بھیجکر نہیں بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھ رنج کیا۔ مگر چند مہینے تک اوس کا کچھ حال نہ کھلا اس عرصے میں احمد خان کے امرائے امراؤ گر سے کہا کہ تمہارا یہاں سے چلا جانا مناسب ہی کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤ گر نے اونکی بات مانکر وہاں سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہوں تو تم کو میرے ملک سے نہیں نکال سکتے لیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمہارے پانوئیں کسی نے زنجیر نہیں ڈالی ہے امراؤ گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تہوڑی دور یعنی ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑہائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد میں فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنات پر متعین ہی۔ اونہوں نے مشہور کیا کہ میں ملک گیری پر جاتا ہوں یعنی جن جن زمینداروں نے زرمالگذاری نہیں دیا ہے اُنسے وصول کرنے جاتا ہوں کچھہ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور راستے میں ریاست فرخ آباد کے قصبہ موتی نگر کو جو دریائے جمنا پر واقع ہی لوٹ لیا۔ خاص لشکر تہوڑے عرصے تک خواجہ پل کی سرائے میں قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے پرگنہ ملہور[1] میں تا نانو گہاٹ تک پہنچے یہ لشکر تو ادہر کو قنوج کی طرف بڑہا جو احمد خان کے علاقہ میں تہا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور میں ایک بنگلا در باغ میں مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تہا اور مار باڑی کے نام سے مشہور تہا۔ جو مواضعات مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے گئے۔ اخبار نویسوں نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہی جب شجاع الدولہ مکن پور ہو چکے اور اونہوں نے دریافت کیا کہ یہاں سے فرخ آباد تک

[1] ضلع کانپور میں ہے۔ پرگنہ قنوج کے مشرق میں ہے ۱۲

پہنچنے میں کتنا عرصہ لگیگا تب اس کا حال کہلا۔ عیدی کا راجہ گنگا سنگھہ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا اوسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اوس کے جوتے میں رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال میں ہو اوسکو یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہنچا اندر مشرف خان داروغہ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پاؤن داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا بلجملہ مطلب تمام طلب ہوگئے اونہوں نے کہا کہ نہایت تلیل فوج موجود ہے۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررین کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد میں آکر حاضر ہوں۔ اور بریلی[۵۰] اور بدایون[۵۱] اور بسولی[۵۳] اور اوجہانی[۵۴] اور اترجہنڈی[۵۵] اور آنولہ[۵۶] اور رامپور[۵۷] اور شاہ آباد[۵۸] اور شمس آباد[۵۹] اور عطائی پور[۶۰] اور تلہر[۶۱] اور شاہجہانپور[۶۲] کے پٹھانوں سے بھی مدد طلب کی۔ اسوقت حافظ رحمت خان والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ مہر آباد میں جو اب ضلع شاہجہانپور میں ہے مقیم تھے نواب احمد خان نے

[۵۰] بریلی حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [۵۱] فتح خان خانساماں نواب علی محمد خان کے ایک امیر بدایون میں رہتے تھے ۱۲ [۵۳] بسولی روہیلکھنڈ میں واقع ہی ابتدا میں ایک گاؤں تہا۔ نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا۔ دوندے خان علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار تھے ۱۲ [۵۴] اوجہانی ضلع بدایون میں واقع ہے۔ یہاں نواب عبداللہ خان ولد نواب علی محمد خان روہیلہ رہتے تھے ۱۲ [۵۵] اونترجہنڈی میں کہ آنولہ سے مشرق کی طرف دو تین کوس پر ہی۔ نواب سعداللہ خان رہتے تھے۔ ۱۲

[۵۶] آنولہ نواب علی محمد خان کی دارالحکومت تہا بریلی کی کمشنری میں واقع ہے ۱۲

[۵۷] رامپور نواب فیض اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کی حکومت کا مقام تہا۔ ۱۲ [۵۸] مئو کو رشید خان پسر جلال الدین خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہے۔ [۵۹] شمس آباد ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲

[۶۰] عطائی پور پرگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲ [۶۱] تلہر روہیلکھنڈ میں شاہجہانپور کے ضلع میں واقع ہے ۱۲

[۶۲] شاہجہانپور روہیلکھنڈ میں واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان قنوج اور کالپی کے جاگیرداروں نے سنہ ۱۰۵۷ھ میں شاہجہان سے اجازت لیکر اوسکے نام پر آباد کیا تہا۔ ۱۲

اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو مرہٹے اور دوندی خان کے علاقے کو جو میان دواب میں واقع ہے یعنی اٹاوہ
وشکوہ آباد وپھپوند کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہی۔ احمد خان کو مدد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہوگئے اونہون نے
جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہی۔ اور اسی واسطے حدود پر مقیم ہون سب طرح سے شرکت
کے واسطے حاضر ہون۔ مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے۔ اگر روپیہ ملے تو مین نواب سعد اللہ خان
دوندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روہیلہ کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہو سکے گا تو مین فوج سے
تو حاضر ہون۔ جب بخشی نے پہونچکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے
ہاتھ دو لاکھ روپئے بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان
وغیرہ آجاوینگے تب اور بھی روپیہ دیا جاویگا۔ جسوقت یہ روپیہ بھیجا۔ اوسوقت حافظ رحمت خان نے
نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اس طرف روانہ ہون اور اپنے نائب
مقیم اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خداگنج کے نیچے
مقام کرے۔ ان دنون نواب سعد اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی۔ سل کے عارضے
مین مدت سے علیل تھے۔ خود تو نہ گئے۔ مگر نواب فیض اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان
کو بھیجا[1]۔ آبروئی صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہی۔ بخشی فخر الدولہ نے
حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہوکر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے۔ بیان کیا۔ اس کے بعد
نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ آکر مدد دیجیے
وزیر مذکور اس وقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا
اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے
کیون نہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہیے کہ سابق مین تم نے حق ہمسائگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ
کے شریک نہوتے۔ لہذا مناسب تو یہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھے تمہاری
مدد کی چندان ضرورت نہین ہی۔ اگر خدا چاہے گا تو مین شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا
جیسی صفدر جنگ کی تھی۔ جب خواجہ خان وکیل کو بھیجا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے
فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضروری
راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہہ دیا

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲

راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہلا بھیجا ہے مگر بعض باتین اب مین بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار
سوار جیت و جالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون - اگر شجاع الدولہ
آگے بڑھے تو وہ کوچ درکوچ چل کر احمد خان کے شریک ہو جائین - علاوہ ازین مین چند ہزار سوار
عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرون گا یہ سب روانہ ہوئے - جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان
اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ حیات باغ مین لے گیا - بجواب پروانجات احمد خان فوجین
دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین - اور ع انتونان شاہجہانپور و شاہ آباد ضلع
ہردوئی وغیرہ کی کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی تھی - جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کو
خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا - ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا
اور ملا سردار خان اور دوندے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ فوج کے اوس کے ذریعہ
سے اوتر آئے - توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا - بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار
بگا ندی کے کنارے پر بھیجا گیا - اس مقام پر کل جتنے جو صفدر جنگ اور نول راے کی لوٹ سے
ہاتھ مین آئے تھے نکالے گئے - تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونین کی فوج ساتھ لیکر
کوچ کیا - ایک رات بعد بکرا اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا -
روشن خان وامراد گر کو یہ حکم ملا کہ پانچ ہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج
کے نیچے شیخ کبیر کے جاکر شریک ہون - تھوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ لکھنؤ
مین پہنچے - اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھیرا - یہ محض
اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تھا - جس پر حال مین نواب احمد خان نے
قبضہ کر لیا تھا - نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور
ناصر خان[1] صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا - خواجہ سرا نے

[1] آرون صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بھی
لکھا ہے - حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کر چکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ
نہ تھا - اور اوس کی نسبت لکھتے ہین یہ شخص ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار
تھا - فرخ آباد مین رہتا تھا - تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ تھا وہ فرخ آباد مین قبل ۱۷۵۸ء
کے فوت ہوا - اس سے پہلے شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اوس کو بہت کچھ ملتا تھا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا ۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکہا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکہتے تہے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تہے ۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین ۔ شجاع الدولہ نے ان سردارونکی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سلسلے سالار جنگ کو مدارج گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بہیجدیا سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا ۔ جواب سنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاوں روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا ۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالار جنگ کو قید کرلیا ہے ۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے ۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکہہ بہیجین دیکہین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب دین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے ۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہو ۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور رہاتھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرون گا ۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپیے تین لاکہہ کی برابر جانتا ہون ۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون حضرت تعظیم کے واسطے اوٹھہ کھڑا ہوتا ہے ۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاون گا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین ۔ اور اوس وقت مجہے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا ۔ اور یہ موت سے بدتر ہے ۔ آخر الامر لاچار ہوکر اوس کا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۱ء کے قبل مرچکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ سنہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہی ۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات کا جواب طلب فرمایا جائے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑکر جنگل کو بہاگ جائین اور وہان جا کر رہین تو اس مین کسکا قصور ہی - گلال باڑی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے - یہان چونکہ قاعدہ ادب وآداب سے واقف نہین ہین - لہذا چند لکڑیان کہڑی کرلی ہین وہان اونکو قطار سے کہڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکہلایا جاتا ہے - اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تہا - اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تہا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تہا مگر بمجبوری جانا پڑا اور ہم دونون باعث حکم سخت کے مجبور تھے - اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکہتا ہی نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تہا اب اسقدر بڑہا ہے کہ دعوے ہمسری کا رکہتا ہے - اور چونکہ کوئی اوسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکہتا ہے - اس عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اونہون نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازان اوس نے التفاف چاہا تہا کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمائین - اور تہوڑی دور اس مقام سے کسیطرف نہضت فرمائین تاکہ ہم تینوں صین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے طالعت غلامان حضور سے شرف اندوز ہو - یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی ایک سو آدمی اوسکی جلو مین جانے کے لئے متعین کئے گئے تہے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کردی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین بار یاب ہوا منشی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑہکر سنائی - سنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دیا جائے خاموشی بہتر جواب ہی - مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا - جب کچہہ جواب نہ ملا تو بلا اجازت وہان سے چلا آیا - اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا - دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا - عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑہنا چاہئے اوسوقت یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ بنی گنج مین آپہونچے ہین - بنی گنج چہوٹا سا قصبہ ہے جو بیلدر چہبرامؤ کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - نجیب الدولہ جو

دہلی مین تھے براہ سکیٹ تلک دوآب کی طرف برسم یلغار کھیتی کو جلاتے اور مواضعات کو مسمار کرتے ہوتے بڑہے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے بگڑی بدل بہائی تہے نواب احمد خان نے ازراہ مہمانی کہانے کے ایک سو پچیس کہار و نیز ہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار و گلشیر خان سونٹے والے کے بہیجے اور پیام دیا کہ طعام نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے ۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لیئے ہے کیونکہ بہائی بہائیون مین تکلف نہین ہوا کرتا ہی ۔ نجیب الدولہ نے غصے ہوکر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹھاؤ اور اوس پر اپنی نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام بہنی گنج مین چھ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب الدولہ کی نوکری چھوڑ دی ۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیئے ۔ اور روزانہ کہانا مقرر کر دیا ۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین شیخ کبیر و راجہ امراؤ گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے ۔ نجیب الدولہ نے شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون ۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی ۔ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو ۔ اب مجھسے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو ۔ دوسرے روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کئے ہوئے وہان سے روانہ ہوئے ۔ اور قنوج مین پہونچے ۔ شجاع الدولہ نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لے گئے ۔ اور تدابیر کے ذکر چہلے ۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہی کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا ۔ اور اوس نے فوج جمع کرلی اور کہنے لگے کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو بہلے مین میدان مین آاونگا ۔ مگر مجھے اندیشہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سی دل سے نہ لڑینگے ۔ اور بالفرض لڑائی شروع بہی کردی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہی قوم و مذہب کے تخالف کی وجہ سی جو آپ مین اور اون مین موجود ہی دیدہ و دانستہ قصور کرینگے ۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو سرداران روہیلکھنڈ کو لعنت ملامت کرکے راہ راست پر لے آؤن اور اس شرط پر کہ امراؤ گر کو فرخ آباد سے رخصت کر دیا جائے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جائے احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کرلیا ۔ دو تین روز کی بعد نجیب الدولہ فرخ آباد کی طرف بڑہے ۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا کل مین تمہاری کچھ مدارات کرنے والا ہون ۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون ۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس صورت مین اجازت ہے بلا کرب و فوج جاؤ ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چھوڑکر آگے بڑہے اور کالی ندی اوترکر اپنے خیمے کہڑے کرائے ۔ دوسرے روز پہر روانہ ہوئے ۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اونہون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور
اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ جنگ تھی نجیب الدولہ انکو دیکھتے ہوئے
لوٹ گئے - اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج مین خود اونکی فوج کی نسبت
زیادہ سردار فیل نشین تھے - نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوسکا جواب نہ دیا
بڑہکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوئے - اور نواب سعد اللہ خان
اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی
نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تم مہمان کے برخلاف تمنے
شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے شکر
تال مین مجھپر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال مین میری مدد کی تھی -
پھر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتھہ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون
قید کرلیا ہے - نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی
مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا - بعض کہتے ہین
کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی - مگر حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھہ نہ چھوڑونگا - آخر تصفیہ اسپر ہوا کہ
شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہئے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤ گر کو اپنے
یہان سے علحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس
لیجائین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا - جب حافظ
صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اونہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی - نواب نے پوچھا
کہ یہ مبارکباد کیسی ہے - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری
تیاریون سے شجاع الدولہ نے خوف کھاکر نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کیغرض سے
بھیجا ہے - احمد خان کے پاس صلح کیغرض سے بھیجا ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ
تمہاری راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون - مگر اسباب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے
چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھکر
مائل بہ صلح ہوئے ہین - یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جب کبھی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی
بات نہین - حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو جیسی

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی اور سونت مین بھی ممکن ہے - اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہے
تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی - اب معاملہ صلح کا
یون طے ہوا کہ جو کچھ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو
کسیحال مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور یہان کی حدود سے چلے جائین
نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود جاکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو - حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اوس کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ
نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے
کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کئے ہین - اور آج کی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہی
خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا - اور اوس سے اجازت حاصل کرونگا - احمد خان نے کچھ
تعرض نہ کیا - دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوئے اور سالار جنگ کو
اپنے ساتھ لیتے گئے - اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوئے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ - غرضکہ شجاع الدولہ اور
بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے - نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت
چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے
روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت
ہوگئے یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی - لیکن فرح بخش کے مولف
کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بداون سے آگے نہین بڑھے تھے
اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی - وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوئے طرفین نہین رہ سکتے ہین تو صلح کرانے کے
لئے خود سوار ہو کر روانہ ہوئے - آنولے سے چلکر بداون پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
بداون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجائے
اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی ملنے سے باہر نہین ہون
مگر دوندے خانکو پہلے یہان بھجدینا چاہئے - نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکہا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیتر مول کو بہی دوندے خان کے پاس پیام دیکر بہیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹادین۔ دوندی خان انکی تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ کو ہمراہ لیکر دریاے گنگ کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا دوندے خان نے بادشاہ کی ملازمت بہی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی۔ بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا۔ اور یہ کہدیا کہ جسقدر تہانے احمد خان کے ملک سے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اوٹہہ گئی ہین وہ بٹہادئے جاین عنایت خان ملک کے تہانے بٹہاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتہہ لکہنو کو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون پر چڑہائی کرنا

سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اپنے سرداروں سے اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور رویہ سے واقف تہا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اودہر جانے سے بلکہ خود بدولت مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہئے اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجئے کہ فوج منتخب کرکے انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دون عالی جاہ نے آب وہواے رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا۔ مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکہنڈ عازم دکن ہوجیے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجئے عالی جاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورہ پر بہی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجہا۔ ایکدن صبحکو ڈیرہ لاکہ روپئے نقد اور پانچ ہاتہی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی نتہا دیکر رخصت کیا۔ اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرمناسہ پر منزل گزین ہوا۔ شجاع الدولہ اون دنون بندیلکہنڈ کے بندوبست مین سرگرم تہے کہ میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بہیجا اوسنے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا اسمٰعیل سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تھا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچھ مال دیکر وسیلہ مستحکم کر کے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے بھیجنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور استمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تھا چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ الہ آباد مین ہند بلکھنڈ کے انتظام مین مصروف تھے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب اودھ کو روانہ ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تھا شجاع الدولہ دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیگئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون کو آراستہ کر کے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کھڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمایدہ بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تھے۔ جب وزیر پہنچے تو لب دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ساتھ ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجا کر آپکا سلام بادشاہ سے کرا دونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی کئیں کشتیان اور بہت سا جواہر اور ہاتھی بطور تحفہ کے دئیے۔ پھر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہو کر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونھون نے بھی سلیہ ملازمون کو حکم دیا تھا کہ بانات کی لباس پہن کر اور بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ دستہ سر دروازہ سے لیکر جہان تک گنجایش ہو کھڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑکر اپنی مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمھارے حوالے کرونگا وزیر کو توقع تھی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود قابض بنگالے ہو جاین گے[1] چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکھون روپے کی قیمت رکھتی تھی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بھیجی اور اوسکو اپنی مان بنایا شجاع الدولہ

[1] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہ دہلی۔ ۱۲

بندیلکہنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مد نظر تہا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی چنانچہ
راجہ بینی بہادر کو پیشتر بہیجکر منظر حصول مراد تہی مگر بندیلے مطیع نہوتے تہے۔ اس سے زیادہ عرصہ تک
اس طرف رہنے کا خیال تہا اور عالی جاہ کو بنگالے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تہی وہ چاہتا
تہا کہ انگریزون کو قدم جما لینے کی فرصت نملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے اودہر جلد کوچ کرنے
کی خواہش کی تو اوہنون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار رہے
تو مجہے فرمائیے مین جاکر بندیلون کو مسخر کرلونگا وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالی جاہ جبکہ
ملک بندیلکہنڈ مین داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تہا اور فوج قواعددان ہمراہ تہی چنی
بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلون
نے عالی جاہ کی فوجکی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے زرواجبی کے ادا کرنے پر
راضی ہوئے اور مرزا نجف خانکے ذریعہ سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہو کر راجہ بوندیلہ
کے پاس چلا گیا تہا معاملے کا تصفیہ ہوگیا۔ اور وصول زرخراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ
اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکہا کہ ان دنون انگریزون نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ
کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہمارے پاس
آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بہیجین جب
کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چہ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان
رحمت مین مذکور ہے۔ اور بقول مولف سیر المتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی
روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تفتیح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکہا ہے
کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادونکے ساتھ اپنے باپ سے روٹہکر شجاع الدولہ
کے پاس پہلے سے چلا گیا تہا اسلئے وہ بہی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابہی تک الہ آباد مین تہے
جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بہیجا
اور خود بہی سوار ہو کر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے
روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیوںکا
اتنا ہجوم تہا کہ جہانتک نظر کام کرتی تہی آدمی ہی آدمی نظر آتے تہے۔ مگر افسرون کی بے خبری
اور ربط و ضبط نہونے کی وجہہ سے بڑی ابتری تہی۔ عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا خبرگیر نتھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا
بلکہ جان سے بھی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے گائے فوج کی اور اوسکو
اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا
گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اوس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے
اپنی فوج کے ناگونکو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون
پر گذر پٹھان جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوئے لوٹ رہی تھے پٹھان اون ناگونکے قتل پر تل گئے
ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخرکار مغلوب ہو کر بھاگ نکلے۔ اس موقع پر اڑھائی سو ناگے کام آئے
پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے۔ اور اخبار حسن مین
کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر
کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہو کر عنایت خان کے ڈیرے
پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ مہنت[1] گر کو جو گوسائیون اور ناگونکا
سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پہ گئے اور صفائی کرا دی۔ اور یہ قرار پایا کہ آئندہ
سے ناگے پٹھانونکے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوسائیون کا فرقہ ہے جو برہنہ رہتی ہین
یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگا کہتے مین اور اپنی جانون کو فقرائے ہنود مین
شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی
کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم
عالی جاہ بنارس مین داخل ہوئے۔ اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے
پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی
مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ اب اوسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرا دین
عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس
میرے دربار مین حاضر ہو اسلئے اونہون نے بخوبی اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دیدی
بلونت سنگھ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی
ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگ اوسکی دولت کو کروڑون سے

[1] گل رحمت مین مہنت گر کے ساتھ ... لکھا ہے ۱۲

سنجہوز تپاتے تہے ۔ یہ بہی دو تین ہزار سوار یا دہ ون کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تہا ۔ مگر جس وقت سرکار وزیر سے خود اوسکی طلبی ہوتی تو کہتا تہا کہ حضور عالی خدا کی برابر ہین ۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا ۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ پرتھی پت زمیندار پرتاب گڈہ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تہا بنارس مین بلدہ رام نگر کی بنیاد اسی بلونت سنگہہ نے قایم کی ہے ۔ اور قلعہ بجے گڑھ مین جو نہایت دشوار گذار پہاڑ پر تہا اپنا خزانہ رکہتا تہا ۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکہہ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر گنگا سے پار اوتر جاوینگے اوس وقت تک کہ ممالک شرقیہ پر قبضہ پاؤن گا دون گا ۔ اب انگریزون اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہو رہے تہے اون سے معلوم ہوتا تہا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جاے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم ہو جائے گا ۔ مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ ہی تو میجر کارنگ کو حکم ہوا کہ کرمناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے ۔ مگر اسوقت کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تہا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچہہ اعتبار نہ تہا اون مین بغاوت کی بو آتی تھی ۔ اون مین سے سپاہی بہاگ بہاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تہے ۔ اس آتش بغاوت کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تہا کہ موسیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت اور ملازمت مین تہا ۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے اون سے وعدہ انعام کیا تہا اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موسیر لاک کا کچہہ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا وہ اپنے سوسوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا ۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر اون کا نوکر ہو گیا ۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکہانے کا انعام مانگا کچہہ روپیہ انعام اونکو دیا گیا اس سے کچہہ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی ۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری طرف غلے کی قلت تھی ۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی ۔ یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تہین کہ انگریزون نے آگے بڑہکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چہوڑ دیا ۔ اور لشکر آگے بڑہکر پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا ۔ تینون لشکر یعنی بادشاہ اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے مقصد حاضر ہوا کرتے تہے شیخ کے موضوع کلام سے انگریزونکی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی ۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوجین

نہ انتظام تہا اور نہ قواعد دان بھی کبھی شکست کہتے تہے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا
منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ آئینگے - بہرحال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندہکر عبور کیا اور
تہوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تہا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری
جگہہ حرکت کررہا تہا جو کچھہ دار السلطنت شاہ جہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ
تہا میسر تہا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تہا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے
اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر کہڑے
ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہے - اگر وہ سو ہزار ہون تو پچاس ہزار اون کے مقابلے
مین عہدہ برا نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے جینیاولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب نے
بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد در سرداران جانفشان منتخب
ہمراہ لیجئے اور عورتون کو مع بہیر ادر بنگاہ کے اس جگہہ چہوڑئے باقی فوج سے گذر کیجئے اسکے
کہ حضور کی شہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گہبراکر یکبسر سے جاتی ہے دہاوا کرنا چاہئے
اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہئے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی
فتح حاصل ہوئی ورنہ جو لیلین اونکو تباہ کرنا چاہئے - اور بسماندہ اسباب ملک کے اصلہ مین لدور
باربرداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام رسدراون کا تعاقب کرنا چاہئے - اور رات کو ایسی جگہ مقام
کرنا چاہئے جہان شبخون کا اندیشہ ہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پہنچ کئے جائے - اگر اس رہ وہین
انکا خاتمہ ہو بہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے - بلکہ سہرام پہنچکر مع زبردست فوج کے
مقام کیجئے اور کچھہ فوج کو نہایت لایق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ
کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اوسکو مامور کیجئے اور ہر ضلع کے لئے حکام لایق اور ایماندار
مقرر کرکے اونکو وہان بہیجئے اور اونکو تاکید کردیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ
پہنچائین اور محالات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتھہ کرین تاکہ زمینداران اور رعایا کی
تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو دخل کرلینا چاہئے
اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بہیجکر اسی طرح اودہر بھی حاکم مقرر کرنا چاہئے اور یہ دونون
فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئی
اور جسطرف سے ملاح لئے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد
کے قلعہ مین داخل نہونے پائے - اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی - اور

بجز کلکتہ کو بہاگ گئے اور قلعہ عظیم آباد چھوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کر سکین گے - بعد ازان
جو کچھ مناسب ہوگی فرمائیگا - وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند
نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچھ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ
ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اوسکی مقلد دکھین سے جانتے تہے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو
میری راے اور سلیقے پر چھوڑنا چاہئے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی جرّاری کی اوسوقت مین شہرت
بھی بہت تھی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوشوقت
منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکی لشکر کے غارت گر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس
تک آبادی کا نشان باقی نہ رکہتے تہے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر
اور بادشاہ کے درود سے خوش تہے اوسی قدر عاجز ہوکر انگریزونکی فتح کے لئے دعائین کرنے لگے -
کیونکہ انگریزون کے ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تہا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تہا -
سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ جب یہ لشکر کرائین دریاے سون کے کنارے پہونچا بندہ
چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تہا جو پالے مین سوار ہوکر دو تین خدمتگار اور
اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق
کو سے دو تین آدمیون اور بار برداری کے چھوڑکر آپ آگے کو بڑھ گیا - موضع شیخ پورہ مین جہانکے
رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گانون کو خالی کرکے بہاگ گئے تہے پہنچا
اثناے راہ نظر آیا گھوڑونکا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہانسے آئے آدمی کیونکر رہگئے ہین
اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے مقلاع الطریق ہین - خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تہا کہ
گرد و غبار اور اوس مین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی - بعد اس کے دیکھا کہ ہزارون
اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچھے چلے آتے
ہین بندے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلیئے
دلمین یہ قرار دیا کہ ابھی دور ہین شاید بھی نہ دیکھا ہوگا - کنارہ دریا سے اوترکر نیچے کی طرف
سے ریگ سون مین ہوکر اپنی ملک کو جانا چاہیئے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ پرانے نوکر تہے اونکے
جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے - اونہون نے بھی ہمین ضرور دیکھا ہوگا حرکت
کو ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہو جائینگے - پس مناسب ہے کہ اونکے درمیان مین دلیری کے
ساتھ چلے جائیے - بندے نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

پہونچکے ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گہوڑے پر رکہکے میری طرف متوجہ ہوکر جانا اور کہا تو کون ہی اور کہان جاتا ہی۔ بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجہکو کیا کام ہے وزیرالممالک نے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو دامن قلعہ رہتاس مین رہتا ہے بہیجا ہے۔ وہان کو جاتا ہون۔ اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہی مینے جواب دیا کہ میرا رفیق ہی اور میری باربرداری پیچہے آتی ہی۔ یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے کچہہ تعرض نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک دستہ ملا۔ مگر اوس نے کچہہ چہیڑ چہاڑ نہ کی چارو نطرف گانوون مین آگ لگی ہوئی اور دہوان چہایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل راہ طے کر کے موضع مہوان مین پہونچے تو گانون کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ آگے بھی شہرونکو مقدم پڑے ہے جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین۔ اور گانونکو لوٹ مار کر جلا دیا ہی اور تمام مویشی اور سامان لیگئے ہین۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہونچا دو کل وہ یہان سے بھی آگے کو جاوینگے تہوڑی دیر وہان ٹہیر کر آگے روانہ ہوئے۔ انگریزون اور میر جعفر نے عظیم آباد مین پہونچکر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑہایا مگر اپنی فوج کو مد مقابل نہ سمجہکر قلعہ مین واپس آئے۔ اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑہا دین اور خود بھی پہاڑی کی سد پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تہی ٹہیرے اور یہان مورچے بنائے اور ایک توپ بھی پچپہاڑی کے ٹیلے پر چڑہائی اور میر جعفر کو مع ہمراہیان ہندوستانی کے سد مذکور پر شہر سے جنوب رویہ جگہہ دی اور اپنی چند کمپنیان تلنگونکی اوسکی محافظت پر چہوڑین گویا میر جعفر خان انگریزونکی مدد پر متعین تہا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے دریا کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدہا راستہ چہوڑ کر پہلواڑی مین جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہی پڑاو ڈالا اس مقام مین کثرت سے کنوین تہے مگر پھر بھی پانی کی قلت تہی اسلئے اور بھی کنوین بنوائے ایک روز پہلواڑی مین آرام کر کے دوسرے روز جنگ کے واسطے مع عالی جاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اونکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکنا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی مین توقف کرنا

۳ ماہ مئی سنہ ۱۷۶۴ء مطابق ۱ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کی مانند بےحساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس جنگ مین اونہون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھہ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور انوپ گیر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[۱] و امراو گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بمیان عیسی اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول مین متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میمونی اور کراجی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کھڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدھے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمیناً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی فوج جمائے اور اوسکے ساتھ پانچ پلٹنین شمرو کی ماتحتی مین مع توپونکے انگریزی وضع پر چقماق دار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج بچا پہاڑی کے مقابل جدھر جعفر خان کا مورچہ واقع تھا اوس سے ایک گوسے کے ٹیلے پر کھڑی ہوئی تھی - اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے - شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے پاس ٹیلے پر نمایان ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے عبارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی - انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تھا - اور تلنگے زخمی ہوئے - اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذرکر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تھا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا - ظہر کے وقت گوشائیون نے حملہ کیا - مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑھنے دیا

[۱] بعض تاریخون مین اسکا یہان نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دہاوا کیا - انگریزون نے بندوقون کی باڑ ہین مارکر توپون سے گراپ مارے - اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا - پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے حملہ کیا - اور جلادت دکھائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہنچکر اونمین اضطراب ڈالدیا - تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھہ آگئے جن کے ڈھول اور طنبور چھین لئے - مگر اونہون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑہین مارتے رہے جس کی تاب فوج وزیر کو نہوتی - اور سب کا منہ پھر گیا - لیکن بلونت سنگھہ اور بینی بہادر ابھی اپنی جگہون پر قایم رہے - شیخ دین محمد پسر تنہا سے شیخ مجاہد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ مارے گئے - اور ابتک پچھوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی - اور اوس کے جھونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے - یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنا ثابت تھا - اوسوقت سب نے دیکھا کہ تیسری باڑھ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑہالائے وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بہیج کر اوس کے تساہل اور عدم پورسش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے کا وقت نہین ہے - کل تدارک مافات کیا جائے گا - گل رحمت مین لکھا ہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہنچکر ایک نشیب مین گھوڑے سے اوتر گیا تھا اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تھا - جبکہ انگریزی توپونکی آتشباری سے نالگون کا منہ پھر گیا - تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑہنے کو نہوئی - عنایت خان نے کئی بار کہلا بھیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اور دہر سے مین حملہ کرون - اور شجاع الدولہ نے بھی بہت کوشش کی - لیکن سواران مغلیہ نے دہاوا نہ کیا - بلکہ بہلواڑی کی طرف جہان کمپ قایم تھا بہاگنے لگے - شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا کہ میری رائے مین بھلواڑی کو چلنا چاہئیے - عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گھڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا - اور کئی بھاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چھوٹ گئی تھین وہ اپنے ساتھہ بہلواڑی کو لے گیا - اودہر عالی جاہ نے شمرو کو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا - شجاع الدولہ اوس سے پیشتر پہنچ گئے تھے - عالی جاہ نے نصف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی - انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ ادہر کہڑا ہے چونکہ انگریزون کو اوس سے سخت عداوت تھی ایک باڑھ ماری جو سست لوگ پیچھے رہگئے تھے اس جسارت کو دیکھکر بھاگ نکلے - دوسرے روز صبح کو پھر وزیر کے دہاوے کی خبر مشہور ہوئی لیکن ظہور مین نہ آیا - بعد دو روز کے یہ خبر اوڑی کہ وزیر کے دنبل نکل آیا ہے - اور بعض کہتے تھے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت دنبل کے نام سے کردی - شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریاے پن پن کے پاس کیمپ قایم کیا - ہر روز تازہ خبرین اوڑا کرتی ہین کبھی یہ خبر مشہور ہوتی کہ میر جعفر خان کے مورچونکی طرف یورش ہوگی کبھی شہر کے شرقی طرف سے دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارونکے ہمراہ پرانے قاعدے کے مطابق شہر مورچون مین گشت کرتے تھے -

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا نوکر تھا لیکن اوس سے علیحدہ ہوکر انگریزون سے متفق ہوگیا تھا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گہومتے تھے اور چند پہرے تلنگون کے بھی ہمراہ تھے - وزیر اسوقت نہایت جریدہ تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جنگل مین پھر رہے تھے - انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوگیا - اور طرفین سے لڑائی ہونے لگی - گولیان اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے - جب یہ دونون جماعتین کسی قدر قریب ہوئین تو مہدی علیخان نے وزیر کو پہچانکر میجر کارنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تھا کہدیا کہ یہ شجاع الدولہ ہے اوس نے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی - اور آپ وزیر سے مقابلہ کرتا رہا - جب نئی فوج حصار مین سے نکلی تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین خبر پہنچائی کہ وزیر انگریزون کے جنگل مین پہنسا چاہتے ہین ادہر وزیر نے اپنی گرفتاری کے خوف سے اس تہلکے سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے وابر ہوکر اوس گرفتاری سے بچ گئے - لیکن جب خبر لشکر مین گئی - عجیب انقلاب برپا ہوا - عالی جاہ مع اپنے رفیقون اور کل رفقاے وزیر کے حسب رکہ حاضر نہو سکے تلبدند کو جا پہنچا -

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جا کر چھاونی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھہ صلح کی گفتگو شروع کی - انگریزون کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین - اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہو جاے اس لیئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا - اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین چلی گئی یہ مقام صوبہ عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کی مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین تھا - جو وزیر کا خراج گذار تھا - برسات کا موسم آ گیا تھا اسلیئے وزیر نے پٹنے[۵۱] کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا - اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھہ کرنا ہوگا کیا جائیگا اور عنایت خان رخصت ہو کر روہیلکھنڈ کو چلا گیا - حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ اوس کے دیر مین واپس آنے پر اعتراض کیا - غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے - چونکہ انھون نے اور بعض انگریزون خصوصا ڈاکٹر فلرٹن سے اول بہت ہی دوستی تھی اسلیئے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے - اور اون مین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کر دے - غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آ جاے تو انگریز بہت ممنون ہونگے - وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دور ہے اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے - پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اسلیئے شقہ لکھوا دیجیئے - سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ چھیڑا - چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اونکے پاس رہنے سے رنجیدہ تھے فوراً راضی ہوے - ایک شقہ اپنے ہاتھہ سے لکھہ دیا - اور اوس مین یہ بھی تحریر کر دیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے - اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہیے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

---

[۵۱] مگر وہ الہ آباد کو نہین گئے تھے - مولف ماثر الامرا کی غلطی ہے کہ اوس نے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو گئے اور وہان سے واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے ۱۲

یہ بھی کرا و شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے - یہ شقہ حاصل کرکے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا - اتفاق وقت کو دیکھیے کہ اوس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہو گئی - جب غلام حسین بادشاہ کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنگ کو مطلع کر کے اوس سے محافظون کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے بہیجی - غلام حسین جب ڈاکٹر کے گہر پہونچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا - غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید کر دی کہ اس شقے کا مضمون ساہو رام کو جو شتاب رائے کا وکیل تہا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور امیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہو گی ڈاکٹر نے کہا کہ مین حتی الوسع اخفا مین کوشش کرونگا لیکن میجر کی رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے - غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین کو طلب کیا - اور میر جعفر خان کو بھی بلایا - اور پچھلے وقت غلام حسین اور ڈاکٹر نے جا کر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی - اور شقہ دیا اوسنے شقے کو سر پر رکھکر کہولا اور تنہائی مین میر جعفر خان اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حال مین تم اونکی ایلچی گری نہین کر سکتے - اور بر خلاف ڈاکٹر کے اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے ساہو رام کو طلب کر کے شقے کے مضمون سے مطلع کر دیا - اور اوس نے اوسکی نقل کر کے راجہ شتاب رائے کے پاس بہیجدی - اور میجر نے غلام حسین کو رخصت کر کے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی - غلام حسین نے اوس کے مضمون بوجہ پر نظر کر کے بادشاہی حیا سو کی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوا دی -

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تہا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار وہ اونکو ممالک شرقیہ پر قبضہ پانے تک دیتا رہیگا - عالی جاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضاے وزیر کے ہر مہینے مین اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے - اسلیے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھکو مرشد آباد کی جانب رخصت فرمائیے تا کہ وہان جا کر عمل و دخل انگریزی مین [illegible] اندازی کرون - بالفعل اونکی فوج بھی کم ہے نہایت متوحش ہو گئے - [illegible] اپنے آدمی مقرر کرکے [illegible] تحصیل محاصل

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تھا وزیر نے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے در دولت کے اور جاے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہی کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضایقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر رہنے کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کسکے عمال جاوین وہان آپکے ہنراول بھی ہمراہ ہون - جو تحقیقین ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عاید ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آیندہ وہ سلطنت رہے وزیر مین گو قوت منفعلہ[۵] نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرینگے علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا - اور لہو و لعب مین مصروف ہوے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانساماں میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے سازو باز پیدا کرلیا تھا اور ایک بار ترک پاس کرکے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے دیرے پر جاکر نئی پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش ہونت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر ایسا ہی رنجش پیدا کرتا رہتا تھا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بدمزہ ہوکر اپنے دربار مین اوسکی شکایت کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ دیکھا تھا وہ ہمارے یہان کا شاید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور وہ کو عالیجاہ کی طرف سے کدورت

۵ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ ۵ دیکھو سیر المتاخرین -

بڑہتی تہی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکر سے اوٹھکر مرزا بہلو اور علی بیگ خان لسنقچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چہہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے اوس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان[۱] اوس کو منع کرتا تھا - اور میر اتو وغیرہ جو عالیجاہ کے نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھی ان باتون کو وزیر کے گوش گذار کرکے اونکی طبیعت حیلہ جو[۲] کو بہڑکاتے تھے - آخر کار وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و جواب کے لئے وزیر کے پاس بہیجا - اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید اعانت حاضر ہوا تہا - جو کچہہ میسر تہا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہ بموجب ہی - جناب عالی ہی یہاں کوحساب سمجہنے کے لئے حکم صادر فرمائین جو اوس کے ذمے بر آمد ہوگا - اوس کے ادا کرنے مین قاصر نہو گا - اور اگر محض بموجب ہوا اسیدوار ضمانت ہے -

وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین - بیچ بہاد کون ہوتا ہی ہم اصل مشکار کو جانتے ہین - بادشاہ کو اختیار حاصل ہی جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو پہنچا دیا - اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے - نہین تو وہان خود تشریف لیجا کر کہنا چاہیے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچہہ چاہیے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیری اتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کے بے سمجہے بوجہے دوسرے روز ۸ ذیحجہ ۱۱۷۷ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا ترک کرکے صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا - اور اوسکی بیس مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کی ساتھ ہوتے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی رفاقت مین بد دیانتی کا موجب تہا اسلئے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذر خواہی کے لئے علی بیگ خان کو اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کیطرف سے تو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین [۲] دیکھو سلیہ المتاخرین ۱۲

بھی بھیجا اوس نے پہنچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونوں کی طرف سے کیے عالیجاہ کو
بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا - علی ابراہیم خان نے گو تبدیل
لباس نہ کیا تھا - مگر بدگویوں کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھ کر اور اسی طرح کے کپڑے
پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان
اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا - عالی جاہ نے کہا کہ اس
لباس سے وزیر کی پاس جاوگے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس
لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی - اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین
پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کر کے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگوے
سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کر دیا - اوسکی تدبیر
معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے مجھے بدنام کرنا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے
پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین - جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا
چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی - اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھہ
اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونوں علحدہ
ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے
بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنابت کیجئے - اور علی ابراہیم خان
راضی ہو کر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا - بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے
دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونوں طرف گفتگو سخت ہی - وزیر نے علی ابراہیم خان
کو اپنے حرم کے خیمے مین بلا کر جو کچھہ معلوم کرنا تھا دریافت کیا - اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم
خان مین سوال و جواب ہوتے تھے سُنے - بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالی جاہ نے
اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ
لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے - اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرماتے - وزیر نے کہا ہم
بخوبی سمجھہ گئے تم جا کر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین - علی ابراہیم خان نے یہان سے
جا کر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کیے - اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین - ابھی یہ گفتگو
ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے - اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس
درویشی کو دور فرمائیے - اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنیے - عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا
اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی - ؛

وزیر کے اشارے سے شمرو نمکحرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنون کو تیار کر کے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لئے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکہ رایج کہان تہا اشرفیان اندر سے منگوا کر دلا دین اس ماجرے کے عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکہنے کا مقدور نہین ہی - سپاہیان پلٹن اور توپخانہ کے عملے کو برطرف کر کے توپین اور حفاظتی بندوقین خانسامانی مین داخل کر دو صرف دو پلٹنین رکہہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے ملگیا تہا جواب دیا کہ اب توپین اور بندوقین اوسکی ہین جس کے پاس ہین اور وہاسے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہون نے اوسکو نوکر رکہہ لیا - یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تہا اول تو یہ فرانسیسیون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تہا پہر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہان فوج کا عہدہ دار بن گیا تہا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موسیو لاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تہا - اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تہا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکہتا تہا پانچ چہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا - اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو ہوے گی - خدا جانے اوسوقت کی لوار دگیر مین تمپر کیا گذرے - اسلئے مین یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہون - انکی وجہ سے کوئی تمسے معترض نہو سکے گا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا - اور کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جبکہ عالی جاہ بلا مین مبتلا ہوگا تو مین بہی کسی کی حفاظت نہین چاہتا - دوسرے روز پہر دن چڑہے وزیر کی فوج تیار ہوکر عالی جاہ کے خیمون کی طرف آئی - جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسیو لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتون کا اعادہ کیا - اوس نے بہی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا - اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیمون کو گہیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بندوبست قایم کر لیا - جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تہا وہ عالی جاہ کے خیمے مین گیا - اور اوس کو ہاتہی پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹہہ کر اپنے لشکر مین لیگیا اور ایک خاص مقام مین قید کر دیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے۔ اور اوسکو حراست مین لے لیا۔ علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تہا۔ سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب اور اعلے ارکان وزیر سے مل گئے تھے۔ مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے قید ہوکر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تہے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو۔ اوس نے تہوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکھ بہیجا اوس وقت وزیر محلسرا مین تھے۔ حرم سرا سے وزیر کی محافظ جو عورتین تہین وہ اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تہین جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی مان کے پاس زیور لیکر گیا تہا۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اون عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئین۔ اور عرضی وزیر کو پہونچا دی۔ خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارونکو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بےادبی نہ کرین۔ اور عرضی پر لکھا آپ سے تعرض نہین چند امور آپسے دریافت کرنا ہین وہمی نہ ہجیئے۔ دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور رہتا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمکو نواب وزیر طلب کرتے ہین۔ علی ابراہیم خان کرتہ اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا۔ سواران ہمراہی کم عقلہ مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی محل عالی جاہ کی جانب لیجاتے۔ اور کبھی کسی اور طرف۔ جب دو تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی۔ خان مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیجکر کہلایا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین۔ جہان حکم ہو پہونچا دین۔ اوس نے ایک آدمی بھیجکر سوارونکو تہدید کی۔ اور اونکو کہلایا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آئین۔ وہ سوارون کو برا بھلا کہتا وہان آیا۔ اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانے مین جہان بیٹھے مرزا امانی کا مکتب تہا لے گیا۔ اور وہان سے وزیر کے حضور مین لے گئے۔ اوسوقت الماس علی خان خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ وزیر کے سامنے کہڑے تہے۔ علی ابراہیم خان نے حضور مین جاکر ایک اشرفی نذر دکہائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا بیٹی بہادر شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو لیکر گئے تہے۔ وزیر کے پاس

رعونت[۵۱] سے سر پر اُٹھا رکھی ہے علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ کیون صاحب پہلے قاسم خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو اوس نے پچا پہاڑی کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جس وقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہم پر فیر کرے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی یہی دارالملک ہے اوسکی مسند نشینی کے لئے ادھر قدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے آشفتہ ہو کر کہا کیا مین دروغگو ہون سمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرا دون۔ علی ابراہیم خان نے آزردہ ہو کر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان کی ہے۔ آپ کو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہو گا وزیر نے خجل ہو کر بکمال دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو۔ مگر عالیجاہ تم سے بہت بدظن تہا۔ اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم جانتے کہ تم جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اونکی خدمت مین کوئی قصور نہین کیا۔ مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رہا تھا اونکے رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس کمک کے لئے جانا چاہیئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو اصرار کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالی جاہ کے لئے نہ تھی۔ وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کرسکے۔ حرم سرا کی جانب چلدئے۔ مقربین نے دروازے تک مشایعت کرکے سلام گذارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کرکے کچھ اپنے مقربین سے کہا۔ شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے مکتب مین لے گئے۔ اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب جو کچھ جاتا رہا ہی وہ جاسوس تلاش کرکے واپس لائین۔ چنانچہ وہ سب مال و اسباب آگیا ہی۔ اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے ڈیرہ کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور وزیر نے فرمایا ہی کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوس کے رازدار ہو بعض رفقا سے عالی جاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور عالی جاہ کی امانت کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

[۵۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تمہارے حوالے کی ہتین - اگر بات واقعی ہی تو جن کے پاس تمنے رکہدی ہین اوس کا حال بتاؤ
اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتادینے سے وزیر کی مہربانی بہت زیادہ ہوگی
علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین منہ سے دریافت نہین کی ہتین اب کہ
آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچہ مجکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگہ ہرکارے کو
جو سیکڑون کا حزن کرلیا تہا اور سمرو کی مونچہ کا بال ہورہا تہا اوران اشرفیون کا حال بہی
اوسنے بیان کیا تہا طلب کرکے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کہڑا کیا - علی ابراہیم خان
نے جو جواب دیا تہا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بند ہوگئی تہی - اور جاکر شجاع الدولہ سے عرض
کرادیا تہا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے
کہنا شروع کیا کہ آبدار خانے سے جواہر خانے تک سب جنس سمرو کے سپرد تہا لاکہون
اشرفیان اوس کی حوالے ہوئی ہتین مگر وہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگہ کیطرف متوجہ ہوئے
اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے ہنسکر کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہا کہ جو معتمد
اور امین ہو [illegible] بے اصل ہو تو ایک کمینے اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی بہی تہا اور اس بات
کو سنکر محلسرا کے دروازے پر گیا - اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بہیجی اور یہ بہی عرض کرایا کہ جو شخص
جواب مین الزام دے اور دوسرونکی نادانی ثابت کرے اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور
تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ دیگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے
شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے پروس مین
آرام نہین ملیگا - اگر عنایت کرکے آپ اپنی چہاونی مین جگہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حرم سرا کے
دروازے پر جاکر اسکی بہی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر ٹہیرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا - ویرہ مہینے
تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نہچھوڑا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سرا این وغیرہ
ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسیقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سے
قبل اوس نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدیا تہا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -
اس ضبطی مال مین وزیر نے دنیا بہی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی
بہی معلوم ہوتی تو لے لیتے [۵۱] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہی خود اوسکی

---

۵۱ دیکہو تاریخ ہند مولفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب ۱۲

ساتھ نہین کی تمگریہ اونکی بڑے درجے کی فتوت اور مروت تھی کہ ہرچند انگریزون نے بار بار باصرار اولسنے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکی حوالے کرین۔ مگر اونہون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا۔

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا۔ اور شجاع الدولہ کے مقربون کے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل وہان کا قلعہ دار میرے متوسلین مین ہین اور وہانکا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرا دون۔ وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی۔ میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال ہی رہتاس کو گیا۔ اودہر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیرالمتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاتا ہے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے۔ غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلالو۔ اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرا دو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کامرہتی سے منگالی۔ اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا منگائے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے قبضے مین آگیا۔ میر سلیمان انگریزی فوجکے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر میں شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور وزیر کی فوج [50] کا شکست پانا

میجر کارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی میں بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔ وزیر[51] کے ہاں کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزوں کے انتظام کی خبر نہ تھی چوپڑ کھیلتا۔ کبوتر اوڑاتا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک میں باطمینان سیر و شکار کرتے تھے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے بندی تھوڑے سے دریائے گنگا تک تیار کرائی تھی اور اوسی کی پناہ میں لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵ ستمبر کو انگریزی لشکروں کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیوں سے وزیر سے جنگ کرنے چلیں یعنی لشکر چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریائے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہیں۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔

دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کیطرف سے پرگنہ بھبا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزوں کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجیں ادھر بڑھنے لگیں تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بھیجا جنہیں انگریزی لشکر نے گولے مار کر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثنائے راہ میں بعض جگہہ دلدل میں وہ توپ ایسی پھنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر میں واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر میں پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲۔ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آنکر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونوں لشکروں کے درمیان میں واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھہری تھی انگریزوں نے جاسوسوں کو شجاع الدولہ کے لشکر میں بھیجا کہ جاکر خبر لائیں۔ مگر جب وہ آدھی رات

۵۱؎ سیر المتاخرین میں بیان ذیل دیکھو ۱۲

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنوں کے پنجے مین گرفتار ہوگئی اسلیئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹھیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ و خزانہ کو دور بھیجدیا ہی۔ توپخانہ چلا آتا ہے۔ مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان رجوع ہی کے اندر ہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمنون پر نہین ہی وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی ضد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موشیر لاک اور سمرو آٹھہ توپ ولایتی اور آٹھہ پلٹن تلنگونکے ساتھہ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھہ سات ہزار پیادہ و سوار کی معین ہوا۔ اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر بڑھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ بر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے متصل قایم ہوا۔ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین سے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دباوا کیا۔ درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیونپر ٹوٹ پڑے۔ اوسکی بھیر اور لشکرگاہ کو خوب قتل و غارت کیا سمرو اور موشیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو اسوقت جھیل اور دلدل کے حایل ہونے کی وجہ سے دباوا نہین کرسکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کھنڈرونکی آڑمین چھپے ہوے تھے۔ انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پر پہنچے تو پہلو کی آڑ سے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین۔ شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا۔ جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخزادے بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے۔ چونکہ دفعتًا اونپر باڑھین پڑنے لگی تھین اونکا جواب پورا پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشبازی نے ان کا کام تمام کردیا۔ شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے۔ اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے بھتیجے وحید الدین خان کے پیادہ ہوکر پڑا بینی بہادر کا جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ پھیرا۔ میر وحید الدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھکر خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا ؎

چو او در شکست گشت آگہ سپاہ ۔ گریزان برفتند ز آوردگاہ

چنان لشکر شکست و آن انجمن   پراگندگی یافت از چپ و تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک و شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہوجانا اسوجہ وزیر کی فوجکے انتظام مین برہمی پڑکر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شہزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقونکی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکی ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنونپر حملہ کیا ہی۔ اگر اوہون نے لڑائی فتح کرلی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ سمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑہنا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑہانے کی مجال نہوئی۔ اوس کے ساتھ چھہ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تہوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھجانے سے سمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تہا اودہر سے سمرو نے دہوئین اوڑادئے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تہوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہون نے اونہین پچہاڑ دیا۔ ملک عدم کی راہ لی جو ہمراہی بچے وہ بہاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کہڑے تہے اونہین بھی اپنا اضطراب دکہلاکر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر مین داخل ہوئے اور اب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ ابتری دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوتے تہوڑی ہی دیر و وزیر امید لگائے رہے۔ جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بہاگ نکلے۔ وزیر کا اور اونکی لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکی ہاتھ لگا۔ آپسمین بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر بہر جنس سے معمور تہا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ بجے تک خوب زور شور سی جاری رہکر وزیر کی فوج بہاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اونکی تہوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچگئی میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اوسپر کشتیوں کا پل اونہون نے باندہا تھا پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہونچین اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل ٹوٹنے کے سبب سے ڈوب کر اور اور طرح سے مر گئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اوترکر اونکی ساری سپاہ کو کرمناسے مین ڈبوکر ملیٹ کر دیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر تلنگونکی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوئے انگریزونے دریا کے کنارے کہڑے ہوکر فراریون پر گراب مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیون کا مینہ برسایا کچہ ہہکو رسے گرے اور گولیون سی ہلاک ہوئے۔ جو گنوارون کے پالے پڑے اون کے ہاتہ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بیعزتی سے بچکر نکلگئے۔ اور دریا پار مفرورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلیخان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جارج نامی کا ناظم اوسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہی اور کہتا ہی۔ ؎

نہ دانست بیچارہ از راے خام ۔۔۔ ز دستور در کین برآوردہ نام
بہ عجب خیانت تنگ نبہ کردہ کار ۔۔۔ کہ ہستی ز مسند ہان کینہ کار
شدے فرہی حضرت دستور شاہ ۔۔۔ نماندے ز انگریز یکتن سپاہ
ز اندیشہ خام آن شوربخت ۔۔۔ شود واژگون کار و لب یار بخت
برآوردہ ناکش بخاک اگست شد ۔۔۔ سپہ را بدام ہلاک آنکست

لڑائی کی تفاصیل یاد رکہنی کے ہے۔ اوسمین انگریزی سپاہ مین آٹہ سو ستاون گورے اور پانچہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نو سو اٹہارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی تہے اور بیس توپین تہین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور بعضون نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سی کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی۔ اور سردارون مین سی میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبد الرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور ہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل ٹوٹنے کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سی باہر ہین۔ ۱۳۳ توپین انگریزونکے ہاتھ آئین انگریزی لشکر مین بہی جانون کا بہت نقصان ہوا ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزون سے ملگیا۔ نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا وزیر نے اپنے زخمیونکی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست و پا چھوڑ گئے اسوقت نصرمندونکی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ باوجود زخم لگنے متواتر اون زخمیونکو چنتے رہے جن مین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بھات کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرح سے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر ٹانکے نہ لگا سکے۔ وزیر نے مع متعلقونکے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لئے پیدا ہوئے۔
نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوئے تھے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہوگیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند مین اس مصرع سے نکلتی ہے ع

در ہند امیر شد فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکالکر ایک لنگڑی ہتھنی پر رخصت کر دیا تھا اوس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لایئے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے مینے یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپئے تزویر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہے۔ مگر اسوقت مناسب وقت نہین بروقت ضرورت طلب کرلونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتھنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فراریونکے ساتھ نکلگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس سے چھ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اور اونکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

منی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان بادشاہ پڑے ہوئے تھے متعین تھا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ کا ناکون مین دم تھا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک رقعہ میجر منرو کو اس فتح و ظفر کی تہنیت مین لکھا۔ اور بیان کیا کہ مین اپنی وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سی آپ چھڑاے اور میری حمایت و استعانت مین کوشش کیجیے اگرچہ مین وزیر کی ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سی جدا ہو گیا تھا یعنی بہادر نے جب یہ حالت دیکھی تو مع لشکر کے دریا کو اوتر گیا۔ انگریزی سپاہ نے مین کئی روز تک اس سبب سے رہی کہ مُردونکو دفن کرے اور زخمیونکی خدمت اور چارہ سازی کرے۔ اب میجر منرو نے بنارس کیطرف کوچ کیا۔ بادشاہ بھی اپنے تھوڑے جوکی سمیت اسطرف چلے آتے تھے۔ اور انگریزی لشکر سے اونکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا۔ جب بینی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا۔ انگریز بھی اون سی ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجیے۔ اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لے لیجیے۔ یا جو کچھہ اور جی چاہے وہ مانگ لیجیے۔ میجر منرو نے اپنے اعلے افسرون سی اس باب مین صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آے مین منظور نہین کر سکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲ - نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہی تو مجھکو اوسپر قابض کرا دو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین۔ اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سی ملک کو بچا لونگا اور انگریزون سی زیادہ مدد طلب نہ کرونگا۔ اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سی سالانہ دونگا جو کچھہ وہ طلب کرینگے۔ اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سی صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاونگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہون جسنے مجھے اسقدر دقت اور تکلیف دی ہی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہی۔ اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہی کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہی۔ اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھے بخوشی دینگے۔ روہیلے جو وزیر نالایق کے ہمیشہ سی دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین[۵۹]۔

شرایط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

نظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنا بے سلطنت خداداد کو

[۵۹] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہاے بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہی۔ ہم بہ خوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرایط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرایط حال
و استقبال مین جاری و قایم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اون نے تکالیف اور خطرات جنگ جو
ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اوسنے کی تھی اوٹھائے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ
بلونت سنگھ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہی اوسکو دی اور وہانکا انتظام و حکومت اوسکے سپرد ہوئی جسطرح اب تک نواب
شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور جو کہ راجہ بلونت سنگھ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کرلیا ہی اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی
کمپنی کو مالگذاری دیا کریے۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہین رکھتی اور وہ
خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہوکر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کراویگی
اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگھ کے ہمارے قبض و تصرف مین آویگی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے
ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہوتا جائیگا خزانہ عامرہ سے
اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہو جاینگے تو کمپنی کے
تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شامل شاہنشاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے۔ چنانچہ بادشاہ
نے بموجب ان شرائط کے ۱۲ رجب سنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھکر غازیپور اور باقی علاقہ راجہ بلونت سنگھ
انگریزی کمپنی کو عطا کردیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی
سایہ حمایت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کے لئے آنا اور صلح کا کام پورا نہونا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی
ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک کیا تھا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ جب تک کہ میر قاسم اور سمرو کے
حوالے کرنیکی بشرط صلح کا انفصال موقوف ہی اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ممکن ہے لیکن صلح منظور ہو تو
یون ہوسکتی ہی کہ پچیس لاکھ روپیہ سرکار کمپنی کے اور آٹھ لاکھ آپکے لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہی
اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے بھی دیدی تو بھی مین اوسکو خون بہا اون بنی نوع کا نہین سمجھتا ہون
جو بیچ مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوئے۔ مین کبھی صلح نہین کرونگا جب تک میر قاسم اور سمرو کو میرے حوالے نکروگے۔
چونکہ بینی بہادر عالیجاہ کا یار من تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہی اوسکا قید دشوار ہی مگر
عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہوکر اپنی آدمیون مین آیا
اور اونکو سارا ماجرا جو ہوا تھا اظہار کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو خفیہ مین تھا تو عالیجاہ کے حق نمک کا پاس کرکے جو بینی بہادر
سے سنے بلاغ جیسے مین مقیم تہا اسے خبردار کردیا اور اسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنی اہل عیال کو لیکر
روہیلکھنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور پھر آنکے میجر صاحب کو سمجھایا

مگر اونہون نے انکار کیا تو مینی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سٹیلبس صاحب کو ہمراہ کر دیجئے - وہ یہان کی زبان خوب سمجھتے ہین -
نواب صاحب سے خود گفتگو کرین - او سپر میجر صاحب نے کہا کہ نہ مین اونکو جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون یہ اونکی مرضی ہے
چاہے جائین چاہے نہ جائین - مگر کپتان صاحب مینی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اوسپر
شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا - مگر آئندہ اوسکی حمایت نکرونگا (غنی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہتے ہوے
اوس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا -) اور سمرو کو بھی نہ دونگا - مگر مجھے منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر
کے تیرے پاس آمین اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو دعوت مین موت کے منہ کا لقمہ بنا دین - اور کپتان صاحب کو بہت
کچھ دیدیا کہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کردین - مگر میجر صاحب ایسی باتونکو سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے دفع کرنے کو
اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے -

نواب شجاع الدولہ بہادر کا روہیلونکی ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلئے اپنے معتمدونکو لکھنؤ
اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزاین و زر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجائین اور بریلی مین ٹھیرائین اور خود
بھی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپرد کی اور قلعہ
چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا - اور مینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر
پھر انگریزونسے لڑنے کا ارادہ تہا اور اوس کو لکھنؤ کو رخصت ہی اس نظر سے کہ مینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تہا تاکہ اوس کا
عمل صوبے مین ہی - اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آئے - ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے بسنولی مین مقیم تہے
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تہا اوس نے شہر سے دور نکلکر استقبال کیا - اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لا کر بڑی
عزت کے ساتھ مہمانداری کی منتخب العلوم اور عماد السعادت مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پا کر عنایت
خان کے ساتھ بریلی چلے گئے - یہ صحیح نہین - کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تھا بکسر کی
شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تہا - غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کے واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس
بسنولی کو روانہ کیا - عنایت خان نے بسنولی مین پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آئے ہوئے ہین - چنانچہ شجاع الدولہ نے
اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی چھوڑا اور خود تمام حشم و خدم کے ساتھ قصبہ بسنولی کو روانہ ہوئے - روہیلہ سردارون نے
دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لے گئے - اور بظاہر ہر ایک نے اونکی بخوبی تعظیم و تکریم کی - اور پھر اونکے
ساتھ اپنی ریاستونکو لوٹے - دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی
کمک کے لئے لکھا تہا - مگر اونہون نے جواہر سنگھ پسر سورجمل جاٹ والی بھرتپور کی مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت
مین لکھا ہے کہ روہیلون مین سواے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور دونکے
دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تہے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوے - بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے
تہے - کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹ لین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی
ہمت نہین پڑتی تھی - حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک نتھے - یہ سارا فساد دوندیخان کا
تہا جن کو حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے - ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے
تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر
سارا حال بیان کیا - تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے - دوندیخان بھی

ﷺ دیکھو گل رحمت و فرح بخش - مگر جام جہان نما مین لکہا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سرداران روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین نواب شجاع الدولہ کو جب اس شورش کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین۔ حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور آپ روہیلوں کی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھہ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا اور سب کی کمرین کھلوائین۔ پہر دن چڑھے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اس کے حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مینے اونکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون۔ انتہی پھر بہت مجھے تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکھا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو طرح طرح سے صفت پہنچائی۔ اور جو کچھہ مال اونکی پاس باقی تھا اوسکے چھین لینے کی فکر کی۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی جلادت کا تمام مین شہرہ ہوگیا تھا اس لئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا۔ فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکھنڈ سی بہت کچھہ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزون سی جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا۔ جھگڑا پیدا کرنا۔ اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے خلاف ہی۔ ہم سے یہ نہو سکیگا۔ مگر حافظ صاحب جو حلم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تہا کہ یہان کسی سے امید رفاقت نہین۔ فرخ آباد مین چلکر جو کچھہ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا نواب احمد خان بنگش بہی نہایت عقیل اور کار آزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اوراوس سے صفائی نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی حفظ کتابت نہین ہی۔ لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکے جانے کو فخر سمجھین گے۔ اور اچھی طرح مہمانداری کرین گے۔ اور عمدہ مشورہ دین گے کیا عجب نہین کہ خود بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شریک ہون۔ اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین تو عجب نہین۔ شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوے۔ اور اپنے عیال واطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے۔ روہیلے شیر جنگ کے آدمیون کو لوٹتے کھسوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے۔ شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سنکر صبر کرتے تھے[۵] ۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدلی

---

[۵] - دیکھو تاریخ مظفری ؟

کے ساتھ تین ہزار روہیلوں کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۵۱]۔
اور دریاے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے۔
اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیوں کا پل تیار کراکے دوسرے روز
شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے۔ اور مہمانی کی رسم ادا کی۔ اور بہت دلجوئی کی۔ تیسرے روز شجاع
الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے۔ اور جواہر اور کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا۔ پھر دونون
ملکر عماد الملک کے پاس گئے۔ اوس کے پاس اوسوقت ملک و مال کچھہ نہ تھا۔ شجاع الدولہ سے عماد الملک نے
پگڑی بدلی۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لیئے درخواست کی تو اوس نے ایک پیچ
اور ضعیف بہانہ کر دیا۔ فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک
اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے۔ مگر آخرکار سوا حافظ صاحب کے کسی نے
رفاقت نہ کی اور سمرو اور موشیر لاک اور ہمت بہادر اور امراؤ گر نے بھی جو دولت کے نمک خوار تھے
نمک حرامی کر کے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تہا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے۔ لیکن حافظ
صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[۵۲]۔ تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہمت بہادر بندیلکھنڈ کیطرف چلا گیا تھا۔ چونکہ یہان نااتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا
یہ قابو پاکر صاحب طاقت ہو گیا۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھہ امید نہین رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا۔
راہ مین چنار گڑھ کا محاصرہ کیا۔ انگریزون نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی
شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کر کے اپنا رفیق بنالیا تھا اوسکی تحریک سے
میجر منرو نے قلعہ چنار گڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے بہانب بنارس سے دس کوس کے فاصلہ پر
جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا۔ سیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈرپوک[۵۳]
تھا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے۔ اونہون نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چند روز لڑائی جاری
رکھی۔ انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا۔ مگر ہندوستانی سپاہ کی مردمی

۵۱۔ دیکھو منتخب العلوم و عماد السعادت وحدیقۂ اول قیصر التواریخ ۱۲ ۵۲ دیکھو گل رحمت ۱۲ ۵۳ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پہر حملہ کیا تو گوہدسے بہاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے چنارگڑہ کا محاصرہ اوٹہا لیا۔ اور کچہہ سپاہ یہان چہوڑ کر باقی سپاہ ساتھہ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پہر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تقریر بالا روانہ لکھنؤ ہوکر راجہ شتاب راے کو لکہا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہین۔ شمرو کا تو ملنا دشوار ہے۔ اور عالی جاہ ہاتھہ سے نکل گیا۔ شتاب راے انگریزونکا بڑا معتمد تہا۔ اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تہا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔ میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا شجاع الدولہ نے بہی اپنی سپاہ کو چنارگڑھ سے بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چہوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنگ صاحب مقرر ہوے۔ میجر کارنگ کو راو شتاب راے سے اتحاد تہا۔ شتاب راے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنگ صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھہ لکھکر شتاب راے کے ذریعہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور سبقدر معاملات کا حل وعقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنگ صاحب کہا تہا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس مین رکھدوگے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمہارے سپرد کردینگے۔ اور بینی بہادر اسبات مین حیلہ کرکے دقت ٹالتا تہا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے کوڑے کیطرف آئے۔ بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تہا اوس سے دریافت کیا کہ مجہے کیا کرنا چاہیے اوس نے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جہونکا تہا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجہا شتاب راے نے ملہار راو اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تاکہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلادون۔ آپ بخوشی خاطر چلے جائیے۔ اور اگر نہ جانا ہو تو مقیم رہئے۔ جس مین ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے میرا نقصان اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکہی اور منتظر وقت رہا اور بعض معاملات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزون کے لشکر سے دور ہوگیا۔ چند کمپنیان تلنگونکی اوس کے ساتھہ تہین اونکو لیکر لکھنؤ کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف رخ کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتہیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور رہے۔

وہ وزیر کے لشکر مین جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودہ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو پیمان یہ ٹھہری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز لین اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ متبضہ کرلے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکرونکو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے اون احکام و ہدایات کے خلاف ہی کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور نہین ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہو جائیگا اور نفع نہ حاصل ہو سکیگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری متصور ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قایم رہنا سب سے لارڈ کلایو اور اوسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہو جایئن کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکھین۔ توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہی۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑھانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور ملک کو بڑھانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہین۔ اور سرکار کو بھی نقصان عظیم پہونچاتے ہین اسلیئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہو جانے کو پسند کرتا تھا اور اسنے اوس سے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کرین۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنیکے لئے یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کردیے جاوین۔ جسوقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اونھون نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہی جسکا منظور ہونا ناممکن ہی کہ جو شخص اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنونکے حوالے نہین کرتا وہ بھلا اونہین قتل کیسے کرائے گا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنی ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنی اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلئے بریلی بھیجدیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کرلی کہ اپنے بال و بال درست کرکے پھر انگریزون سے جنگ کرین۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیون اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چلدیا تھا۔ جانور نا سے اپنی نوکری کی گفتگو کررہا تھا انگریزون نے دو پلٹنین میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنو کو روانہ کی تھین۔ اونھون نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اور اوسکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کردیا تھا۔ محمد ایرج خان کوتوال مقرر ہوا تھا۔ اور راو

شتاب راے سب کا موقع کا منتظم تھا - مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تھا بندیلکھنڈ سے یہان آگیا تھا - اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر رابرٹ فلیچر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی بتلادی کہ جہان پست ... کا نہ تھا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑ دیا اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہو کر قلعہ حوالے کر دیا - اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اس قلعہ کے فتح ہو جانے سے قلعہ چنارگڑھ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کر دیا بعض امین سے ملازم بادشاہ ہوگئے - اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے -

مرہٹونکی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ بتیس ہزار روپیہ روز پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا - اور عماد السعادت مین لکھا ہی کہ ملہار راو کو پنتالیس ہزار سوارونکے ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک بھی چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا - شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک گنگا کو عبور کر کے مشرق کی جانب روانہ ہوئے - اس عرصے مین ملہار راو آپہونچا وزیر اپنا اسباب اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے - کرنیل کارنگ نے یہ خبر پاکر کہ وزیر کوڑہ جہان آباد کی طرف ہین اور وہ میجر فلیچر کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا اور میجر صاحب سے ملگیا - ۳ مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ کے سامنے نہ ٹھیر سکے توپونکے چھوٹتے ہی کونگی طرح اوڑگئے - عماد الملک بیچارہ کیا کرتا - وزیر کے پاس گو سپاہ تھی مگر بکسر کی شکست کا ہول ونکے دلسے دور نہین ہوا تھا - غرض مرہٹے تو جمنا پار چلے گئے - حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم نہوا - گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے - اور آخر کار امداد سے انکار کیا - مگر اوس تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہی - اور ماثر الامرا سے ثابت ہوتا ہی کہ حافظ رحمت خان دریائے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہی - اور نواب احمد خان کے ان آدمیونکو پہونچکر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے - لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود رہے الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کہا کر دریاے جمنا کو عبور کرکے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہوگئے - اور تمام کشتیون پر قبضہ کرلیا - انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہوگئے ہین - اور کشتیون پر قبضہ کرلیا ہے - اب دریا سے کیسے اوتر سکتے ہین - اور بغیر عبور لڑائی ممکن نہین - آخر کار جوار کے سینکڑون گٹھے جمع کرکے اور رسی سے رسون سے باندھ کر ایک دمدمہ تیار کرلیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوسپر بٹھا کر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی - وہ قلعہ کچھہ زیادہ مضبوط نہ تہا - اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہوکر وہان سے بھاگ کر فرخ آباد مین پہنچے - یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تہا - بعد ازان فتحگڈہ مین ہوا - ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اونکو قتل کرڈالین - کیونکہ اونکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بہائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین ہے کہ دغا کرین - اگر فضل خدا سے ہم نے اپنے دشمنونکو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا - میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بھی اوسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تہا - نواب احمد خان نے کچھہ سلاح اپنی سلاح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی - بعد ازان جواہرات طلب کئے - ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا - اور سبنے اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصے سے لال ہوگئے اور اوس ہارکو اوتار کر دیر تک ہاتھہ مین لئے رہے - اور پھر ایک دانے کو گہما گہما کر دیکہا - بعد ازان ہار کو تکیہ پر رکہکر اوٹھہ کہڑے ہوئے - اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون - نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اوٹھہ کہڑے ہوئے - شجاع الدولہ فتحگڈہ کو روانہ ہوئے - اور آکر اپنے درباریون سے کہا کہ احمد خان نے یہانتک زیادتی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چلا - دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لئے گیا - دونون رئیس باہم بیٹھے - دائم خان چیلا احمد خان کی گود مین تھا جو علے العموم چہوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا - شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا - دائم خان نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا - وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا - شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چہوٹے نواب کو پلاؤ - بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا - اوسوقت سے الماس علیخان دائم خان کی بڑی عزت کرتا تھا - اور آصف الدولہ سے دائم خان کو تمراؤن واقع پرگنہ ساکت اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی -

[illegible]

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہو گئے تھے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل میں جمتی نہ تھی آردن صاحب نے تاریخ فرخ آباد میں بیان کیا ہے کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان سے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اونسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمدونکو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے۔ ورنہ عزت کے ساتھ جان جائیگی اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین۔ یقین ہے کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے۔ اور تمہارے اکرام و احترام مین سعی کرینگے۔ یہ روہیلے جنکو توقع رفاقت مین رکھتے ہو اور کچھ بخشتے ہو یون ہی سے کلہ اور امین سے مفت مین اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو۔ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ مین آگئی گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی ٹیک چند کو پانسو سوارونکے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ لوگ کے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹۔ مئی ۱۷۶۵ء کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جرنیل کارنک کے لشکر مین آموجود ہوئے جرنیل صاحب استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوتر کر اونسے معانقہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے مین آئے شتاب رائے اور جرنیل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔ اور راو شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوئے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور بینی بہادر کے ساتھ رہتا اوسی کے ذریعہ سے دوستی۔ وزیر مین صلح ہوگئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کرکے انگریزون کے ایما سے اپنے نوکرون مین طلب کیئے۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپسمین ملتے اور ایک دوسرے کے یہان آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی۔ سوبھا کی

لشانہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کئے دئیے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب
صلح کا آخری فیصلہ موقوف تہا۔ شجاع الدولہ جنرل کارنک کے ساتھ کشتی مین بیٹھکر بنارس مین نواب
نایبت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ
کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تہا۔ انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک چھین
لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تہے کہ اونکی ریاست گئی ہوئی
قایم رہی۔ اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔
کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہے۔ بنا سے مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنے ملک پر کہ جو
اونکے قبضے مین پہلے تہا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے
لئے دیدئے جائین۔ پچاس لاکہہ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل
سے ادا کرین کہ بارہ لاکہہ اسوقت نقد دین اور آٹھہ لاکہہ کے جواہرات۔
اور پانچ لاکہہ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکہہ باقساط ماہواری اسطرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین
تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائے۔ اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی راے کے
نزدیک بہت تہوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر
ظلم و ستم توڑتے۔ پہر اونکے ملک مین فتور رہتا۔ نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین
انگریزون کی کوٹہیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔
اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و آمان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کہڑے
ہونگے جو بنگال اور بہار اور اڑیسہ مین ہو رہے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پہر لارڈ کلایو نے
شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد و پیمان بھی
ٹہیرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجہین۔ اور اگر
کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین
طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگہہ بنارس
کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب سے شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر
رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تہا۔
نواب کا مورچہ جو اوسکے سپرد تہا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہ
ہی سبب ہوا اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرا دیا۔ اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اوسنے لیلیا اور یہ ٹہیرایا کہ وہ اپنی ملک کی جو پہلے زمینداری رکہتا تھا وہی زمینداری رکہے۔ اور جو زر مالگذاری دیتا تہا دے غرض اس طرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۶ اگست سنہ ۱۷۶۵ع کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور سمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ نہوا اسلیئے کہ اب اون کا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا۔ البتہ یہ اقرار نواب سے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی معزول انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے۔ اور جو انگریز فراری ہوکر اونکے ملک مین آئے گا اوسکو حوالے کردینگے۔

وزیر کو زر معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا۔ بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی۔ وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تہا اس لیئے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے بموجب مانگتے تہے۔ اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکہا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے مولف سیر المتاخرین کہتا ہی کہ مینے سنا تہا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع اسکا اقرار کرکے بہیجدیا تہا یہانتک کہ وزیر کی مان اور سالون اور غلامون اور نوکرون نے بہی چندہ کیا۔ وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تہے اور اوسکی کنیزون کے پاس جو کچہہ زیور تہا یہانتک کہ ناک کی نتہینون کو بہی مع موتیون کے وزیر کے پاس بہیجدیا جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچہہ مجہے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک جائے ہے اونکے بعد یہ مال اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بہی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچہہ مصارف ضروری کے بعد پس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کردیتے یعنی زر معہودہ کے سرانجام ہو جانے کے بعد باقی نصف کے لیے جواہر گران بہا تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا۔ فرح بخش مین لکہا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بہی صفائی ہوئی۔ بادشاہ کی ہمشیرہ متعلق وصنی [illegible]

کہ نواب کو پھر ملک ملے ۔ مگر چونکہ ترحم ذاتی او منین تھا اس لیئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی کی نظر رکھی ۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپئے طلب کیئے تو نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے ۔ مگر کارنگ صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو مبارکبادی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملجائیگا نواب نے کہا کہ مجھسے اسوقت مین تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے ۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کرین آپ سے بہ سہولت یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت مین سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت چھبیس لاکھ روپئے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہین اور بنارس وغیرہ ۸ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات بادشاہ نے انگریزونکو جاگیر مین دئے ہین لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہی اسلئے بنارس ہم تمکو دیتے ہین ۔ بالفعل صلاح یہ ہی کہ تیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہمکو دیدو اور ۲۰ لاکھ روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب مین مجرا کر لیا جائیگا ۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیونسے تمکو سبکدوش کر دیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرا دو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر بادشاہ سے ۳۰ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہین ۔ بابت جنگ یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی چٹھی کارنگ صاحب کو دیکر کلکتے کو چلے گئے ۔ جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے ۔ منیر الدولہ رضا قلی خان ۔ اور شتاب رائے بھی اس مشورہ پر مطلع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئین شجاع الدولہ کو ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکین ۔ مگر یہ دونون ابھی حضور مین باریاب نہین ہوئے تھے لشکر مین مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے در دولت شاہی پر پہونچ گئے ۔ اور تسبیح خانے مین حاضر ہو کر کورنش بجا لائے ۔ حضرت نے بڑی توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا ۔ نواب نے تمام حالات اول سے آخر تک عرض کیئے ۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک و رانگریزونکے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہین جسمین تمہاری بہبودی ہو وہ کام ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین کر دیا ۔ نواب آداب اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہو گئے ۔ بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ پر

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۲۳ لاکھہ روپیہ کی رسید نہ دین بادشاہ نے
مسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اوس کو ۲۳ لاکھہ روپیے بخشے
اور شتاب رائے تاسف کرتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۲۳ لاکھہ روپیہ کی تو یہ رسید
اور ۲۰ لاکھہ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کردی جرنیل نے
بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھہ روپیے اور تین لاکھہ روپیے
اہلکاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھہ روپیے نکلے نواب
مجبور ہوکر شتاب رائے کے ڈیرے پر گئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھہ روپیے نذر کئے
اور پچاس ہزار روپیے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپیے خان عالم نے دئیے۔ اسپر بھی دو لاکھہ
باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک
کپتان کو نواب کے ساتھہ متعین کردیا۔ اور ملک کی بحالی چٹھی اوس کے حوالے کردی اور اوسکو حکم
دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہوجائے تو یہ چٹھی نواب کو دینا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت
کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھہ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلئے
کہ صرف زبانی تصریح پر دو صوبے چھوڑ دئے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبہ بغیر
نواب کو قبضہ حاصل ہوسکیگا۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھہ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت کا کیا
بیان ہوسکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھہ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نرکھی تحفہ و ہدایا
کا بھیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین ہے
کہ الہ آباد اور کوڑہ کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کرلیا۔
اور ۲۳ لاکھہ روپیے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرا دئے۔ اور نواب کی دوسری
حرکات و سکنات بھی ظاہر ہین۔ انتہی کلامہ اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلئے ہم اونکی تردید سے
قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھہ معاہدہ ہوجانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے
عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا۔ غرض یہ مجمع
الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی طرح چالاک
نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزونکے قابو سے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی
اونکے ساتھہ جو رعایتین ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھہ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ پہلے
اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ ۲۳ لاکھہ روپیہ جو ہمیشہ

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تہا جب وہنون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلئے کہ لڑائی کے سبب خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اوڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرائط کے موافق ۲۰ لاکہہ روپیہ سالانہ اور ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹہیری تہی - جاگیر کی نسبت بہی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ کے بوجہہ سے بچ گئے - اگرچہ اکبر بادشاہ اپنی ناراضی ظاہر کی تدبیر کیا کرتے - بادشاہ اور وزیر دونون انگریزونکی جرأت اور چالاکی کے زیربحث اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تہے - چار و ناچار قبول کرنا پڑا - الہکوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دیے گئے - اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تہا سواے منظور کرنے کے اور کچہہ زبان سے نہ نکل سکتا تہا - حسب درخواست فرامین اسناد تینون صوبونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکہہ کر دیدی گئی - اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکہہ روپئے مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکہی گئی - اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی دو کہاٹیکی سیزرون سے جو اوپر بادشاہ کا تخت تہا جسپر وہنون نے بیٹہہ کر ڈہائی کروڑ آدمیونپر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کردیا یہ واقعہ ۱۲ اگست سنہ ۱۷۶۵ء کا ہے۔

گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبہی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے - مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم بڑہاتے جاتے ہے - فرانسیسیونکے ساتہہ لڑائی - سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بیوفائی - شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا - اوسے تاجر سے حاکم بنادیا -

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح چاہنیکی مضمون کا خط ٹکیت چند کے ہاتہہ بہیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا - حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تہے عامل بریلی کو لکہا کہ تم سامان سفر درست کرکے حفاظت کے ساتہہ اودہ کو بہیجدو - چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل وعیال بریلی سے اختیار خان عامل کرور کی حفاظت مین لکہنؤ بہیجدیے گئے - سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ آگرہ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا - اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کرکے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے - اور وہین سکونت اختیار کی لیکن قلعون کے مبادلے کی روایت صحیح نہین -

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا - انگریزوں کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریونسے متوہم ہوکر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نرکہینگے

جبکہ ۱۱۷۸[۱] ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لائے - اور پچاس لاکھہ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیئے اور بادشاہ سے ملے - بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سرپیچ اور تلوار جسکا قبضہ مرصع تھا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈہال اور گہوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکھوا دیا صوبہ اودہ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھہ روپئے نقد بخشے پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے - اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنواکر نئی آبادی بڑہائی - یہ شہر برہان الملک کا آباد کیا ہوا ہے - اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی - شجاع الدولہ نے انگریزوں کی نقل پر فوجکو تیار کرنا شروع کیا - تلنگے اور جہلنگے مقرر کرکے توڑے دار اور چقماق دار بندوقونسے اونکو مسلح کیا - پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرونکو تعلیم موقوف کردیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب پیادے فی سپاہی دس دس روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنائین - اور قواعد سکہائی - اور اونکو [illegible] بندوقین چقماق دار بندوقین دین اور سوارونکی بابت [illegible] اور [illegible] - لوائے [illegible] انگریزی فوج ہر ایک کے ساتھ چہ سات[۲] پلٹنین مع توپخانہ [illegible] وغیرہ متعلقا [illegible] مقرر [illegible] نام یہ ہین محبوب علی اور بسنت علی - شیدی بشیر - اور لطف علی بسبا عرف خواجہ لطافت ہے - اور ۲۲ ہزار [illegible] کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکہا تھا - اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو محبوب علی کے ماتحت تھے برق[۳] کہلاتے تھے - سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور ملخص التواریخ مین

---

[۱] مرات آفتاب نما ۱۲ [۲] سیر المتاخرین مین چہ اور تاریخ مظفری مین چہ سات پلٹنین لکہی ہین ۱۲
[۳] دیکہو گل رحمت عماد السعادت مین ان پیادونکا نام برق پلٹن لیا ہے - اور سیر المتاخرین مین بہی انکا بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار جوان کی ہی - اور تاریخ مظفری مین برق انداز و نکی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہی مین پیادہ
اور سوار - دونون تھے انکے پاس حقماق دار بندوقین تہین اور تواہ بطافت کے ساتھ ہزار پیادہ
بندوقچی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنت علی کے ساتھ چھ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسکے
سپاہی جھنگے کہلاتے تھے - سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چار یا پانچ ہزار شریف مغل شاہجہان آبادی
فی کس پندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھے اون مین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تہا گو اونکے پاس توڑہ دار
بندوقین تہین - مگر وہ اونکو نہایت پہرتی سے آگ دکہلاتے تھے - بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے
اسلیے اونکی خاطرداری زیادہ تھی - اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ امراؤ گرد نواب کر کے زیر حکم
تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی - نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تھی - گمان پر کاش کا مولف کہتا ہی
کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی - چارون طرف پکار ہوگئی
کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے - شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تہا
دفتر تحریری عمدہ حالت مین نہ تہا - دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے مسقدیون کو کوئی
پوچھتا بھی نہ تہا - نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن پونا سے اور
بارھوین دن کابل سے فیض آباد خبر آتی تھی -

سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین کارپردازان کمپنی کو کچھہ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا - کیونکہ بادشاہ
اونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کر لین - اسلیے انگریزون کو
یہ امر ضروری منظور ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار
نفری سے زیادہ رکھنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب سنہ ۱۱۸۷ ہجری - مطابق نومبر سنہ ۱۷۷۳ء کو مقام بنارس
مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا - جسکا مضمون یہ تہا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زائد نہ رکھین گے
اس مین سپاہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا - اور اس مین دس ہزار سوار ہونگے اور
دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جمعدار اور حوالدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی -
اور رجمنٹ نجیب کی پانچ ہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی - اور پانسو سپاہ
توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی - اور باقی نو ہزار پانسو سپاہ نگو لری فوج آئینی ہوگی
انکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کی مثل نہونگے - اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوا دس ہزار فوج
مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے - اور قواعد بھی قواعد
انگریزی فوج کی طرح ہوگی - اور یہ اقرار کیا کہ ۵۰ ہزار پیادہ و سوار کے مسلح ہو مبلغ اونکی ...

اوس کو بشرف حضور بخشے اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصہ مین تمام وکمال کر دینگے اور اپنی
اقرار بہ قرآن کی قسم کہائی۔

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا۔ بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا۔ مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار رہتا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کر لی۔ وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کوٹھی کی نظامت پر مامور تہا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن وسکو اوس خدمت سے معزول نہین کرا سکتے تھے۔ آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھہ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے۔ اور کوٹھی کی خدمت محمد سعید خان کو دلا دی۔ اور نجف خان کو معزول کرا دیا اونہین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوے ابہی تک بادشاہ الہ آباد مین تھے۔ سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلا دئے تہے اور ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ خراج کا دیتے تہے۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تہا۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکہتے تھے۔ مگر کچھہ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تہے کچھہ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تھے۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرتے تھے سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی۔ اور بعد تک وہ خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پہر زور پکڑ گئے تہے۔ اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے۔ اور اون کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزا واقعی دین۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹھا دین۔ سنہ ۱۷۷۰ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور منیر الدولہ کسی سے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تہا۔ بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے واپس بلا کر اپنی سرکار کے تمام خرچ و کلی کا مختار بنایا اور اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین رہتے ہیں۔ اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے جاین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے مطابق اون کاموں کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہیں۔ بادشاہ نے قبول فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے اپنے بیٹوں کے ساتھ چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا۔ اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائین۔ شاہی متوسلوں کی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھہ روپئے بادشاہ کی نذر کئے کچھہ دنوں یہان رہکر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی۔ اور یہان سے یاقوت خان ناظر کو مرہٹوں کے پاس بھیجا اور قبل اوس کے سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے۔ بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھہ روپئے بھی مرہٹوں کے لئے ناظر کے ساتھ کر دیئے تھے اور اونکو بہت سی رعایتوں کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو کچھہ غنیمت حضور میں پہنچے گی وہ آدہی مرہٹوں کو بانٹ دیجائیگی جب یہ امر طے پا چکا تو بادشاہ نے شاہجہان آباد کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی ڈیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سراپردے عالم چند میں نصب ہوئے۔ بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا۔ منیر الدولہ اور انگریز اس بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائین۔ ہرچند گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونھوں نے نہ مانا۔ شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی۔ صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تھا شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جرنیل بھی آیا۔ شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائین۔ مین بعد اس کے ساتھ چلکر دارالخلافت کا بندوبست کرونگا۔ جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین۔ اور پھر رخصت ہو جائین۔ وزیر کوڑے جہان آباد سے اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہے۔ مگر آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے ثابت ہے کہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے دوسرے روز یعنی پانچہزار ہمراہیوں و شجاع الدولہ اور دوسرے سرداروں کے موضع سرپا پرگنہ بہاڑہ مین پہنچے۔ یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے۔ احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھہ روپئے سات ہاتھی۔ گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوئے۔ اور ایک لاکھہ روپئے نواب نجف خان کو دئے گئے۔ اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور یہ معاملہ طے پایا۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا۔ اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا۔ یہان بائیس روز قیام کر کے شاہ عالم بینی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے

روانہ ہوئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندھیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہے۔ وہان سیندھیا مع کور بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہنچا۔ اور شریک ہوا۔ مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو شان وتجمل سے دلی کو لے گئے اور ۲۵۔ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ کو تخت نشین کیا۔

مرہٹون کی روہیلون پر چڑہائی وزیر اور انگریزونکی روہیلونکے بچانے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف براے نام بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین۔ علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہو گئے تھے۔ اور خفگی کیوجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا۔ اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک انتربید سے دستبرداری کرین اور زرپیشکش نذر کرین اونہون نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ رکھتے ہین دسوین شوال ۱۱۸۵ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی شروع کی۔ ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخرکار مقابلے کی تاب نہ لاکر بہاگ گئے۔ مرہٹون نے اونکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ تین کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے۔ اور ضابطہ خان کے اہل وعیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کر لیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگون پر کچھ ایسی ہیبت چہاگئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال واطفال اور مال واسباب کو لاد کر ترائی کیطرف دامن کوہ مین چلے گئے۔ اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے۔ اور بریلی سے بہت شمال کی جانب ۴۰ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نواب ضابطہ خان بھی بہاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

[1] انشاے فیض بخش مین انکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے۔

آگئے جسوقت حافظ خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سرداروں پر ایک سناٹے کا عالم
گذر گیا تھا - اور اونہوں نے جان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلئے ان
سب نے ایک رائے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائیں کیونکہ روہیلکھنڈ میں مرہٹون کی
ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہے - شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت
مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری سنہ ۱۷۷۲ء میں انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر جو
اله آباد کی راه پر تھا اور شجاع الدوله کی امداد کے لئے کنٹنجنٹ فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی
چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد میں اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ میں بڑی
خرابی اور سرگردانی میں ہون - اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو ایک زبردست
قوم سے ڈانڈا میڈا مل جائیگا - جس سے ہروقت اندیشہ اور خوف رہے گا - اور اگر روہیلے اپنے
بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے زیادہ اور خوف وخطر کا اندیشہ
ہے - ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لئے مینے یہ تدبیر سوچی ہے کہ میں سپاہ لیکر روہیلونکی
ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون - وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا - اور کچھ حکمت عملی میں لاؤنگا
جسقدر ملک روہیلون سے بادشاہ کے لئے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لئے اور کچھ روپیہ
لونگا اوس میں سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑ کر چلے جائیں کچھ دینے اپنے پاس رکھونگا
غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا - مگر میرے تمام
مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات
کا اعتبار نکرینگے - اور نہ اوس کو مانینگے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا بیایمان
جانتے تھے - اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہیں جھوٹا جانتے - جرنل صاحب نے پریزیڈنسی
کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈنسی کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے
میں کیجاتے - اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنارگڑھ اور قلعہ الہ آباد میں رہے - اور ۱۲ فروری
سنہ ۱۷۷۲ء کو مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہیں
وہ جو مقصد مانگیں اونہیں روا رکھیں - غرض ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ
کے درمیان قلعہ چنارگڈھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے
قابض رہنے کے باب میں عہدنامہ قرار پایا جسمین مفصلہ ذیل تین شرطین ہیں -

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک کے لئے مدد دینے

سہولت حاصل ہو تو اب نے اوسکو قلعہ چنار گڑھ دیا کہ اونکے قبضے مین رہی۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد ہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار واڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے بچانے اور قلعہ چنار گڑھ کے خالی کر دینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے خالی رہیگا کہ اپنی مطلب برار ہی یا اپنا قبضہ اوسپر کرے۔

شرط سوم۔ جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنار گڑھ کی مرمت یا بروج کے تیار کرنے یا میگزین و اسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب ادا کرینگے۔ مگر یہ شرط ہی کہ خرچ چار لاکھ روپیہ سے زائد نہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت اشخاص مامورہ فریقین کرینگے۔ اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جس مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جاے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کریگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعہ الہ آباد مین اوسیطرح وزیر کی جانب سے رہیگی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے خالی کر دینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے ہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دیجاے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو انہین ملک دینا پسند نہوا۔ اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۲۰ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خان کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے فیض آباد سے کوچ کرکے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کرکے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اس غرض سے چلے گئے کہ وہ سیندھیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دو بدو گفتگو کر کے مرہٹون سے
اس باب مین تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائیے
جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلونکی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف
ہونا مرہٹون کا قوی ہونا ہے - پہر اگر اونکی مراجعت مزید بھی لیجائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو
دوبارہ لاے گا اور جس ملک پر جا پہنچینگے وہ قبضہ کرینگے - اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹہ سے
عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی ہتین کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گہبرا گئے - اور
شجاع الدولہ کو اونہون نے لکہا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح
والیسا لغو اور بیہودہ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچہہ رد و بدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہو گئی اسی عرصے
مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹہی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہوتے
سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جاینگے - اور روہیلونکے ملک مین وہ کسی طرح سے نہ ٹہیرینگے
کچہہ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جاوین عبث ہے - یہ راے اس بات پر بنی تہی کہ مرہٹونکے
ملک مین ا.. کی حکومت کی ایسی حالت تہی کہ وہ ضرور بلاے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اوس نے شاہ آباد پہنچکر
شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹونکے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی
کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس مجمل جواب سے
شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر مین ہوے کہ محض روہیلونکی مدد کر کے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے
یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکہنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہے - مگر جب بارکر صاحب سے صلاح کی تو اوسنے
کہا کہ روہیلونکی مدد کرنا بہتر ہے - اور اوس نے بھی اس کام مین معاونت کی - اور کپتان ہارپر
صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تہا عنایت خان
کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بہیجا - کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا
اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دیے - حافظ صاحب تین چار ہزار پیادہ کے ساتھ ہارپر
صاحب کے ہمراہ ابتداے ۱۱۸۶ ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوتے
شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیرین باتین کہتے جرنیل صاحب کے روبرو
اس مضمون کا اقرارنامہ لکہا لیا - کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کر کے مرہٹون کو روہیلکہنڈ سے
نکالدین - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بالفعل ملک سے چلے جاوین اور لڑنیکی حاجت نہو

وہ لوگ روہیلکھنڈ کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکہہ روپے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کرکے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہے ہین اپنے گہرون مین آباد کرین تو دس لاکہہ روپے اونکو دے جائین اور باقی تیس لاکہہ روپے تین برس مین ادا کئے جائین اور سال سنہ ۱۱۸۱ فصلی سے شروع ہو اس اقرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو تیار ہوا۔ سر رابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو چٹھی لکھی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد وپیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکہہ روپے نواب وزیر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹون کو اونکے ملک سے خارج کردین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گہرون مین آباد کردین۔ اونمین سے بیس لاکہہ روپے سرکار کمپنی کے ہاتہ آوینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹہیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفائے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکہہ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کرکے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادی کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر کو جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور کرلو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جاویگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکہہ روپیونکے تمسک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپیونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہدنامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اون مختلف روایات کو بھی رد وقدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہی۔

(**الف**) عماد السعادت مین سفر رام گہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نرائن راو مارا گیا اور اوسکا چچا رگھناتھ جسکا عرف راگھوبہ ہے اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا۔ تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہان نہین ٹہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکہہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکہہ روپئے روہیلون سے دلوا دین تو ہم دو آبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر روہیلے ساٹھ لاکہہ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کر لینگے - بلکہ تہوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکہیر کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کر دینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلا کر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جائے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکہہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو دیدین ساٹھ لاکہہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکہہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکہہ روپئے بتدریج آپکو ادا کر دونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدیئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکہا ہی -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکہہ روپئے نقد انگریزا ور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مؤلف گلستان رحمت نے بیان کیا ہی کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کر لیا کہ چالیس لاکہہ روپئے اونکو دئیے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہو جائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کر لونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکہہ روپئے کا تمسک لکہدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکہدیا سب نے وعدہ کر لیا کہ ہم روپیہ ادا کر دینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑ کر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکہہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہی کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لات کر صفر ١١٨٦ ہجری مین مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے - چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملکداری کا دعوی نہ تہا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکہہ روپیہ پر روہیلونسے صلح کر لی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

اب ہم یہان نہین ٹہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھہ روپئے روہیلون سے دلوادین تو ہم دوآبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوسرے خانون نے ہم سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر وہ ساٹھ لاکھہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کر لینگے - بلکہ تہوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکہیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کر دینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بُلا کر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جاے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون . اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو دیدین ساٹھ لاکھہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھہ روپئے بتدریج آپکو ادا کردونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیئے گئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہے -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) موئلف گلستان رحمت نے بیان کیا ہے کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دئے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہو جائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ دینے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑ کر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لاٹ کر صفر ١١٨٦ ہجری مین مرادآباد کے علاقے مین گھس آئے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک داری کا دعوی نہ تھا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھہ روپیہ پر روہیلونسے صلح کرلی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

(۲) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے ۱۱۸۶ھ ہجری مین روہیلو نپر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت جو مرہٹون کے ساتھہ تہا پچاس لاکہہ روپیو نپر صلح ہوگئی تھی۔

(۳) اخبار حسن مین لکھا ہی کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکہہ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکھین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کر دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپئے دینے کا ہمنے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہو سکتا ہے۔ چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی باتونکو ذہن نشین رکہنا چاہئے۔۔

(۱) اسی مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکنڈ مین نہین آئی تھی۔ لیکن جام جہان نما مین جو لکہا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گہس آئے تہے اور فرح بخش مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے تہے۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تہے[۱]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تہا نہ شجاع الدولہ مرہٹو نکے پاس ان روپیون کے پہنچانے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکہہ روپیو نپر مرہٹون اور روہیلو نمین صلح ہوئی تھی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد تک کے ملک فتح کر کے شاہجہان آباد کو اسوجہ سے نہین لوٹ گئے تہے کہ ان مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہوگئی تھی۔ کیونکہ ایسا نہین ہوا تہا۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابتہ نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی نونکی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[۲]

(۵) ان چالیس لاکہہ روپیونکے دینے کا معاہدہ سفر رامگہاٹ سے پہلے واقع ہوا ہی یہ معاہدہ ۱۱۸۷ھ ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا۔ اور سفر رامگہاٹ سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا ہے۔

---

[۱] دیکہو رہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [۲] دیکہو مرات آفتاب نما ۱۲ [۳] دیکہو فرح بخش ۱۲

عمادالسعادت مین جو اسکو سفر رام گہاٹ مین سمجہا ہی یہ صحیح نہین۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹونکی بامردی سے ہوئی تھی۔ مرات آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منولال اور شاہ نوازخانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین نواب ضابطہ خان تکو ہلکر سے ملے اور اوس سے وعدہ کیا کہ مین تم کو کئی لاکہہ روپئے دونگا۔ اگر بادشاہ سے قصور معاف کرادو۔ تکو نے حامی بھرلی۔ اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت بیساجی اور مہاجی سے بھی تصفیہ کرلیا۔ تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑہا اور بادشاہ سے اونکے عفو قصور کی درخواست کی۔ مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی۔ چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹونکی پچاس ہزار فوج کا نقطہ مقابل نہین ہو سکتا تھا آخرکار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہو گئی ۳۔ شوال سنہ ۱۱۸۵ ہجری کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا۔ اور منصب امیر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی۔ اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکھنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچھہ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدہی ہماری آدہی تمہاری۔ بادشاہ نے چالیس لاکہہ روپئے مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین کیا تہا پس اخبار حسن مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تہا یہ غلط ہے۔

(۸) اصل واقعہ یہی کہ حافظ رحمت خان نے ایک قرارنامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھہ دیا تہا کہ وہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹونکو روہیلون کے ملک سے نکالدین۔ اور اگر موسم برسات کے بعد پھر وہ لوگ روہیلونکے ملک کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہی شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکہہ روپئے شجاع الدولہ کو خرچہ جنگ کی بابت ادا کرینگے۔ اور اس اقرارنامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط بطور گواہ کرائے گئے تھے۔ اور یہ اقرارنامہ حافظ رحمت خان نے اور سردارون کے مشورے کے بدون لکھا تہا۔ مولف گلستان رحمت نے جو یہ لکھا ہے کہ اور بھی سردارونکی صلاح لیکر لکھا تھا یہ قول صحیح نہین اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکھا ہے۔ کہ حافظ رحمت خانصاحب کی صفائی

دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سرداروں کی کم ادائی ثابت ہو فرح بخش کا مولف کتاب ہے کہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو ایک چٹھی بات میں پر جاکر چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھایا اور وعدہ کیا
کہ میں مرہٹوں سے معاملہ کرا دونگا - اور ان کی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکھنیون کے
معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس بہ انہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے
قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر
شجاع الدولہ اور انگریزوں کے پاس چالیس لاکھ روپیہ انکے عوض میں دکھنیون کی بابت مقید اور مرتہن
کرا دیا - نہیں تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کہا کر اسطرح دام بلا میں کبھی گرفتار ہوتے -

بہر صورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کیوجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف
چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹوں کے نکالنے میں انگلی بھی نہیں ہلانا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹہ اور
بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد الیچ خان
کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی - اور اوس کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھنی سرداران
عالی شان عفت اور جوانمردی میں شہرہ آفاق ہیں یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہیں رکھتے -
بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہیں - اور یہ لوگ عورتوں اور بچوں پر
جور و جفا روا نہیں رکھتے - مرد و نپر سختی کرتے ہیں - اسلئے آپ کو لکہا جاتا ہے کہ ضابطہ خان کا تقصیر وار
ہیں نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ نواب موصوف اپنے جورو بچوں کی محبت میں آپکے لشکر میں
حاضر ہو جائیں - کیونکہ اونکو وہان جانے میں اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - بس اونکا آپکے لشکر میں
آجانا اپنے کیسے متصور کیا ہے - اس صورت میں اونکے زن و فرزند کے قید کرنے میں کیا فائدہ ہے
اسلئے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے عہد پیشوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیوں کو یہان بھجوا دیا
جاتے - اس میں آپ کی بلند نامی متصور ہے اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم
کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی دیجئے اور اس تحریر
کو عالم دوستی میں پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکر گذار بنائیے - فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپکی
قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نہ چھوڑئیے - سیندھیا نے اس دستار
اور تحریر کی بڑی عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھ لیا - اور ضابطہ خان کے
اہل و عیال کو اسباب وغیرہ کے جو بریلی میں ضابطہ خان کے پاس پہنچا گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کر دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اوس سے ناراض تھے اور بوستان اودہ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جما دی تھی۔ چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق عجلت سے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی۔ اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکھنو کو متوجہ ہوے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے۔ راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین۔ چونکہ راجہ کے تحت مین تمام مغلیہ سپاہ تھی اور پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لئے نواب نے بطفِ استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اوس کے خیمے مین ہو گئے اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہی کچھہ کھانا منگاؤ راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کھانا منگواکر کھلایا۔ نواب نے دینا۔ استراحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی۔ اور دن ڈھل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوتے اور چلتے وقت راجہ کو بااصرار اپنے ہاتھی پر خواصے مین بٹھا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی۔ راجہ جانے سے انکار کرتا تھا۔ مگر نواب نے نہ مانا۔ جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہونچے تو اپنے مصاحبون مین سے ایک شخص کو خواصی مین بٹھا لیا۔ اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہو لو۔ اگرچہ راجہ نے فراست سے اون کا مافی الضمیر سمجھہ گیا۔ مگر حکم کی تعمیل کی۔ جب راجہ عماری مین بیٹھہ گیا تو ہاتھی بانون کو نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈھکدے اور فیض آباد کو روانہ ہوئے اور سپاہیون کو حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر مین جا کر سنا دو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے اب تک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے۔ آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہئے کہ شکر الہی بجا لاؤ اور راجہ کے تمام اسباب و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو۔ انشاء اللہ تمہارے ساتھ واجبی رعایت کیجائیگی سپاہیون نے حکم جا کر سنایا تو سب نے کلوعا و کرنا ہیت تسلیم خم کیا۔ لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی ہر ایک جو اس باختہ بھاگنے لگا۔ حتی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے۔ القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہو گیا۔ راجہ کے اصطبل مین اسپ خاصہ ۱۳ سو تھے۔ ایک سو اسی ہاتھی تھے۔ شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہی اور مقابلہ کر سکے اس سبب سے محمد قلی خانکو مروا ڈالا۔ وہی پاداش تمکو دیتا ہون۔ اور راجہ کو اندھا کرا دیا۔ راجہ بینی بہادر ایک بہت بہادر

ملہ دیکھو کیان برساتی ۱۲

بلسوانہ توابع اودہ کا رہنے والا راجہ رام نراین دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نراین نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا بہت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام مین ہوگئی - مہانراین پسر کلان رام نراین نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کامون کا مختار کر دیا - رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہانراین سے متعلق ہوگیا مہانراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس سے نہایت آزردہ تھے - مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا - ایک دن تین لاکھ روپئے نواب نے منگاتے مہانراین نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بدا کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا - بینی بہادر نواب کے پاس گیا - اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو - اور سود مقیدی دو روپیہ منظور کیا جائے - اور خیرآباد کی نظامت فدوی کو دیجائے تو روپیون کا انتظام کر کے حاضر کرے - پھر پرگنہ خیرآباد سے یہ روپیہ وصول کر کے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کر دیجائے گی - نواب نے اوس کی عرض قبول کر کے خلعت فاخرہ بخشا - راجہ نے دوسرے دن ہی زر معتولہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑھ گیا - اور اس کے بعد مہانراین عہدہ دیوانی سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا - اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہوکر عہدہ دیوانی بر فائز ہوا اور اس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہوگیا -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزونکے ہاتھ سے بکسر مین شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا - بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۶۴ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو - مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نا منظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء مین اپنے ملک پر بحال رہے - علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کر لی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رکھین - بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے - بلونت سنگھ اکیس لاکھ اکہانوے ہزار چار سو انچاس روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا۔ ۱۸۰۴ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بید قتل کر دے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸ جمادی الاخری ۱۱۸۰ ہجری مطابق ۱۷ ستمبر ۱۸۰۴ء اپنی ضمانت پر دلوائی چیت سنگھ نے اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا ڈھائی لاکھ روپے اضافہ کئے۔ نواب نے اس سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے تو تمھارا ملک اور تمھاری رعیت آسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثوں کے اور تمھارے اور تمھارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہ ہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے لاابالی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دل سے خواہان تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کر کے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۱۸۰ ہجری میں اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخر کار شکست و ذلت اوٹھا کر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نواحی میں جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر مقیم تھے عنایت خان کی خبر سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضی خان بڑیچ اور بہت بہادر کو پیشوائی کے لئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھوں نے خلعت اور شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایکدن اونھوں نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں کے مصارف کے لئے کافی نہیں۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی طرف تھا۔ عنایت خان معز محل کو پہونچ گیا اور اپنے دیرے پر آکر اپنے باپ کے پوتون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہین۔ شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے۔ شجاع الدولہ نے لوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ داخل ہوئے۔ اور یہان آٹھ ہزار روپئے عنایت خانکو بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے معارف کے لئے جاندادمقرر کردونگا۔ اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے سہدی گھاٹ کیطرف کوچ کیا۔ عنایت خان بدون رخصت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا۔ یہ بیان گل رحمت کے مولف کا ہے۔ لیکن فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گذر کی۔ آخر بار مجبور ہوکر بریلی کو لوٹ گیا۔

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

۱۱۸۳ ہجری مین مہاجی سیندھیا اور مہاجی سیندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کراکے نجف خان کے تین ہزار روپئے روز اور بقولے پانچہزار روپیہ روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا۔ اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کرین۔ مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین کھاتے تب بھی حافظ صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے۔ تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اسطرح معلوم ہوتی ہی کہ ہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائین تو جو ملک ہاتھ لگے آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے۔ اور اگر آپ کسی طرف نہ بولین اور گنگا پار ہونے مین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین۔ اور ہمارے سفر مین خارج نہ ہون تو ہم چالیس لاکھ روپئے کا مسکہ جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدینگے۔ اور اگر دونون شرطین آپکو نا منظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹ کھسوٹ لینگے۔ اور آبادی کو ویرانہ بنادینگے۔ اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ میں نے عہد کیا ہی کہ کبھی مین کافر دنکے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا اس لئے مین تمھاری شرائط ترغیب تحریص مین نہین آتا۔ اور اپنی عہد کو نہین توڑونا اوس کا پھل خواہ کیساہی کڑوا ہو چکھنے کو مین موجود ہون۔ اور شجاع الدولہ کو ساز

ان ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گہاٹون کا انتظام کرلینا چاہئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکہہ روپے کا تمسک واپس کیا جاوے جس کا اب تک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بہیجا گیا ہی - اور نہ آیندہ ایسی حالت مین مرہٹونکے پاس بہیجا جاوے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بناکر حافظ صاحب کے پاس بہیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر آپ میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹونکو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جاوے گا - انتہی -

یہان یہ بات یاد رکہنے کے قابل ہی کہ چالیس لاکہہ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تہا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹہیرا تہا - نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹونکے ساتھ ہوا تہا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹونکے حوالے کیا تہا صحیح روایت یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹونکے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکہہ روپئے تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تہا - بہرصورت مرہٹونکی فوج سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلکہنڈ مین گہس آئی - اس بار اونکی یورش بدایون اور سنبہل اور مراد آباد کے علاقے مین تہی -

روہیلکہنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپئے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تہا کہلا بہیجا - یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تہا - اور فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ مرہٹون نے اوس تمسک کے چالیس لاکہہ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کہڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تہا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بہیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا - اور حقیقت مین بایاب گہاٹونکی تلاش مین مصروف تہے - روہیلونکی طرف سے اس کا کچہہ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ اور فتح خان خانسامان اور احمد خان بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندی خان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوئے اور بسولی مین جاکر ٹہیر گئے - احمد خان بخشی کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تہا اسلئے اوس کو آگے کو بہیجدیا تاکہ وہ رام گہاٹ پر پہونچکر گہاٹ کا بندوبست کرے اور کشتیونکی حفاظت رکھے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گہاٹ کے قریب [illegible] اسد پور مین ایک ۲۷ ذالحجہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کی ایک جمعیت نے گنگا اوترکر اوسکی فوج پر حملہ کیا اور بعد کو سندہیا تکوجی ہلکر بہی اپنی فوج کے ساتھ اس جمعیت کی مدد کو آگیا - اور احمد خانکو گہیر لیا - اور اوسکو مغلوب کرکے تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گہوڑے ہاتہی ضبط کرکے

(۱) دیکھو [illegible]

احمد خان کو اپنے کسب میں گنگا پار بھیجا - اب مرہٹے نکلے طول اطمینان کے ساتھ اس علاقے میں پھرنے لگے - حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجئے - اور چونکہ مرہٹوں کی یہ چڑھائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلئے اونہوں نے بھی شجاع الدولہ کو در پردہ لکھا کہ اس قوم کا استیصال کر دینا چاہیے - بادشاہ کا دل مرہٹوں سے مکدر ہو گیا تھا مگر وہ اونکے ہاتھ سے مجبور تھے اسلئے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ میں بادشاہ کی جانب سے مرہٹوں کا شریک ہونا پڑا - افاغنہ علی محمد خانی کے زیر کر لینے کے بعد اگلی بار مرہٹوں کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزوں کے ملک پر چڑھائی کرنے کا تھا[1] -

شجاع الدولہ کو جس وقت مرہٹوں کی یورش کی خبر پہنچی اوسی وقت اوسنے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی او سکے جواب میں سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لیکر اودھ پہنچا - اور وہاں ہی شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیاں کرتے ہوئے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے - غلام علی آزاد نے یہاں بڑی ڈینگ کی ہی - شجاع الدولہ کے لشکر میں ایک لاکھ پندرہ ہزار دوکانوں کی تعداد درج کی ہے - جب دوکانوں کی تعداد یہ تھی تو لشکر و سپہ کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہوسکا - یہ بزرگوار آنکھیں بند کرکے جو چاہا لکھ گئے ہیں - لطف یہ ہی کہ کم فہم سی کو مان لیتے ہیں -

روہیلکھنڈ میں پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج میں گرفتار ہو گیا - اور مرہٹوں کی فوج مع اپنے توپخانہ کے گنگا پار اوتر آئی - اس فوج کا بڑا افسر سباجی سنت تھا - حافظ رحمت خان ہنوز پیلی بھیت میں تھے - احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے تھے - اونکا منشا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جھگڑے سے اپنی جان بھی بچے - اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے روپیوں کی ادا کرنے میں بھی کوئی محبت ہاتھ لگ جائے[2] لیکن مستجاب خان مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہوگئے تھے اور اودھر مرہٹوں کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے - مرہٹوں کے گنگا پار اوتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی - اور وہ مرہٹوں کی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی - مرہٹوں کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دور دنیاپور[3] کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں مشغول تھے - لیکن انگریزی فوج کے پہنچتے ہی وہ لوگ

---

[1] دیکھو مرات آفتاب نما و تاریخ مظفری ۱۲ [2] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [3] ملیسن نے غوث پور لکھا ہی - مگر اصل دنیاپور مشہور ہے - ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی۔ اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اونکا تعاقب کیا۔ اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علحدہ علحدہ ہو گئی۔ یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مراد آباد کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رگھتی اسدپور کے پاس پہونچکر مرہٹوں کی فوج میں سے ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا۔ اوس کے جواب میں اودہر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہو گئی اور مرہٹوں نے اپنا کیمپ اوٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[1]۔ اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان شجاع الدولہ سے آکر ملے۔ اور بجے پور سی کا نوپ شہر کے مقابل گنگا کے کنارے پہ ٹھہرے[2]۔ عماد السعادت میں لکھا ہی کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونون کے ہاتھی برابر رہتے تھے۔ اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے۔ اور نواب شجاع الدولہ اونکو حافظ جیو کہتے تھے۔ اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو۔ اور شجاع الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین۔ اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کر کے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں روانہ ہوا جو ایک ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی دم تر ہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں تھا[3] اور اوس کے ساتھ بندرہ ہزار سوار تھی۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق ملین کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بدایون کی آخری حد تک کہیں نہ ٹھیرا جسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا۔ اور دوسرے دن سرحد بدایون تک یہ فوج اوس کا پیچھا کر آئی۔ یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا معاہدے کے رو سے روہیلون میں جھگڑا لینے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑہانے کی کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی اوسی کو پورا کرنا پڑا۔ چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑہا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہی۔ اور گلستان رحمت و گل رحمت اور عروس بخش وغیرہ فارسی کی تاریخوں کے خلاف ہے۔ اون میں لکھا ہے کہ مہاجی سیندھیا کا انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور ہلکر کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا۔ مگر ہلکر اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اوس کا تعاقب نہ کر سکی۔ ہلکر کی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مراد آباد کو لوٹ لاتا کر غرہ محرم سنہ ۱۱۸۷ ہجری کو قصبہ اٹار کے گھاٹ سے گنگا کو اوتر گیا۔ جسقدر سپاہ روہیلون کی گھاٹون کی حفاظت کے لئے متعین تھی اوسے خبر تک نہ ہوئی جسکی

---

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [2] دیکھو گل رحمت وغیرہ ۱۲ [3] دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور خود تکو جس کے تعاقب حافظ رحمت خان تھے پھپوند کے قریب گنگا کو عبور کر گیا حافظ رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے ۔ اس کام کو پورا کر کے سنہ ۱۱۸۴ء میں شجاع الدولہ روہلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر اس نیت سے ٹھیر گئے کہ بعض روہلہ سرداروں سے موافقت پیدا کر لیں ۔ احمد خان بخشی نے تکو کو تیس ہزار روپئے دے کر رہائی پائی ۔ احمد خان اپنے لشکر میں پہنچا ۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور شاباش حاصل کر کے نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان دین و ایمان کی قسم لے ساتھ کر کے رخصت ہوا ۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی ۔ شجاع الدولہ فیض آباد میں داخل ہوئے ۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان میں جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت میں لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم میں مرہٹوں کو شکست ہو جانے کے بعد نواب وزیر اودھ میں گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بھیجے ۔ اونہوں نے کانوں پر ہاتھ دھرا کہ میں نے وعدہ واپسی تمسک کا نہیں کیا مجھپر یہ تہمت ہے ۔ کہ شاہ مدن (جنکی معرفت شجاع الدولہ نے مرہٹوں کی چڑھائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لئے بلائے گئے ۔ اونہوں نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے ۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام چلے آئے ۔ اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا ۔ اس وقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوہ اور شکوہ آباد سے مرہٹوں کو نکال رہے تھے ۔ حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر میں دئے ہیں میں لشکر لیکر اونکا بند و بست کرنے جاتا ہوں مجبوری سے مرہٹوں کے ہاتھ میں وہ چلے گئے تھے ۔ اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنوں پر کچھ نہیں ہے میں انکو اوسی طرح اپنے قبضے میں رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹوں سے فتح کر کے اپنے قبضہ میں رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا اونہوں نے جواب لکھا کہ پرگنوں کی بات پھر سوچونگا ۔ اور جواب دونگا ۔ بالفعل چالیس لاکھ روپئے بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہلکھنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا ۔ اور اونہوں نے سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا ۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپنے مرہٹوں کو دیا ہے وہ مجھ سے لیجئے ۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی ۔ بڑے بڑے سردار انکی لڑائیوں میں

مارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واسپی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے صحیح نہین معلوم ہوتا۔ یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہین نہایت داناو خوش خلق تھے ابتدا مین صفدرجنگ کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ اور اونکے ہر ایک مشورے مین شریک ہوتے تھے۔ صفدرجنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم بنگالہ کے پاس چلے گئے وہان بھی عزت کے ساتھ رہی۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر ادھر مین چلے آئے شاہ آباد ضلع ہردوئی مین جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا کر لیا۔ شجاع الدولہ اونکی عزت کرتے تھے۔ پھر فائض پور مین جو لکھنو سے پانچ کوس ہے سکونت اختیار کر لی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت مین اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلونکی دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہین۔ شاہ مدن کے ہان ہرسال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔ ہندوستان کے شہرون سے ہزارون علما۔ طلبا۔ مشایخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب کی آمدورفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہان سے ادا کیے جاتے۔ اور اونکو کھانا دیا جاتا۔ تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیونکو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کئی نقال اس کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے ملنگے اور بیراگی بھی اس مین شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگون کو سوائے خوراک کے بھنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی پیرزادگی کیوجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عمادالسعادت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہو جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹون نے دبا لیا تھا اور پھر پھر دکھن کو چلے گئے تھے تو وہ سب شجاع الدولہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ جب کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپے جو مرہٹونکی بابت آپکے ذمے ہین ادا کیجئے ۔حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مین تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہین ہون۔ دوسرے سردار بھی یہانکے رئیس ہین اول آپ اُن سے طلب کرین۔ میں اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہین کرتے۔ اون روپیون مین سے میرے حصے مین بیس لاکھ روپے ہین تو اس کا تقاضا مجھپر کرنا آپ کو مناسب نہین۔ کیونکہ ملک دوآبہ جو میرا تھا وہ سب آپنے قبضہ کر لیا ہے۔ اور مین خاموش ہون۔ اس قدر ملک اس تھوڑے سے روپے پر گران نہین ہے۔ مین ایک روپیہ بھی نہین دونگا۔ آپ کا جو ارادہ ہو کیجئے مین مقابلے کو حاضر

ہون - تو اُن دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے نقل کرتے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے - وہ فقرے یہ ہین اگر با صلح کیشان ہم رنگ کے حکم اللہ و اگر با ستیزہ و جنگ بسم اللہ - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہوجاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عمدہ برتاؤ نہین کیا تھا - اور چالیس لاکھ روپیہ دینے مین حیلہ و حجت کرتے تھے اسلئے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینۂ دیرینہ تازہ ہوگیا تھا[٥] - انکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہوگیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کردیا تھا - اولو العزمی - ملک گیری بہانہ جوئی - بے مروتی اونکے ضمیر مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے کچھ نوآباد کی مدد نے اونکو روہیلونکی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کررہا تھا - اودھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہوگیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہے جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہے - اور کچھ نہین ہوتا کہ اصل کیا ہے -

(**الف**) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کرکے اونسے دوستی پیدا کرلی - اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھ مدد دینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کرلیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدلدیا یعنی بجاے ١١٨٩ ہجری کے ١١٨٦ ہجری بنا کر اپنا رسوخ اور کمال خیرخواہی جتانے کے لئے مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمھارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ یہ بلا ہمین سے مخصوص ہے - اگر نصارے کا ہاتھ پہونچیگا تو ایک مسلمان متنفس کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے - اسلئے صلاح یہ ہے کہ ہم اور آپ متفق ہوکر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت حاصل ہوجاے تباہ کردین ابھی فتنے کی ابتدا ہے - اگر انکو زور پیدا ہوگیا اور ہندوستان مین اپنا پانون انہون نے جمالیا تو ان کا یہان سے اوکھڑنا مشکل ہوجائیگا اسلئے انکا جلد استیصال کرنا چاہئے اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا آپکی بھی سلامتی کا باعث ہے - لیکن مین روہیلون کو بچار

(١) دیکھو جام جہان نما ١٢

لاکھ روپئے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت مین دوسرون کا قول قابل اعتبار نہین جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہر و نشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بے نظیر ہین لیکن عقلمند نہین اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہین۔ جب تک اونکی مہری تحریر قسم اور ایمان کے ساتھ مؤکد نہوگی اونکی بات کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد برآشفتہ ہوئے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور بیخبری کے پیام بھیجے۔ گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت خجل ہوئے دریاے حیرت مین ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجین کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر مینے حافظ رحمت خان کو اوس وقت مین لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے درمیان مین صلح نہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اوس کا مضائقہ نہین یہ پرانا خط تاریخ مدلکر دشمنون نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجدیا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے چچازاد بھائی کا اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی سنہ ... ہجری مین فوت ہوچکے ہین۔ اور اس خط مین سنہ ... ہجری قوم ہے اگر یہ خط دوندیخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو جس نے یہ خط پیش کیا ہے اوس کا قول درست ہے اور اگر دوندیخان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سواے اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے جو امرا اور وزرا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہوگیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب العلوم اور قیصر التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہوگئی مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلئے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ تھا کہ فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑئے۔ جب فوج قریب ترتیب پہنچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے سہو یا انتہا کی خیرخواہی کی وجہہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خط اپنے خریطے مین ملفوف کرکے گورنر جنرل کے بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضیا حافظ رحمت خان کی نیت فاسد سی ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لیے دکھلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہے کہ جبکہ سی اور سلطنت انگلشیہ سے مصالحہ ہنوا تھا۔ اور ملک سر برلڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی۔ گورنر جنرل اصل کار کو سمجھ تو گئے۔ مگر ثابت نہ کرسکے۔

(ح) اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چیمپین عنایت خان کی تعزیت کے لیے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران انگریزی کو گانٹھ لیا ہی۔ مناسب وقت یہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہمہمان ہمارے شریک ہوتے مین اونکے ساتھ یہ دغا بازی فتوت کے خلاف ہی۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو ظاہرا اون سے جنگ کرنا چاہیئے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی۔ یہ منصوبہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لیے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی خان محمد خان اور عبداللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھ روپیے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اوسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر تاملیت و لعل کیا کہ خان محمد خان نے دوتین بول شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور دینے تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑکر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام پر تھی جنرل چیمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چیمپین اودھ کو واپس روانہ ہوئے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکہائی - شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی مینے لکھی تھی لیکن اوسوقت
مین لکھی تھی جب مجھسے اور انگریزون سے یکسر لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - حافظ رحمت خان نے تبدیل
تاریخ کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لئے اب بھیجی ہے -

(د) مولوی سید ولی اللہ فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو بعض خطوط
شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ حضرت حافظ صاحب نے منیر الدولہ کے ذریعہ سے انگریزون
کو بھیجا دئے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزون مین مخالفت پیدا ہوجاوے - انگریزون کو شجاع الدولہ کی طرف سے
کدورت پیدا ہوئی - اسمعیل الدولہ نے یہ کہکر کہ شجاع الدولہ اپنی فوج کو بڑہا رہے ہین اور اوسکی قواعد و پریڈ
اور ہتہیار وغیرہ کی درستی کر رہے ہین اس کدورت کو اور زیادہ کر دیا انگریز بنگالہ سے بنارس مین اس امر کی تحقیقات
کے لئے آئے - شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت اونکے دل صاف کر دئے اور ظاہر کیا کہ یہ خطوط بکسر
کی لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے - اور یہ صرف بطور حیلہ سرکار کمپنی کے دشمنون کی سرکوبی
کے لئے تیار کی گئی ہو

فرح بخش مین لکھا ہے کہ جب گورنر ہسٹنگز بنارس مین اس واقعہ کی تحقیقات کو آیا تو شجاع الدولہ اوسکے
ارادہ سے مطلع ہوکر اپنی عورتون اور بچون کے ساتھ جریدہ روانہ ہوگئے - اور تیس لاکہ روپئے ساتھ
لیتے گئے - وہ روپئے گورنر کی تواضع کئے اور صفائی کر لی - بہرصورت اس خط کی تحقیقات کا واقعہ
بنارس کے اندر ستمبر ۱۷۷۳ء مین ہوا - کیونکہ اس زمانے مین ہسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس
مین ملاقات ہوئی تھی - ایک بڑا معاملہ اوس ملاقات مین گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوا کہ
کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جنکو زبردستی بادشاہ سے مرہٹون نے اپنے نام لکھا لیا تھا - اور
ناظم شاہی نے مرہٹون سے اونہین بچانے کے لئے انگریزون کے سپرد کر دیا تھا - وہ اضلاع فروخت
کئے گئے - سرکار کمپنی کا مدت سے ارادہ تھا کہ ان اضلاع کو اپنی حفاظت مین نہ رکہے کیونکہ وہ اوسکی
حکومت سے بہت دور ہے - اور گورنمنٹ کا خرچ بہت پڑتا تھا - پانچ برس مین دو کروڑ روپئے مین
خرچ ہوگیا تھا - اور آمدنی اسقدر نہ تھی اسلئے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹون کے ہاتھ مین
اونکا دینا تو اندیشہ اور خوف سے خالی نہین - بادشاہ مین خود یہ قابلیت نہین کہ اونکو اپنے پاس
رکھہ سکین - اسلئے وزیر کو دینا مناسب ہے - منشی ذکاء اللہ لکھتے ہین کہ اسوقت اس بات پر خیال نہین
کیا کہ بادشاہ نہ اوسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تہا جب اوسکو یہ اضلاع دئے گئے
تہے - اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے - مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دئے جاتے تہے وہ نامرد

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزونکی دستگیری کے حکومت کر سکتا - کیونکہ گورنر خود لکہتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کر سکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ ناک کرتا مگر یہان ہم بہول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو یہ منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے روپیہ پیدا کیجئے اس لیئے اوس نے ان اضلاع کو بھی اپنی ٹکسال مین ڈالکر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکہ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکہ روپئے نقد لیئے گئے - باقی دو برس کے وعدے پر - پندرہ لاکہ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اونکے اضلاع مین بالکل شامل ہو جاین اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تہا جس مین چند برس ہوئے کہ سب دیکہ چکے تھے کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغابازی و بے ایمانی کر کے مار ڈالا تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکہ روپئے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بہی موقوف کر دیئے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اونکی مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچ دو لاکہ دس ہزار روپیہ سکہ رایج الوقت ماہوار ہوگا - اور ہر برگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورونکی - چہہ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد ضلع بہار مین آئے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بھی اوسی طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۱۴ - اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بہیجی کہ وزیر کو عناد دلی روہیلون سے تہی وہی میری ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اونکی امداد کر کے روہیلون کے ملک پر قبضہ کرادین - گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بھرلی - بلکہ شجاع الدولہ کو اونکا اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلون کے ستیاناس ملانے والے تھے اور انگریز ان کے وہ حضرت پیر و مرشد تہی جو وہ کہتے تھے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تہا - گو بہی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا - اور کوئی انسے بگاڑکی بات نہین کی - مگر حضرت بر لے مصلحت سب کچہ جائز ہے - ادہر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی پر چٹھی آئی کہ روپیہ بھیجو روپیہ بھیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کروادے یہان فوج کی تنخواہ کا بہ جز ہنا فصلون کا کمتا ہوناکاشتکارون کا بھاگنا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کروڑ روپیہ کا قرض پھر اوس کا سود بر سود چڑہنا یہ کیا آفتین تھین۔ یہ وقت بہت نازک تھا۔ اس لئے آپس مین معاہدہ ہو گیا کہ چالیس لاکہہ روپئے نواب وزیر نقد دین اور سپاہ جب تک اون کے کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکھتا ہے کہ اس معاہدہ سے ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہو جائیگا اور چالیس لاکہہ روپیہ سے خزانہ معمور ہوگا۔ اور وزیر کے ہمسایہ بد سے نجات ہوگی۔ اور اون کا ملک محفوظ ہو جائے گا۔ انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تہا مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لیے جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضے نہو بڑے حیف کی بات ہی۔ اور ایسی ہی کامون کے کرانے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔ عدالت اور ضرورت جو اپنے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب و ضعیف و کمزور ہین عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ و حوالہ تبلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت کرنے اور مرہٹون کے نکالنے پر موعود تہا جبکہ مرہٹون کی یورش کا برابر کہٹکا لگا ہوا تہا۔ اور روہیلون کو اونکی طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہوا تہا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو کبھی ذرا اونکے دفع کرنے مین اونگلی بھی نہ ہلاتا۔ وزیر ابھی زر موعود کس منہ سے مانگتے تھے کہین یہی انصاف ہے۔ روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے درپے ہو کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونکو بھسم کرتی اپنے پیر مین آپ کیون کلہاڑی مارتے پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اونہون نے مرہٹون کی امداد کی تھی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اونسے لڑنے کے لئے آمادہ رکہتے تھے۔ مگر کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اونہون نے کہا اب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت ہوتے ہین کچھ دیکہ اونکی آتش غضب کو دہیما کر دیا۔ حق یہ ہے کہ روہیلے مرہٹون کی مدد کرتے پر ہی مرہٹے روہیلون کے ملک کو تاخت و تاراج کرتی تھی۔ اگر یہ دشمنی جاتے تو وزیر اور اونکی ملک کی خیر تہی مرہٹے اون کے ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گہر کے چولہے مین آگ اور گہڑے مین پانی تک نہ چہوڑتے وزیر نے اگر

جیسے یہ چیزے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت اوپر یہ غرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا
تو عقلا بہی نامناسب تہا گورنر جو لکھا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بے اعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیے اوس کا ملک بمنزلہ سرکار
کمپنی کی گردنپر ملک کی حفاظت کا بوجھ رکھتا ہی۔ بنارس سے گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو
اپنی طرف سے اوس کے لیے اکساتے رہے۔ ہیسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتھ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلی تہا اوسکی کونسل مین پہلے
یہ لوگ ممبر مقرر ہوتے تہے فرنسس جو بعد اسکے سر فلپ فرنسس ہوا اور کرنیل مونسن
اور جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے مین آکر ہیسٹنگز صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا جس کے بڑے
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے۔ اب تک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی ریاستون سے جو خط کتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تھا اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بھی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاستہاے غیر سے جو سول گورمنٹ
کا افسر ہو وہ خط وکتابت کیا کرے۔ اونہون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجھہ مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق راے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط وکتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جن مین تحریرات سے جہگڑا پڑجاتا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکی ساتھ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجھے ہی اختیار دیا جاے اور مین ہی اوس سے خط وکتابت کیا کرون اور
اوسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے مسمی مڈلٹن
کو کچھہ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی
خفیہ خط وکتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچھ عرصے کے کونسل کے ممبر یعنی فرنسس
اس بات پر کہ تمام تحریرات معاملات اودہ کی ہیسٹنگز صاحب نے اوسکو ندکھائین افروختہ خاطر ہوکر
ہیسٹنگز سے سخت دشمنی کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور
کلیورنگ بھی اسی کا دم بھرنے لگے۔ اسلیے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارول جنہے
ہند مین مدت تک کام کیا تہا ہیسٹنگز کا طرفدار رہتا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکھہ بھیجا کہ تم ہم سے

ساری خط وکتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو اودھ ہی واپس بلالین۔ اسپر سینگرز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین گورمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہو جاے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنرجنرل ہی کو سارا اختیار ہے اوسکو ساقط الاختیار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لیئے اونکی راے کو غلبہ کرتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا۔ سینگرز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآب پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کرلینا

بنارس مین سینگرز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اسوقت مین ایسی سخت بارش ہو رہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تھا۔ تھوڑی ہی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھوا کر اوس کو عبور کیا۔ اور دوآبے کیطرف کوچ کیا۔ اور محالات جیکہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے انشاے فیض بخش مولفہ محمد فیض ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے۔ جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ لیکر ۲۔ رمضان ۱۱۸۷ ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا۔ اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا۔ نواب کا گذر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا۔ نواب نے چارون کی گردن اوڑوادی۔ کیونکہ نواب نے حکم دی رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستاے۔ اسی مقام مین سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین آذوقہ کا سامان جمع کرکے جنگ کیلیئے مستعد ہین نواب کے حکم سے

مرتضے خان اور محمد لشکر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ وفوج لیجاکر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھہ توپین چڑہاکر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہوگئی اور اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹۔ رمضان کو اونہون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت پنڈت مرہٹون کا افسر اون قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرکے قلعہ خالی کردیا نواب نے بہیں عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلا گیا میر سید علی داروغہ بلیچی کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کرکے وہان مقیم ہوجاؤ تاکہ مرہٹون کی کوئی فوج ادہر سے عبور کرکے قلعہ کیطرف مدد کے لئے نہ آسکے اور نہ ادہر سے رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چار سو سوار اور باربرداری اور اونکے ساتھ ادہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر باڑہ پر رکھ لیا بہت سی آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتہیار ڈالدئے میر مذکور نے اونکو مارا نہ کیا۔ بلکہ اوسی جماعت نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلواکر چہوڑدیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۴۔ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوے اور یہانپر فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب عالی کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے۔ نواب وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوے کو فتح کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اوس کے متصل ٹہیر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تہی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی تعزیت کے لئے فرخ آباد کو بہیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کرلیا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ع مین یہ نواب بنگش اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئی اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑہی چار لاکہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد میں ہی ایک جز اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فتح گڈہ مین مقیم تہی[۱]۔ آرون صاحب تاریخ فرخ آباد سے

---

[۱] دیکہو فرخ بخش وگیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدارالمہام اٹاوہ فتح کرنے مین بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تھا
نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اوسکی ساتھ تعظیم و تکریم
سے پیش آئے اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑہ مین کوڑیا گنج و سہر دو گنج تک روانہ
ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے
انجام دئے گئے۔ ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا۔ فی الحقیقت اس
لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[1]
وترو او ٹھٹھیا اور سکت پور[2] اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ ملک کا
کہ اسطرح سے اودہ مین شامل کیا گیا تہا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکہن شامل ہو گیا
ماسواے چھبرامئو[3] و سکراوہ[4] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنون مین
شامل ہین۔ بعد تہوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور
شخص تہا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تہا کہ اوس نے اپنے
ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے چھین لین
راجہ ترو ا اور ٹھٹھیا اور چودہری کشن گڈہ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا
کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تہا وہان کوئی متعلق اوس قسم کا
اوسا اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہوسنے دیا۔ ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعتون
کی حالتو مینن پیدا ہوا۔ اس مین شبہہ نہین کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والون کی
بہ نسبت دکہن کے کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا۔
عمادالسعادت مین لکہا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا۔
تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکہا کہ تمپر کیا مصیبت
آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگئے اور پٹہانون کا نام
ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی۔ اگر
تم فرخ آباد سے نہ نکلتے۔ اور اپنی جگہہ پر بیٹھے رہتے تو

[1] تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین تعلقہ ٹھٹھیا وترو ا شامل تھا ۱۲ [2] تحصیل
ترو ا ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [3] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [4] تحصیل ترو ا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھہ تمہارا کچھہ بھی نہ کرسکتے اگر وہ فرخ آباد کا قصد کرتے تو ایک لاکھہ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے ۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھہ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوتے ۔ افسوس تمنے اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگون کو بے آبرو کردیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اسے دیکھکر بہت آزردہ ہوئے ۔ فرخ بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھہ لیکر ملدہ اور کوڑیا گنج کے نواح مین پہنچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و چرب باتین لکھکر اپنے ساتھہ اپنے پاس بلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم وحشم کے ساتھہ نواب شجاع الدولہ کے متبع ہوگئے ۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال مین نہ لاتے تھے ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہتے انہون نے عزت و حمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپون کا نام ڈبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون مین داخل ہوگئے درجہ امارت و حکومت کو ہاتھہ سے کھودیا ۔

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھہ چالبازی

سنہ ۱۱ ہجری مین نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھہ جاٹ والی بھرت پور کے ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگادیا نول سنگھہ ڈیگ مین جا کر بند ہوا قلعہ اکبرآباد پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بہر حال ریاست کیطرف سے دان شاہ وہان نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپون سے آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھہ سے نول سنگھہ کی ہزیمت کی خبر سنکر یہ خیال کیا کہ اگر وہ بھی نجف خان ضرور فتح کرلیگا ۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کیطرف سے بیحد کدورت تھی اسلیئے علیم خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کیا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹون کا پیشکش قبول فرمایا جائے اور اون پر غصہ موقوف ہو جائے ۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھہ کی بڑی آرزو ہے ۔ بادشاہ نے اس موقع پر بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقارالدولہ سے مجدالدولہ بھی رنجیدہ تھا اوس نے نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے ملک آن طرف جمنا کو نواب ضابطہ خان کے سپرد کرادیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقارالدولہ کی کساد بازاری کی فکر کرنے لگے۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا اوس نہ چلا تو انہاے ریاکاری سے دلی دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا۔ اور ذوالفقارالدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا اور اوس سے ملاقات کرکے جبولیر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور بسنت علی خان کو ہمراہ کرکے مقام[۵] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بھیجا اور اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقارالدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے کیون اتفاق کیا[۵] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئی گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ نواب نجیب الدولہ کے مرنے کے بعد سارے روہیلون مین کوئی شخص حافظ رحمت خانکی برابر بعزت اور دانشمند نہ مانا جاتا تھا۔ مگر اسوقت وہ خود مخمصون مین مبتلا ہو رہے تھے سیرالمتاخرین کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس لئے روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا۔ اور اسقدر محبت و اخلاص نواب سعد اللہ خان اور عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تھا بالکل فراموش کردیا۔ عنایت خان پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تھا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو جنگ پیش تھی۔ یہ سب احسانات اونہون نے بالاے طاق رکھدئے۔ اور مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر کو تیس لاکھہ روپئے رشوت مین دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرم ناسا اور حدود صوبہ اودہ و الہ آباد سے تھے آگے کو قدم رکھے اور بے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے کے لئے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگاوے۔ اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا ملک فتح کرے۔ اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے ۔۔۔

۵ دیکھو انشاے فیض بخش ۱۲ ۵ دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملون سے اوس ملک کو محفوظ رکھے اور اگر کوئی انگریزون کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزونکی شرکت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھہ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سدراہ اور غنیمہ ہے جو کوئی اوسکا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزونکی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑھائی حافظ رحمت خان کی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلونکو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹونکی چڑہائی کے وقت پایا تھا تو اون چالیس لاکھہ روپیون سے پورا کرنے کے واسطے جو بموجب عہدنامہ کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۸ ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون کے ملک پر چڑہائی کرین تو ... کئی لاکھہ روپئے ایلچ خان کی معرفت نذر کریگا۔ اور خالصے کے علاقے پٹھانون کے ہاتھ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھہ لانا چاہئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکالدینے کے واسطے مجھہ سے کمک چاہی تھی اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی مین کج معاملگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے کھڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوس کی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو پتا لگی کہ سلئے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتھہ روانہ ہونے کا حکم دیا عالم نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان بن دوندیخان نے بھی اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بدایون کا حصہ ان لوگون کے قبضہ مین تھا ملکہ انتی بادگار ہے

ثابت ہی کہ روہیلونکی نسبت اس خانہ برانداز سازش مین نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے - مگر اون پر محض افترا ہے -

۸ - نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلونکے استیصال کے واسطے وعدہ امداد اوسکا کیا گیا ہے اوسکا ایفا ہو اسکا ایک درخواست ہے گورنر چکرا اٹھے - ابتک کونسل کو کچھ خبر نہ تھی - غرض بہت تکرار اور مباحثہ کے بعد یہ بات ٹھیری کہ سپاہ کمک کے لئے بھیجی جاے اور شرائط سپاہ بھیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھیری ہیں اوسوقت گورنر اپنی مفرت کو دکہا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیون کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ آف ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق میں نہایت فائدہ مند ہیں - اور وزیر کا ایک بار گزرا ہے اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو مجبور کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ پہنسنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اعلے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے - اگرچہ لندن میں کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی ایذا کو سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی - مگر بعد سوچ بچار کے آخرکار اوس عہدنامہ کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا - اور یہی وجہ ہے کہ جب ہسٹنگز کے گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونے کے بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلاے عام) میں ۴ - اپریل ۱۷۸۶ء کو اونپر اس واقعہ کے متعلق سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا - تو ۲ - جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لیا تھا -

اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین برگیڈ میں سے جو دوسرا برگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا - اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے - کرنل چمپین جو کمانڈر انچیف تھا جب سامان لڑائی کا انتظام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا - ۲۴ - فروری کو شجاع الدولہ کے ملک میں پہنچا - شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اوسکی سرحد پر واقع تھا - انگریزی فوج سے ملے - اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑہائی کرنے کا فرخ آباد کی طرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑہانے کا حکم دیا اور رام گھات پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی - اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دہمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی - حافظ صاحب اس کاروائی سے آگاہ

ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے - مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں احمد خاں و محمد خاں وغیرہ پسران بخشی سردار خاں اور احمد خاں و اعظم خاں وغیرہ ابنائے فتح خاں خانساماں نے حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاو کر رکھا تھا - اونکو خیال میں نہیں لاتے تھے اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا - ۱۱۸۸ہجری کے آخر سال میں شجاع الدولہ کی طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے - اور اونکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک اونکے دلوں میں نشو ونما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بدظن ہو گئے - اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا - چنانچہ محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھا کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک ہو گیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاوے گا - شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں - وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کر دی اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا - اور خود وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا - اسیطرح محتشم خاں نے جو ایک نامی اور معزز رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالہ کی تنخواہ علحدہ دیتے تھے - اور چند گانوں جاگیر میں دے رکھے تھے - شجاع الدولہ سے خفیہ سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی - جب شجاع الدولہ نے ہنڈی بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا - حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے -

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا ہے - اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے اا محرم ۱۱۸۸ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے - اور آنولے میں پہنچکر یہاں لڑائی کا جھنڈا کھڑا کیا - اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوئے - کچھ راجپوت چھوٹے چھوٹے جاگیردار اور میاں دو آب یعنی فرخ آباد کے بنگش پٹھان شریک ہوئے - نواب فیض اللہ خاں والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے پاس چلے تھے - اور اون کے بھائی محمد یار خاں اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی دو دو

ہزار آدمیونکی جمعیت سے پہنچ گئے۔ مفتی کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان پسر فتح خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر مین شامل ہوگئے۔ مگر یہ دونون باطنا یہی چاہتے تھے کہ حافظ صاحب مارے جائین کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے بیدل کر رکھا تہا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ غرضکہ تھوڑی عرصے سے روہیلکھنڈ مین فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پھیل گیا تہا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کیطرف مصروف تہا۔ اور دوسرے کی خرابی سمجھنے غیروں کو کہا کرتا تہا۔ محب اللہ خان ابناے دوندیخان اس لڑائی مین اول سے شریک نہوتے۔ کیونکہ انکو جسقدر حافظ رحمت خان کی مدد کرنے کا خیال تہا اوسی قدر شجاع الدولہ کے معاہدے کا پاس تہا یہ دونون سردار نواب شجاع الدولہ کی چکنی چپڑی تحریرون اور علام محمد کی چرب زبانی پر کہ قرآن مجید لاکر عہد و پیمان کیا تہا حافظ صاحب سے باطنا منحرف تہے اسکے علاوہ انکے پاس سامان درست تہا نہ روپیہ تہا سپاہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گریبان گیر تہی اسلیئے ان دونون بہائیون نے روپیہ ہونے کا عذر پیش کر کے حافظ جی سے مجبوری ظاہر کی اور کچھ بہیجا اسیطرح وہ لوگ جو شجاعت اور استقلال رکھتے تھے سامان سفر کی تیاری کا بہانہ کر کے اپنے مقاموں سے نہ نکلے۔ مگر فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے پٹھان نوکر بے نوکر تنگ قوتی کی وجہ سے جوق جوق آکر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہوگئی تو منافق بھی اپنے بیگانوں کی طعن و تشنیع کی وجہ سے تہوڑی تہوڑی جمعیت کے ساتھ آنے لگے۔

جسوقت حافظ رحمت خان آنولے مین اپنے سامان جنگ کی درستی مین مصروف تہے اوسوقت شجاع الدولہ کو کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے مین یعنی رام گہاٹ پر گنگا کے پل کی تیاری مناسب نہین اپنے ہی علاقے مین پل تیار کر کے سیدھی اپنی ملک سے روہیلکھنڈ مین داخل ہوجائیں اسلیئے کہ سیدھی اچھی طرح اپنی ملک سے پہنچ سکنے کی اسباب بر راہ قائم ہو کر شجاع الدولہ نے گہاٹ نانامئو پر پل تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتھ جس کا افسر کرنیل چمپین تہا روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش بھی ایک ایک ہزار سپاہ کے ساتھ شجاع الدولہ کی شرکت مین تہے شجاع الدولہ نے کوچ کر کے پیاکنی راناکو

دیکھو تاریخ فرخ آباد موٴلفہ ولی اللہ و سیر المتاخرین و غرح بخش و اخبار و تذکرہ حکومتہ المسلمین وغیرہ

جو حافظ الملک سے منحرف کردیا شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کرتے
ایک تحریر روپیونکی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اودہ بھیجی گئی اونہون نے اس تحریر کو دیکھکر
اپنی فوج کے ساتھ مخالف کی جانب بڑہنا شروع کیا اور کچہارا کے گہاٹ رام گنگا کو عبور کرکے
فریدپور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کی فاصلے پر ہی شجاع الدولہ کی فوج
روہیلکھنڈ مین داخل ہوکر شاہجہانپور کے قریب پہنچی۔ عبداللہ خان نبیرہ نواب بہادر خان
رئیس شاہجہانپور حافظ صاحب کیطرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تہا یہ شخص حافظ صاحب
سے علاوہ دوستی رکہنے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بہی تہا جب اوس نے یہ حال
سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہین تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا
شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحتاً خلعت عنایت کیا اور ساتہ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
پر مقام کیا۔ سنا جاتا ہی کہ شاہجہانپور کے پٹہانونکی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے
لکہنو والون سے بہت زیادہ تہا۔ علاقہ اودہ اور روہیلکھنڈ کے خاص دہورے پر ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ جہگڑے اور ساجہے مین رہاکرتا تہا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ
کی دست برد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹہہ یعنی شمالی اور مشرقی
حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا قبضہ نہ تہا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹہانون کے
تصرف مین تہا۔

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہجہانپور پہنچنے کی خبر سنکر جو بیس ہزار سوار اور چار ہزار بان انداز
اور ساٹہہ توپون کے ساتہہ فریدپور سے روانہ ہوئے اور بہگل ندی کو عبور کرکے میران پور کٹرہ کے
مقام پر آئے یہان آبادی کے قریب انہون نے باغونمین فوج کا حصار بناکر قیام کیا حافظ رحمت خان
کی طرف سے حملہ کرنا تاخیر ہوتی تہی وہ اونکے واسطے مفید تہی کہ اونکی جماعت روزبروز بڑہتی جاتی
تہی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تہی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تہا۔ آخرکار انگریزی فوج اور شجاع
الدولہ کی فوج ٹہہر ضلع شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑہی کہ روہیلون کو جلدی لڑائی
مین مشغول کرے اور بریلی کے قریب میدان مین ٹہہری۔ اس پیشقدمی سے روہیلون پر ظاہر کیا کہ
مخالف کا ارادہ بریلی پہنچکر قابض ہونیکا ہی جہان پر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود ہین اسواسطے حافظ رحمت خان

۱؎ دیکہو روہیلکھنڈ گزیٹیر۔ ۱۲

اس فوجکو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑکر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار بڑہتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جو کسی قدر اس کے قابل جگہہ تھی تو کرنیل چمپین صاحب جنہوں نے وہ تدبیر بتائی تھی۔ اور نقشہ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزیٹیر کے حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۲۰ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر ہے نوکر شامل ہیں اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور سیرالمتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے دونوں نے لکھا ہے کہ اونکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب ملکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار آتے لے اور ٹانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ سے بگاڑنا اچھا نہیں ہے۔ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آتے ہیں انسے صلح کرلینا چاہئے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیں اون سے بات چیت کرلونگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا پھر سب سے سہولت کے ساتھ حصہ رسدی وصول کرلیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا۔ مگر اس کے خلاف سیرالمتاخرین میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدت گذر چکی اور اب تک آپنے وہ روپیہ ادا نہ کئے۔ اب مناسب یہی ہے کہ وہ روپئے جلد پہنچاتے۔ ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا چاہئے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دور اندیش تھے فتح اللہ خان وغیرہ اولاد و بیٹے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں ہمارا ملک چھین لیں۔ اونکی اور اونکے مددگاروں کی جنگ سے عہدہ برا ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہے کہ اس ملا کو روپیہ دیکر ٹالدیں کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہیں کے ہاتھ میں ہے
ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے
دربردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہیں
البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو مجھسے بھی کینہ قایم ہوگا اس بنا پر کے پہنچنے
سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے ۔ اور ان احمقوں نے اون روپیوں کے دینے میں جنکے ضامن
اونکے اور دوسروں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوئے تھے پہلو تہی کی[1] اور لڑائی کرنے
کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے غرور شجاعت
کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے ۔ اور حافظ صاحب
کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے ۔ اور اون سے شرکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے
بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے ۔ میدان جنگ میں آبرو سے
مرجانا رہی بھاگتے نظر آوگے۔ انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملادیگی
چونکہ ان روہیلوں کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر ۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا پر
ہوئے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا ۔ اونکی اجل کا وقت آچکا تھا ۔ اونکی عقلوں پر بیوقوفی کے
پردے پڑ گئے تھے ۔ اسلئے اون مستحقین غضب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت
پر التفات نہ کیا ۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی ۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے
وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار لڑائی کے ارادے
سے اوتارا تو بہادر سنگھ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر
شجاع الدولہ کو دیدیجئے ۔ اور کرنل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے بھیجن واپس
کیجئے ۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے ۔ میں قرض نہیں لیتا ۔ مجھے پھر ایسی عزت
کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملیگی ۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے
لئے تیار ہوئے ۔ یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم
کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ
صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرا دیجئے ۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اوسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

[1] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے ۔

چالیس لاکھ روپیون نے بیچے دیدئے اور اونھون نے دو کروڑ روپئے لئے غرضکہ میدان
کارزار مین حافظ صاحب ۹ - اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ ہجری کو لڑائی کے لیے سوار ہوئے مگر شجاع
الدولہ کی طرف سے مقابلہ ہوا - ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کر کے
توپخانے کو بڑھا کر لاہی کہیڑے[۱] کے نشیب مین دریاے بیگل کے کنارے پر جما دیا - حافظ صاحب کو
اونکی مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لیے
کل کا دن مقرر کیا ہے[۲] ۱۱ - صفر ۱۱۸۸ ہجری مطابق ۲۳ - اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے
وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی
شجاع الدولہ نے لیسنت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے
ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کر کے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین
شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا - اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز
کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ
بندوقچی کے ساتھ جن کو نجیب کہتے تھے بھاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر
بھیجا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو پائیسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی
فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ
سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹھہرے - فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب
کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار ہوا تھا - حافظ

---

[۱] جام جہان نما مین لکھا ہے کہ مقام لاہی کہیڑے مین دریاے بگل کے کنارے فریدپور کے
متصل میدان کرک مین جنگ ہوئی تھی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کٹرہ کمالزئی خان اور
فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیڑے
کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تھا - کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی و شمالی
مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھ میل اور شاہجہانپور سے اٹھارہ میل
کے فاصلہ پر آباد ہے - آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے - اور روہیلکھنڈ ریلوے
کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہے - ۱۲

[۲] دیکھو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل ڈر گیا بس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین معروف تھے کہ انگریزی لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی - حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے تھے کہ ہرکارے خبر لائے کہ انگریزون نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لئے کھڑے ہوئے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے مین آئے - اور اون سے مشورہ کیا - حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ بیٹا اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نکرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا پہلو بھیت مین وہانسے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمہارے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اُسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلونکا لشکر پورے طور پر درست ہونے اور سنبھلنے بلکہ جمع بھی ہونے نہ پایا تھا نہ تک کہ نقارہ بجانے کا اور عہدہ دارون کو تیاری کا حکم بھی عام طور پر نہ دیا گیا - سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گھاس چارے کی فکر مین اور بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے - آج بڑی غفلت روہیلونکے لشکر مین رہی دشمن لڑائی کو سر پر موجود ہے اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے - پھر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان ابن شیخ کبیر - غنیم کا مقابلہ بھی ہو گیا جو بقول مولف گیان پرکاش حافظ رحمت خان کے لشکر کے ہراول مین تھے - گل رحمت مین لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین پہنچکر مستقیم خان کے غول مین کھڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانون کے ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تھا - سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے ساتھ جانب جب سے انگریزی فوج پر حملہ کیا - اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے - مگر بہت سے سپاہی توپ کی زد سے نکلکر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہنچے اور کچھ اون کے صدمے سے ہلاک ہوئے - مگر پھر بھی کسیقدر دل سے انگریزی لشکر مین گھس گئے - اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا - مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب نہوئے - اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے - اور دشمن کے غول مین گھس گئے - اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ گانون چھین لیا - جس کی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے -

اورحو ڈاوسکی آڑ پکڑکر بندوق دہان سے لڑنے لگے۔ منتخب الاخبار میں لکہا ہے کہ نواب فیض اللہ خان اور مستقیم خان بسبب علی خان کی نوجسے لڑنے لگے ۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوجکے مقابلے میں نمودار ہوئی تو اوسکے توپخانے نے بڑی تیزی کے ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ ناگاہ احمد خان پسر سردار خان بخشی جو شجاع الدولہ سے ملا ہوا تہا بغیر لڑے بھڑے بہاگنے کا غلغلہ لشکر میں ڈالکر بہاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے پاؤں میدان جنگ سے اوکہڑنے لگے ۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی پٹہان جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش بہاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحبکے ساتھ بہت تہوڑی فوج رہگئی جبکہ مخالف نے یہ حال دیکہا تو اونے تین طرفسے زور دیا ایکطرف مستقیم خاں پر دوسری جانب نواب فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولوں کی خوب بارش ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بہاگنے لگی ۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے کمک طلب کی ۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوجکے معتدبہ سپاہ ساتھ تھی اوسی طرف اوسیطرف توجہ کی کچھ دور چلے تھے کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے ۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوجکے مقابلے کو لوٹے ۔ سواروں کے کئی دہاوے انگریزی فوجکی جانب سے ہوئے ۔ مگر کوئی نتیجے کی بات پیدا نہوئی ۔ عماد السعادت کا مولف کہتاہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تہے ۔ اونکی غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی ۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوجیں کو شکست دے کر سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤں اونکو اپنی فتح اور بہادری کا ایسا گھمنڈ تہا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سرداروں پر تقسیم کر دئے تہے ۔ اور کہدیا تہا کہ جو جس محلے میں داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لئے معاف ہیں ۔ کرنیل چمپین بھی حافظ رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتاہے ۔ اور لکھتاہے کوئی چالیس ہزار اونکی سپاہ ہوگی وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہمسے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر میں گہس آئے اور اپنے جہنڈے گاڑ دیتے تاکہ اوروں کو حوصلہ آگے بڑہنے کا ہو بار بار ہماری توپوں کے چھیننے کا قصد کیا ۔ مگر ہماری توپوں نے اونکو بڑہنے نہ دیا جب پاس آئے اونکو اوڑا دیا ۔ اونکی بہادری کا بیان ناممکن ہے ۔ اونہوں نے سب طرحسے اپنا فن سپاہگری دکہایا غرض دو گہنٹے اور بیس منٹ تک آدمیوں پر توپوں سے خوب آگ برسی ۔ اور کچھ او ر منٹ بندوقوں کی گولیوں کے اولے خوب پڑے سپاہی اور گہوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرچوں کی طرح اوڑتے تہے دو ہزار روہیلے اور بہت سے سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے رہبرو ہوئے ۔ مستقیم خاں کے فرار ہونیکے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گہوڑی کو آگے
بڑہاکر انگریزی فوجکے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑہے انگریزوں نے دوربین سے سورج مکہی
کو اونکے سر پر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلبہ کے محاذی ع۴ لگکر کہاکر فاصلے پر گر پڑا تنقیح
الاخبار کا مولف لکہتا ہی کہ راجہ ہلاسراے پسر راجہ مان راے جو اوسجگہ موجود تہا - کہتا تہا کہ
گولہ حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تہا جسکا ایک نیلگون داغ اونکی جلد پر پڑ گیا تہا۔
مبصر التواریخ میں لکہا ہے - عجیب بات یہ ہی جسے سب نے اپنی آنکہہ سے دیکہا کہ اوسوقت حافظ صاحب
جامہ ہندوستانی قدیم پر تین قرآن شریف پہنے ہوے تھے - وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا
چھاتی میں ایک سیاہ دہبہ گولے کی دہمک کا لگ گیا تہا - جس کے صدمے سے حافظ صاحب
گہوڑے سے گر پڑے - پگڑی سر سے اوتر گئی - خدمتگاروں نے اوٹھا کر سر پر رکہی اور منہ
میں پانی ڈالا - ایک دو مرتبہ ہونٹھ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکلگئی
احمد خان پسر فتح خان اپنی فوجکو لئے ہوے علحدہ کہڑا تہا - یہ حال دیکھکر فرار ہوگیا - حافظ
صاحب کے بیٹے یعنی محبت خاں اور حافظ محمد یار خان اور محمد دیدار خان اور الہ یار خان
اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بہاگنے لگے تو یہ بھی
میدان سے بہاگ نکلے اور پیلی بہیت کیطرف چلے گئے - نواب فیض اللہ خان اسوقت تک
اوس گانون کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے - حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر
دو تین رستمانہ حملے خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے دیرونکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں
پہنچکر فوجکو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے - دیرونمیں پہونچی
تو وہاں نکل ٹوٹے کہسے پڑے تہے - بازار لشکر کا نام و نشان بھی باقی نہتا - افسوس کیا اور خود بھی
اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے - محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تہا وہ ایک حملہ کرکے
یہ بھی بہاگ نکلا - اسیطرح دوسرے افسر جو ایک لڑائی میں مصروف تہے یہ خبریں سنکر
بہاگنے لگے - انگریزونکی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے
بہت سے گولے مارے - نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتھی سی اوترکر سجدہ شکر
ادا کیا - اور سواروں کو لوٹنے کے لئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بہیجا - سلطان خاں برادر

مرتضی خان بڑیچ حافظ رحمت خان کا سرکاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت
کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اونہون نے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدے سے سر
اوٹہایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تہا چاہا کہ اونکی پیشانی کی خاک رومال سے
صاف کردے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد
للہ کہ آج اس قوم کی بے انتہا گستاخیون کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانون کے
ساتھ کی تہین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر
فرمایا خدا شاہد حال ہی مین ایسا روز بد تمہارے لئے منجانب تھا[۱]۔ اور سلطان خان بڑیچ
کو ایک ہاتہی اور دو شالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا حبیب بانکے کو ایک لاکھ روپے دئیے
نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بہی شجاع الدولہ کی لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ کے
لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون نوابون کے پاس شناخت کے
لئے لیجاؤ اور شاہ مدن شجاع الدولہ کے لشکر مین تہے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون
نوابون کے پاس شناخت کے لئے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو بہی جو حافظ رحمت خان
کو پہچانتے تہے دکہاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکہہ کر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا
ہے دوسرے کا نہین اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ ای ابن الوقت[۲] (حلم طراق)[۳] بڑہاپے
کے ساتھہ لڑنے کو آمادہ ہوتے تہے۔ اور شاہ مدن آنکہون مین آنسو بہر لائے اور کہا کہ ہان
یہ اوسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا
اور کہا کہ اسنے یہ توقع نہتی دوسرون کا کام ہے۔ پہر چند دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن
کو قید کر دیا اور اونکی جاگیر بہی جو ایک لاکہہ روپے کے قریب تہی ضبط کرلی اور نواب نے اپنے
دستخط سے ستقہ جواہر علی خان کو اس مضمون کا لکہا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات اور مصاحبین
کے قید کرکے اپنے پاس نگاہ رکہو شجاع الدولہ نے پالکی فاصلہ بہیجکر حافظ صاحب کی لاش
میدان سے منگا کر سر اوس کے ساتھہ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی
یکشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی علما۔ شرفا سادات اور فقرا نے جمع ہو کر تجہیز و تکفین کی۔ اور ظہر
و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا قبر مین اوتارنے کے وقت تک گردن سے خون
جاری تہا اونکی وفات کی تاریخ یہ ہے فی جنت داخل (۱۱۸۸ ہجری) ایک صاحب نے حافظ صاحب کی
جانبکی تاریخ لطافت ضمیمہ کے ساتھہ اسطرح پائی ہے ؛ جو از لفظ ظفر تاریخ جستند ؛ سے باقی سر حافظ بریدند

[۱] دیکہو قیصر التواریخ۔ [۲] دیکہو تاریخ اودہ مولفہ ۔ [۳] مصطلحات و ارتین ۔ رمتن کے یہی معنی لکہی ہین!!

لفظ ظفر کے اعداد پر کہ گیارہ سو اسی ہین عدد حرف حافظ کے کہ ح ہی ملانے سے سال مطلوب یعنی ۱۱۸۸ہجری حاصل ہوتے ہین سیاکن فلسفی مین مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج اباد کر کے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔ گور سہاے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ مین لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر یتیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہی اس فتح سے اوس کا ازالہ نہین ہو سکتا اور نامبردہ ثابت خانیون کا رسالہ دار تہا کہ اٹاوے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ کا خطاب ملا تہا اور شش ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بہیجا گیا تہا قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۰ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو یکسالہ یا دوسالہ تہا مقرر ہوا تہا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالا راو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کر دیا اور سات سو سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گو سے کالپی کے شریک ہو گئے تہے نہ لایا اور حریف سے منہ پہیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تہے کہ اوسکو توپ سے اوڑادین اور آپ بندیل کہنڈ کو جاتے تہے مگر پٹہانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور بسنت کو کمیو کے اودہر بہیجا جسنے وہان جاکر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹہانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بہی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجہے اوس کا حال بیان کرنا ضرور ہی تاکہ گورمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ ذرا بہی اعتبار کے قابل نہین - لڑائی سے ایک رات پہلے مینے بعض خاص توپین اوسکی مانگین مجہے اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی۔ مگر اوس نے صاف انکار کر دیا - اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا وعدہ کیا کہ کل مین تمہارا لشکر کے نزدیک موجود رہونگا اور سب طرحکی مدد کرونگا اور سوارونکو لیئے پاس کہڑا رہونگا - مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کہڑا رہا جہان مینے اوس کو لشکر لیئے صبح کو دیکہا جب فتح کی خبر پہونچی تو اوسی وقت فوج لیکر میدان مین آکودا اور سر ہنلدن سے کمپ کو خوب دل کہول کر لوٹا سپاہ کمپنی نے جو قواعد کا پابند تھی اپنے افسر کو

کہا کہ فتح کی عزت ہمکو حاصل۔ مگر اوسکی منفعت ان لٹیروں کو ملی
اور شیراج صاحب ایم۔ اے کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی تو شجاع الدولہ
اور اوسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا زبردست
رہتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں شریک ہونیکو چھٹ
کو دپڑی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا اوس سے
اونھوں نے ہاتھ اوٹھایا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلوں کی فوج کو پوری شکست ہونیکے بعد انگریزی
فوجنے تین روز تک مقام کیا۔ ہزیمت یافتون کے متعاقب کوچ ہنیں کیا اسلئے یہ تمام بھاگی ہوئی
جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ پہنچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں کو کثرت عقل و دانش اور خزانہ کیوجہ سے
دوسرے سرداروں سے ممتاز تھے ہمروزہ چلکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب اہل و عیال لیکر
مراد آباد اور نجیب آباد ہوتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام کوہستان نجیب آباد سے آٹھ
کوس کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے اور اپنی حفاظت کے لئے مورچے تیار کرائے۔ ہر روز اونکے
پاس روہیلوں کی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ احمد خاں بخشی اور احمد خان خانساماں
میدان جنگ سے ہمروزہ جاکر آنولے آئے۔ اور رات بہزار خرابی کاٹ کر صبحکو تمام سامان اور
اسباب اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خان کہ نہایت مآل اندیش
آدمی تھا معرکہ سے نکلکر بریلی سے اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچگیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خانکی اولاد کا حال

محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان کے ساتھ ٹھیر گئے۔ کیونکہ انکی ساتھ
نواب شجاع الدولہ کا نکر عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور حافظ رحمت خان کے بیٹے پیلی بھیت
کو بھاگ گئے۔ گلستان رحمت کے مولف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب کے بیٹے ذوالفقار خانکو

بریلی کی حفاظت پر مامور کئے گئے تھے ۔ اونہوں نے بریلی میں شہر کے رئیسونکو جمع کرکے شجاع الدولہ
کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا مقصد کیا تھا ۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ہی شجاع
الدولہ کے سواروں نے بریلی پر مقبضہ کرلیا ۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے ناھنی اور نابجربہ کاری کی وجہ سے
پیلی بہیت سے نہ نکلے جنگل دامن کوہ کا اونکے مقام سے نہایت قریب تھا سواری اور باربرداری
افراط سے موجود تھی کاش اگر اونکو سواری اور باربرداری نہ بھی ملتی تب بھی برہنہ پا نکلتے ہوتے
چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا ۔ محبت خاں شاہ ابو الفتح کی معیت میں جن کا شمار
اوس وقت کے نامی مشایخ میں تھا یکشنبے کی نصف شب کے وقت پیلی بہیت سے نکلا او شجاع
الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا ۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی تھا اسی شب کو دیوان بہار سنگھ
کے مشورے سے شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادے سے روانہ ہوا ۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ
کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکاروں نے اوس سے دریافت کیا کہ کہاں کا مقصد ہے ۔ بیان کیا شجاع
الدولہ کے پاس جاتا ہوں ۔ اونہوں نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اونے خواجہ لطافت کو ذوالفقار
خاں کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو دیرہ ملازمتاں میں بہجائے ۔ اوسدن تو ملاقات
نہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچگیا ۔ شجاع الدولہ
نے محبت خان کے پاس مرتضی خاں کو بھیجا کہ وہ اوسکو دیرہ ملازمت میں بٹھائے ۔
۱۳ ۔ صفر دوشنبے کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی
جب یہ دونوں بھائی نذریں دکہا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لئے فرمایا کہ خوب ہوا تم
یہاں آگئے ۔ پھر مرزا حبیب بیگ بانگے سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی ۔ یہ
دن جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہتہا ۔ حافظ جیو سے بھی کوئی مقصود سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا
بہارالدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور خان محمد خان حافظ جیو کے بہلنجے نے کیا ۔ پھر ایک
ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لئے طلب کیا ۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی
منظور ہے تو کل آپکا لشکر پیلی بہیت میں پہنچے گا وہاں خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر
سب متوسلوں کے دل مطمئن ہوجائیں ۔ شجاع الدولہ نے منظور کرلیا ۔ اور اوسیوقت محبت خاں
کو پیلی بہیت کو بھیجدیا ۔ اور ذوالفقار خاں کو اپنے پاس رکھکر پیلی بہیت کی روانگی کا عزم کیا
اور محبت خاں کے روانہ ہوجانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو اپنی
فوج کے ساتھ پیلی بہیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بہیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنی پاس ٹہیرا کر صبح کو ساتھ لیکر پیلی بہیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کرلے
کسی کو نہ نکلنے دے ۔ سیدی نے تعمیل کی اور ۱۳ صفر کو پیلی بہیت کا محاصرہ کرلیا جو رعایا اوس
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تھی وہ بچ گئی باقی سب گہر گئی ۔ محمد یار خان ۔ الہ یار خان رحمت
خان غلام مصطفےٰ خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
واطفال تھے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پہولے
نہین سماتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اونپر بحالی ملک
و دولت کے لئے آتے ہین ادبار و نکبت اون کے سرون پر سوار تہی وہ کیسے ملیسے دشمن خدا ان
افاغنہ کے پہندے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تہا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے
بسولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا ۔ شجاع الدولہ وہین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۱۷ ۔ صفر کو پیلی بہیت کے شمس پہنچگئے ۔ اور قلعہ کے پاس کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
واطفال محصور تہی خیمہ زن ہوتے اور ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گہوڑے
او ہتہیار محصلون کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال و اسباب نہ چہپائین ۔ سیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتہیار و اسباب چہین کر بہت سے نکالدئے ۔ اور کچھ قید کرلئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بہیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاو محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتی ۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کے
لئے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آو مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی مین چہوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین ۔ اس حکم کی بموجب ۱۸ صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بہائیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر سیدی
بشیر کے سپرد کردیا ۔ اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چہوڑدئے ۔ اور خود گہوڑے پر
سوار ہوکر اور ایک مصحف ہاتھ مین لیکر سیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کیمپ مین چلا گیا ۔ اسکے بعد سیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
واطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتھ نکالکر رتہہ اور جہکڑومین سوار کرکرا اوس
ڈیرے مین اوتارا جو اونکے لئے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کھڑا کیا گیا تہا ۔ اور بسنت علی خان نے ملنکو

تین کمپنیاں ہمراہ لاکر اوس ڈیرے کے پاس پاس مقرر کردین اور اس بندوبست کے بعد
حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا پیغام دیا کہ مین آج چاہتا تہا
کہ تم کو طلب کرکے سرفرازی کا خلعت دون - لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو بت گذشتہ سے
پیدا ہوا ہے طبیعت بیچین ہے - اگر ایک دو روز مین آرام ہوگیا تو وعدہ وفا کرون گا - حافظ
رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کہود ڈالنے پر بہی کوئی خبر دستیاب نہوئی
شجاع الدولہ شہدی بشیر کو حافظ رحمت خان کے سارنگاون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے
لئے چہوڑکر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لیکر خود بریلی کو مع فوج انگریزی
آئے - حافظ صاحب کا بہانجا خان محمد خان مع بہائیون کے بریلی مین موجود تہا - اور نواب
شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گہڑیان گن رہا تھا - کہ کب نواب موصوف آئین اور مجہپر مہربانی
وتفضلات مبذول کرین - شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال واطفال گرفتار کرکے اپنے ہمراہ
لیا - محب اللہ خان وغیرہ دوندیخان کی اولاد نے - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان
کی بیٹی تہی یہ واقعات سنے - اور پہر بہی بسولی اور آنولے سے نہ ٹلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز شقے بہیجکر تغافل مین ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست
کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون
کی بہیجی کہ ایک بیوہ کے باب مین کیا حکم ہے - میرا کوئی وارث نہین ہے - اگر میری ضبطی اور تاراجی منظور
ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان رکہکے آپکے لشکر مین بہیجدون - اگر میری حرمت محفوظ رہنے
کا اقرار کیا جائے تو مین نئی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون میرا بہی آپ پر حق ہوسکتا ہے
کہ مین آپکے بہائی سعد اللہ خان کی ناموس ہون جنہنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہین
اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی شقے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے
لکہکر بہیجے - اور شاہ صدق علی کو میان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بہیجا کہ بیگم کو ہماری
طرف سے دین وایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کردے - اور بیگم کو کہلا بہیجا کہ تم کوشش کرکے ساتھ

آنولے کے شور و شغب کے رفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے
دو ہمارے مصارف کے لیئے جو تین لاکھہ روپیئے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کرینگے۔
بیگم ان بیماریوں کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کر کے بریلی کے
پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالار جنگ کی معرفت اوس سے ملا اور ارادت خان
کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تھا۔ اور جسنے اپنے بھائی کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا
کہ پہاڑ کو چلا جاوے۔ مگر فتح اللہ خان نے اوسکو بلا لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ بقدر رکابیدی
اور ذولت خواہ تھے سبنے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشور کار مقصود ہی تو جبین صاحب کی
معرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالار جنگ سے کچھہ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں
کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جاوے گا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا
نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی یعنی صیادی
کے داؤں گھات پورے طور پر ادا کیئے۔ شکار بنا تھا۔ اوس کو دلیر کر کے اشنا نا کی برابر لائی رخصت
کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کیا کہ وہ اوسکی خبر گیری
کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خاں سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے
پاس حصہ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیئے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہنچنے
والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ سے تھے بہت ایلچ خان سفیر
شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی سے آ رہا تھا اور اوسکے
پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کر دیا تھا مرزا کا لشکر اب پہنچ کے گہاٹوں کو
عبور کر کے اہرات کے علاقے میں پہنچا کہ محب اللہ خان اوس کے لشکر میں داخل ہوا اور گرمجوشی اور
اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریائے
گنگا کو جلدی عبور کر کے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کر لیں تاکہ کوئی پٹھان اوسی
بنجعان گا مال و اسباب کہیں نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اونہوں نے بلا تلاش اور بے جنگ
محاصرہ دام بلا میں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجا لائے۔ ورنہ رستے میں متفکر تھے
کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ
نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس میں ہزاروں پٹھان لواحق و فدویان کے دقت کے
معرکے دیکھے ہوئے موجود ہیں اسلئے یہ دونوں ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آ رہے تھے اور دو تین
کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کر کے لڑائی کے لئے آ جائے
تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آ رہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے
اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آ رہا ہے۔ ہرکاروں نے
محب اللہ خان کی سواری دیکھ کر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر
شاداں اور فرحاں آ رہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہرکاروں کی اس تقریر سے کسقدر
تشویش رفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اس طرح آتا ہو اور لوٹ لے۔ جب
محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اور ظاہرداری و تالیف کر کے اپنے ہمراہ
لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کر کے اوسکو لٹوا دیا۔ اور جس حویلی میں دوندے خان او
محب اللہ خان کے اہل و عیال تھے اوسے گھیر لیا۔ بیچارہ یہ جوان سادہ مزاج محب خان
اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہو کر حویلی میں گیا۔ اور وہاں کا حال دیکھا تو خواب غفلت
سے بیدار ہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے اخلاق کے حالات بیان
کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ پہرے اوسکے لئے میرے ہی ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع الدولہ کچھ روز دن بریلی مین ٹھیرے اور یہان کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر جابجا اشتہار جاری کئے کہ جو لوگ روہیلون مین ہنوز رام پور مین ہوئی مین اونکو لازم ہی کہ اب زیادہ سرکشی نہ کرین اور حمو شی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بخوف و خطر رہین اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی ڈیوڑھی پر پہرا کھڑا کر دیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا جانا بند کر دیا اور رات کو سونہ کے میدان مین ٹھیرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف روانہ ہوئین۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ مئو نے مین مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جیغہ سرپیچ لیکر شجاع الدولہ کے لشکر مین پہنچے۔ مرزا آغا ... اور مرزا اصفہانی کو جنکی مصاحبت آج کل شجاع الدولہ سے گرم تھی یہ روپئے اور جیغہ نذر دین۔ اور اون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کی وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین۔ اور کسیطرح کا دلمین اندیشہ نہ رکھین۔ تمہارے ساتھ اچھی طرح سلوک کرونگا۔ اور رضا جوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کر دیا کہ کوئی شخص ہمارے لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر مین رہے پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایکدن محمد بیگ خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے لشکر کے ساتھ آتے ہین۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔ شیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیدیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان کا مال و اسباب معاف کر دیا ہے کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔ جس وقت شیدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی مین جا گھسے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خانکی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے منونے سے کوچ کرکے دریاے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرلئے اور انگریز بسولی کے قریب ٹھیرے اور رخواجہ بسنت کا کبود دوندے خان کے مقبرے کے قریب اوترا شجاع الدولہ نے اپنی فوجکو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا حسقدر رسد باہی نجف خانکی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہگئی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پوراکیا اور شجاع الدولہ نے دوندیخان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرو نکے ساتھ اپنے یہان بھی پہرے بٹھا دئے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہوگیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم اپنی ماں کے پاس جاکر ہمارا نذرانہ طلب کرو اوس نے ہیوش سے ملنکے پاس پہنچکر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آب بھی پہرے مین گہرگیا دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندیخان کی حویلی مین پہنچے خواجہ سرا اونکو حویلی کے اندر پہنچکر مستورات کا جہاڑ لینا اور مکانات چہڑانا شروع کیا۔ دوندیخان کے عیال واطفال اور تمام بچون کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رتھ اور چھکڑون مین بٹھاکر تیلیون کے خیمون مین اوتارا۔ شجاع الدولہ سررروز دوندیخان کی حویلی مین جاتے اور اوسے کہدواتے۔ اس خیال سے کہ خزانے اور دفاین نکلینگے۔ مگر ناک نہ نکلا۔ کنوئین مین جو حویلی کے اندر تھے غوطہ خور گہسائے۔ اونمین سے چند صندوقچے اور حلیون کے دو تین بات برآمد ہوئے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکہہ روپئے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تہا ہے۔ اون روپئےکی دو ہنڈیان کرکے

پچیس لاکھ روپے کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھ روپیہ کی ہنڈی راجہ چیت سنگھ زمیندار بنارس پر لکھی اور اوسکے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدیں۔ کوبری صاحب اور منشی غلام باسط یہ روپئے دونوں مقامون سے وصول کرکے کشتیون مین بار کرکے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچائے

روہیلکھنڈ کے قیدیونکی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو جو ادھر ادھر جنگلون مین بھاگ کر پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور سردارون اور عالمون فاضلون کے ساتھ سالارجنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیجدیا اور وہان قلعہ مین قید کردیا اور اون کا علاقہ تمام و کمال ضبط کرلیا۔ محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجا گیا سو روپئے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لئے اس تفصیل سے مقرر کئے گئے۔ پچاس روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندیخان کے لئے اور چالیس روپئے روز محبت خان اور عظمت خان اور مستقل خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفی خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لئے اور دس روپئے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لئے۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ابن نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہوجانا

شجاع الدولہ کو روہیلون پر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو اونکے اسلاف قبر مین ساتھ لیگئے مبارک ہوئی۔ ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی پر اونکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین نبہ کہتے مین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پیلی بھیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اوس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

؎ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگے ہوئے تو اوسکے ماردیا۔ مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہیں[۱] اور بعض[۲] کہتے ہیں کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران میں نیزہ مارا جب آنکھ کھلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوتے جاتے تھے - مگر صحیح[۳] یہ ہے کہ یہ بھی جسکا مادہ[۴] آتشک سے تہا اور وہ مادہ اتنا بڑا تہا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کہانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالت میں دنبل مذکور کو شگاف دلوا دیا پھر تو اوس نے اور بھی شدت پکڑی - اور شریان کی طرف سے دوسرا منہ کرلیا - پیپ اور لہو براز کے شامل آنے لگا - ڈاکٹروں اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے میں نہایت کوشش کی - مگر کسی صورت سے صحت نہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تھی - جراح یہاں تک دعوے کرنے لگے کہ کسی بکری کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاسے تو ہمیں یقین ہی کہ وہ بھی بھر جاوے - خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہو سکتا -

شیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا - اور اوسکو سمجھا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خاں - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا - اور پٹھانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا - اوس بیرحم نے پہنچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کردیا - کوئی تحقیقات نہ کی اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلادیا - رادہا کشن ایک عطار تہا اوسکے دونوں کان کاٹ لئے اوسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے میں تھلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تہا اوسنے بے طلب لاکر حاضر کردیا - ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکھا - یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تھا -

مولوی غلام جیلانی خاں کی شجاع الدولہ سے ملاقات

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین [۲] دیکھو منتخب العلوم [۳] دیکھو فرح بخش وغیرہ [۴] دیکھو محتشم خانی ۱۲

اور اونکی حویلی کا صبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلوں میں ایک ممتاز رسالدار تھے ۔ اور اونکی اولاد اب بھی رامپور میں باقی ہی اور اعزاز رکھتی ہے ۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونہوں نے آنولہ نہیں چھوڑا بلکہ اونہیں کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہیں نکلی تھی ۔ مولوی غلام جیلانی خان بسولی میں راجہ ہلاس رائے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو سے جینے تک ہمراہ لے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے ۔ بشیر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا ۔ واضح باقی سب قرق کر لیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کرادیا ۔ مولوی صاحب بسولی میں شجاع الدولہ کے لشکر میں موجود تھے ۔ عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندہاری کی سفارش بشیر کے پاس آنولے میں لائے ۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی میں آئے اور جس قدر گھوڑے اونٹ تھے چھکڑے وغیرہ سامان بسولی میں ان کے پاس تھا وہ بھی ان دونوں رسالداروں کی وجہ سے محفوظ رہا ۔

شجاع الدولہ نے روہیلوں کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخوں اور پارلیمنٹ کے ممبروں اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ میں جو کوئی ہمدرد بنی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہی

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا ۔ اور سارے ملک میں ہلچل ڈالدی ۔

اور تمام شہر ونہر جہاڑ وپہیر دی۔ کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکہا تو گورنر کو لکہا۔ مگر وہ اوسوقت مجبور تہا
کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین ٹہیرا تہا کہ فتح کے بعد کیا کیا جائے۔ غرض کرنیل
مجبور تہا۔ نواب کو سمجہاتا تہا کہ یہ ظلم مت کرو۔ مسٹر مل صاحب نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے
کہ وزیر اودہ نے انگریزونکی کمک سے روہیلون کی نکال بیرحمی کے ساتہ جیسا کہ ایشیائی
ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا۔ تاریخ ہندوستان جیمس گرانٹ مین لکہا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی
موت نے اونکے ملک کی قسمت کا فیصلہ کردیا تہا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تہا۔ اور اوسکی بدقسمت باشندی
ہر ایک طرح کے مظالم کا شکار رہی۔ کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا بریگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک تماشائی تہا
اور ایسا منظر دیکہا جو مذکور کے قابل نہین۔ مولف تاریخ مذکور لکہتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرہ سے لارڈ
مکالے کے اوس کلام کی تصحیح ہمکو ملگئی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تہا۔ وہ یہ تہا۔ اوسکے بعد جو
ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکہنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلہ
جوالہ تہا ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گہر چہوڑ کر چلے گئے۔ اور یہ سمجہی کہ بہوک اور بیماری
مرنا اور شیر و نہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے پہندے مین پہنسنے سے اچہا ہے جس کے ہاتہہ عیسائی
گورنمنٹ نے اونکے جان و مال اور عزت و آبرو جاہ و منصب سب بیچ ڈالے ہین۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب
نے تاریخ ہندوستان مین لکہا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر جو اپنی بہادری اور
شجاعت کا دعوے کرتے ہین وہ بیگناہون کے گانون کی آگ مین جلنے اور بچونکو ماؤنکی چہاتیون پر قتل ہوتے
ہوتے صاحب عصمت عورتونکی بےعصمتی ہوتی ہوئی دیکہا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنی سے نہ روکین
غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکے مہبلانے مین بہیجا۔ اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بٹہایا نتیجہ لڑائی کا
یہ تہا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو
خاک مین ملادیا شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تہا کہ اوس نے گورنر سے پہلے
ہی کہا تہا کہ مین اونکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کرکے دکہایا کوئی قلعہ وغیرہ اس ملک کا
ایسا نہ تہا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا۔ جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو
اوس نے ایک مراسلہ وارن ہیسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز ناملائم عبارت مین لکہہ بہیجا۔ اور خاص اسبات پر کہ
کہ وہ روپیہ کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی۔
اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے۔ گلیج صاحب لکہتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی اقتضا سے
دیکہئے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجئے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہیسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی پیشانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جائے ۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب نے اسکا
جواب یون دیا ہی کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ برا کام کرنا اجرت پر برا ہی لڑائی بھی
ناحق کرنی جب تک دوسرا ہم کو نہ چھیڑے برا کام ہی اسلئے روہیلون سے لڑنا برا تھا اور روہیلون کے ساتھ
لڑنے کا کوئی اور معقول نہ تھا سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم
سے لیکر ایک ظالم نامرد موذی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون ۔

بجز سکوت جو اس بدکرداری کے لئے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہی کہ روہیلے کچھ اصلی متوطن
اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارتگر گھس آئے تھے اونکا ملک سے نکالنا بنا علیہ عدالت
تھی صاحب شاید اسوقت اپنے تئین بھول گئی ۔ اونکی نزدیک آکر کلکتہ اور مدراس سے انگریزون کو
کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا ۔ اسوقت ایسے غاصب تو ہندوستان مین سو مین نوے تھے اودہ کی سلطنت
بھی غضب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی ۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈھانکتے ہین وہ
بے شرمی سے اپنا سارا پردہ کھولتے ہین ۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایائے روہیلکھنڈ بھی تون بربادہی

ہلاسرائے بن دیوان مان رائے نے شجاع الدولہ سے دو کرور روپے مین اجارہ روہیلکھنڈ کی صنعتی کا
لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا ۔ اوس نے عبدالستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف خان
کو کہ اونے مین رنگیلے تھے قید کر دیا ۔ دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا ۔ غربا ساکین مزا
فضلا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا ۔ دیوان کا عقل اور راو پہاڑ سنگھ نے کہ روہیلونکی دولت
کے پرورش یافتہ تھے ۔ اور تمام ملکی و مالی معاملات سے واقف تھے ۔ روہیلکھنڈ کی المضاعف
تحصیل بر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سے جبراً وصول کیا
جبکہ انکی تحریر کی موافق روپیہ وصول ہوا تو ساہوکارون لقبااوات شرفا غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ
کو محتاج کر دیا ۔ نتیجہ اس کا خود بھی شہدی البشر کے ہاتھ بہت برا پایا ۔ طرفہ یہ کہ دیوان کا نہال کے
اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان رائے اور بھنسی دھر اور نانک چند اور بخت مل بھی
سزایاب ہوئے ۔ ان پر بھی سلاسل مین جوب مار پڑی ۔ اور بے حرمت کئے گئے

بہادر سنگہہ پر اتنی کشاکش اور تقاضا اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مرگیا۔ جی گوپال پسر بہادر سنگہہ بنے کندن لال گماشتہ بہادر سنگہہ کے ہاتہہ سے اتنی اذیت اوٹہائی کہ محالات سے ابزری سے دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکہہ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے ملک کا ٹہیکہ لیا تہا۔ اور بریلی مین کچہہ دونن حکومت کرکے تعیش وعشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکہہ روپیے فراہم نہوسکے تو بقالون اور ساہوکارون کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے بریلی مین آباد کیا تہا اوس نے ان لوگون کو دو تین مہینے مین ویران اور پریشان کردیا اور کندن لال کو اس کا بدلہ منتقم حقیقی کیطرف سے ملا کہ راجہ سورت سنگہہ نے اس کے خاندان کو ضبط کرکے اور خدمات سے معزول کرکے قید کردیا۔

اسلامی مقدس چیزونکی اہانت بیحرمتی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ مین اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شیو پرشاد لکہتا ہے کہ مسجدون مدرسون۔ خانقاہون اور مقبرون مین تلنگے گوبر سے چوکا لگاتے اور کہانا پکاتے تہے آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد مین دارالاسلام تہا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتہہ آبادی مین ترقی دی تہی قلعہ اور مسجدین تعمیر کرائی تہین۔ آنولے کی دینداری بربلاد اسلام کو رشک تہا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخوان محمد رحیم کی مسجد مین کہ جو ایک مقدس اور بہت بہتر مقام تہا رنڈیان اور فاحشہ عورتین رہنے لگین۔ اور علانیہ مسجد مین بیٹہہ کر کسب کراتین۔ بدفعلی مین مشغول ہوتین۔ اونسے یہ کوئی تعرض نہین کرتا کہ تم مسلمانون کے ایک مقدس مقام مین ایسا کیون کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودہ کی روہیلکھنڈ مین حکومت کا اثر تہا۔ اب روہیلونکی حکومت کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہان نما اور تکملہ ذکر ملوک مین لکہا ہے۔ انصاف یہ ہی کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتین جیسی اس قوم مین جاری ہین دوسری جگہہ ہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہین۔ حافظ صاحب مین خود بہت سی فضائل موجود تہے۔ حافظ قرآن تہے۔ علم دین سے واقف تہے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقوے اور دیانت سے متصف تہے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانسامان اور دوندے خان وغیرہ کا انتقال
ہوکر اونکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تہا تو اکثر رسالہ دارون اور جماعہ دارون نی کمرین کہولدین
تہین۔ بہت لوگون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تہا۔ کوئی کہیتی
کرتا تھا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے افغانون کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ بچے بال بچون
کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اسوجہ سے
ایک بہاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی۔ مگر تمام پٹہان نہایت بے نوائی کی حالت
مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجہانی۔ سنبہل۔ امروہہ۔ پیلی بہیت وغیرہ سے
جو لوگ نکلے وہ بیک بینی و دوگوش تھے۔ بدن پر لباس بہی درست نہ تہا۔ سامان جنگ درکنار لٹیرے
تلنگون نے سالم کپڑا بہی بدن پر نہ چہوڑا تہا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی
ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کہولدیا۔ اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے
جہنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک زبردست فوج کے ساتھ شجاع الدولہ
کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بہیجا۔ گیان پرکاش مولفہ رام نراین عرف مٹھو لال ساکن
قنوج سے معلوم ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکہا کہ تم
ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دینگے۔ مستقیم خان نے جواب
مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکہی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک کو آباد فرماکر ملک
دینا اور سرفراز فرمانا چاہئے۔ غلام سرکار کا غلام ہے۔ پہر شجاع الدولہ نے شقہ بہیجا کہ جسکو تم تجویز کرو ہم
اسکو سرفرازی دین۔ اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام
لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی پاس بہی
شقے بہیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردینگے۔ مگر کسی نے منظور نہ کیا
نواب فیض اللہ خان صاحب نے دہنار بنجارے کی معرفت چمپین صاحب سے خفیہ خط وکتابت شروع کی
جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئیں تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بناکر کرنل چمپین صاحب کے
پاس بہیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سفارت کا اصلی منشا یہ تہا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ
بیٹون مین سے اب بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان
کے سپرد کیا جائے تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا اخراج دیتے
رہینگے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم بمد خرچ جنگ کی بابت ادا کرینگے اور سفارت کا

مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا۔ لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کر دینے کا پہلے سے اقرار کر لیا تھا۔ اسواسطے وارن ہسٹنگ نے کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنا نہ چاہیئے۔ شجاع الدولہ کو اختیار ہی اس خط و کتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئے۔ گرمی کا موسم ختم ہو گیا۔ اتنے دنون تک نواب فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے حفظ و بست سے غافل نہ رہے۔ اور جا بجا منادی کرا کر روہیلو نکو اپنے پاس بلاتے رہے۔ یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہو گئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کر لیا۔

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا۔ اور سب کو کھانا کھلا کر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا۔ اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کئے۔ پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہانسے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے۔ برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روزانہ بارش ہوتی ہے۔ اس صورت مین باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے۔ یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے پنج چوبہ اور سایہ دار قناتون کے انگریزی لشکر مین بھیجدئے اور آخر جمادی الاولی ۱۱۸۸ ہجری مین شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاونی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[١] مین کوچ کیا اور دریاے سوت کو عبور کر کے خیمہ زن ہوئے۔ اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سازوسامان کی درستی مین کیا۔ اور ایلچ خان کو تحریک کے لئے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا۔ انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی۔ اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھتی۔ شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھرگڈھ پر قبضہ کیا۔ اور یہان کچھ قیام کر کے موہن پور کیجانب کوچ کر دیا۔ یہ گانون بھینس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہے۔ اور لال ڈانگ کے ناکے جا پہونچے اور ڈیرے کھڑے کرائے۔ اور مورچے قایم کرائے۔ شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کمپ یہانسے سولہ کوس پر ہے۔ اور راہ مین کئی بن حائل ہین اور

---

١ دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور گہاس اتنی بڑی ہی کہ اوس مین ہاتہی نہین معلوم پڑتے۔ اور ڈہاک کا بن بھی جید گنجان ہی
اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ و سوار کا گذر روہیلون کے مورچون تک دشوار ہے یہان سے
تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون۔ نواب شجاع الدولہ بعد سحر ہے
مصاحبون سے کہنے لگے کہ ہمنے اودہر آنے مین اتنی جلدی کی۔ بیکار معطل بیٹہنا جوانمردی کی خلاف ہی
ایسا کام کرنا چاہیے جس سے روہیلون پر ہراس غالب ہو اور وہ گہبرا جاوین اسلیے جنگل کو صاف کرنا
چاہیے اہلکارون نے جواب دیا کہ ایسا وسیع جنگل صاف کرنے اور اوسکا پہاڑ جہنکاڑ کاٹنے
سے قابو مین نہین آسکیگا۔ اگر آپکی مرضی ہو تو گہاس کو اسطرح کٹوانا شروع کرین جس سے ایک صاف راستہ
نکل آئے اور روہیلونپر ہیبت غالب ہو۔ شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا۔ چنانچہ بیلدارون اور مزدورون
کے گروہ نے گہاس کاٹ کر دو تین کوس تک راستہ صاف کیا اہلکارون نے شجاع الدولہ سے
کہا۔ اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلون
کے پڑاو تک کسی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے بڑے بن کا کاٹنا مشکل ہی۔
نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری تدبیر یہ نکالی کہ روہیلونپر رسد بند
کرنا چاہیے اور اس راے کو سب نے پسند کیا۔ پہاڑ کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہنچتی تہی
وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تہی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہو سکے شجاع الدولہ نے
تمام ضلع اور تحصیلدارونکو پروانے بہیجدیے کہ پہاڑون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہین
بہیجنے دین اور تنقیح الاخبار کا مولف لکہتا ہے کہ المورہ کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تہا اس حکم کی
بڑی سختی سے پابندی ہوئی۔ اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گذرنے لگی تمام سپاہی
اور اونکا مدار مجبور ہو گئے۔ غلہ گران ہو گیا محمد عباس خان سوانح عباسی تخلص ابن عنایت خان سولہا
برس کی عمر مین اپنے بہائی افونزادے محمد اراوت خانکے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے لشکر مین
موجود تہا اوس نے اپنی سوانح عمری مین بیان کیا ہی کہ اسوقت مین ایک روپیے کا سیر بہر
غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تہا مگر اللہ تعالے نے ان مجبور بندونکی روزی رسانی کا یہ بندوبست کیا کہ دواب
کے گہاٹ سے گنگا کو عبور کرکے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے۔ اور اب پہر غلہ ارزان ہو گیا۔
ہرکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہنچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلہ کی نایابی سے سختی ہو گئی
تہی مگر اب غلہ گنگا پار سے بافراط آگیا۔ اور محصورین فارغ البال ہو گئے اور اونکا یہ ارادہ ہی
کہ آپکے لشکر پر شب خون مارین۔ شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکہا کہ آپ

اپنی سپاہ ہر دوار وغیرہ کے گہاٹونکی حفاظت کے لئے متعین کردین اوس نے اپنے چیلے امراسباب کو بہت سنی فوج کے ساتھ بہیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق ہر دوار کے گہاٹ کی نگرانی کرے اور غلہ کا ایک دانہ چھاونون کے پاس نہ پہنچنے دے اوس نے ناکہ بندی کرنا شروع کر دیا تاکہ کوئی چیز روہیلون کے لشکر مین گنگا پار نہ پہنچ سکے اسواسطے اب چھاونیون پر تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک اور بنجارنے اونکی جماعت کو روز بروز گہٹانا شروع مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے وہ اوس مین طاق تھے۔ پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلہ کی گٹھریان پیٹھ پر اوٹھا کر لانے لگے خود بھی کہاتے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتے تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا۔ گھوڑے خچر بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے اور چونکہ ہری گھاس کے عادی تھے۔ ہزارون تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے سوچ کے لوگ کہتے تھے کہ یہان گھاس جو پاؤں کے موافق نہین۔ البتہ پہاڑی گھوڑون کو جنہین گونٹ[1] کہتے ہین موافق ہے عہدہ دارونکے گھوڑے معمولی راتب پانے کی وجہ سے فربہ تھے۔ محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہد نامہ

روہیلون کو ابھی تک یہی گمان تہا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب وہوا کے نقصان کی باعث بہت جلد اوٹھانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریونکی کثرت۔ اور روہیلون کے بے تعداد حملونکے فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلونکے اکثر سردارونکی رائے صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملے مین لکہا صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کے خیالات بہت وسیع تھے اور اونکی طلب بہت زیادہ تھی۔ ملک میان دوآب مین ڈیڑھ لاکھہ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی۔ مگر اون کے صلاح کار احمد خان خانسامان نے اون کو اس عطیہ پر راضی نہونے دیا۔ اس تقریر مین بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا۔ ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوج جتنے ہوسکا پورے آگے بڑھکر دو میل تک روہیلون کے کئی مورچے توڑکر خراب کردیئے۔ اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلونکو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کرکے پہاڑی پر قبضہ کرلے

---

[1] پہاڑی گہوڑا گونٹ ہوتا ہے جو چھوٹا ہوتا ہے۔ ۱۲ تزک جہانگیری

دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہو گئی۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ
روز فتح سے علاوہ علامین یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کر لیا ہے۔ اب پٹھانون کا
تخم یہان سے اوٹھ جائیگا۔ اور بالشت بھر زمین انکو نہ دونگا۔ اونکی اس نیت کا خمیازہ خدا کی طرف سے اونکو
ملا کہ ہیسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ۔ کرنل
چمپین نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ مین اب یہان نہین
ٹھیر سکتا۔ کلکتہ کو جاؤنگا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متحیر ہوے اور نہایت منت
پذیری کے ساتھ کرنل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھسے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرا دین۔
اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھیجدیا اور اوسے رخصت کرکے دوسرے پہر آئے۔ اور اون کو اس
بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جاکر اونہین سمجھا کر میرے
پاس یا اپنے لشکر مین لے آئین۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدیا۔ نواب شجاع الدولہ مایوس
ہوکے کرنل چمپین سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اوسکو
یہ پیغام دیکر کرنل صاحب کے واپس بھیجا کہ مین پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو
دیتا ہون۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے
پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلا کر خلعت سرفرازی عطا کرین گے۔ پھر اونکی باپ کے
رسالہ دار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونیکے لئے ایک شقہ
الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہان بھیجدو[1] کرنل چمپین نے اپنی طرف سی ڈرک صاحب اور
بدی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کرنے کے لیے بھیجا۔ سوال و جواب منقطع
ہو گئے تو کرنل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے۔ اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔
اور اونکا اطمینان کرکے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ مین لے آیا۔ کرنل صاحب نے ایک خاص خیمہ
نواب صاحب کے ٹھیرنے کے لئے استادہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس
لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرا دی۔ اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے
پر بازدید کے لیے آئے۔ شجاع الدولہ نے دنبل کی تکلیف کی وجہ سی نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

[1] یہان تک فرح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس سے آگے گلستان رحمت وگل رحمت و اخبار حسن
وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [2] دیکھو جام جہان نما۔ ۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر پر کہ شاہ آباد اور سہر اوات اور جو محلہ تھے چھ پرگنے اجاؤں اوسکا پر
اور بلاسپور اور بہیرا اور ٹھاکردوارہ اور سہر کرہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھہ بہتر ہزار روپیہ
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کیے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں مذکور ہی کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل وعیال اور دوندیخاں کے
اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خاں کو الہ آباد سے واپس بلالیا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہوچکی
عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷- اکتوبر سنہ ۱۷۷۴ء مطابق رجب سنہ ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی لکھا تھا کہ نواب فیض اللہ خاں اپنی فوجیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر
نہ رکھہ سکیں گے۔ اور اس فوجمیں سے بہنگام ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار
سپاہ دینا پڑا کریگی۔ اور اگر وزیر خود فوجکے ہمراہ جاوینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکی ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکالدینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزی یا عمدۂ اودہ کے سوا اور کسی سے تحریری
رسم جاری نرکہیں گے اور وزیر کے دوستونکو اپنا دوست اور اونکے دشمنونکو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہینگے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک لاینفک رہینگے۔ جام جہاں نما میں
لکھا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکھہ روپیہ نذر کے طور پر شجاع
الدولہ نے لیے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ کرنیل چمپین کی معرفت پندرہ لاکھہ روپیہ نواب فیض اللہ خاں
نے نواب وزیر کی نذر رکھے تھے۔ اور فرح بخش میں لکھا ہی کہ نواب فیض اللہ خاں نے پچاس لاکھہ روپیہ
کے قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز بہادر ایلچ خاں اور سکالی جیت وغیرہ کے تواضع کیے
نواب فیض اللہ خاں خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور اونہوں نے
دم رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھ بھائیوں میں سے دو بھائی باقی رہگئے ہیں۔ محمد یار خاں جو ایک مدت سے
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کردیجیے۔ شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی۔ نواب فیض اللہ خاں نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کردینے کے باب میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ نے
اپنے چوبدار کی زبانی بھی محمد یار خاں کو کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خاں کے ہمراہ

جلے جاؤ۔ محمد یار خاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شیو پرشاد مولف فرح بخش کو جو بہار کے ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جاندادکے میں آپکے لشکر سے نہیں جاونگا شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی اوسپر شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت نماندہ شمارا بخواہش و آرزو تمامی او برند اللہ یک چیزی جانداد مقرر خواہند نمود الا بعد چندے در فیض آباد نزد اینجانب بیایند از فضل الہی جانداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے کہ معاہدے کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اونکے عیال و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں پہنچادیا۔ اور فرح بخش کا مولف بتاتا ہے کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ امین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی رشتہ اس اور ملاقاتی تھے کرنیل چمپین کے مواجہ میں گنگا پار اوتار دئے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جیمس گرینڈ میں مذکور ہے کہ ۱۷۷۴ء میں جو ایک بیان لندن میں شایع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار کئے گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتھیار تھے ان روہیلونکو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بدایونکے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اونھوں نے فاتحونکے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں ہاں زمانے میں ایک ادنے مرتبے سے اعلیٰ مرتبے کو پہنچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوس کے دشمن تھے۔ مگر بمقتضائے وقت دوست بنکر ظاہرداری میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی بیٹی اوسکے ساتھ منسوب کردی تھی۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے۔ مرزا نجف خان نہایت

جوانمردی اور فتوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کوئی بات سمجھتا تہا اور بوائی
رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجالاتا تہا - سوقت میں کہ روہیلوں کی قسمت نے پلٹا کہایا
اور اونکا ملک چہن گیا اونکے ملک میں سے جسقدر ملک ۱۱۸۵ ہجری میں مرہٹوں کی دستبرد سے نواب ضابطہ خان
سے نکلکر نواب نجف خان کے قبضے میں آیا تہا اوسمیں سے بعض حصے جیسے چاندپور نگینہ اور پتہر گرہ
وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خان اور محب اللہ خان ابناے دوندیخان کے ملک سے
ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور
جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان
وانبلے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس میں سے نصف حصہ تو گنگا کے شرقی اور شمالی سمت صوبہ
اودہ سے ملحق تہا جیسے شاہجہانپور - بریلی - آنولہ - پیلہ اور بداون وغیرہ - اور نصف ملک دوآبہ کیطرف تہا
جیسے سنبہل مرادآباد اور امروہہ وغیرہ - اور کچہہ ملک کاسگنج اور دریاگنج اور پٹیالی گنج وغیرہ وہ تہا
کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹوں کو دیا گیا تہا - اور دوسرے ملک
مفتوحہ مرہٹوں کے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے
بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خان اور احمد خان بنگش اور دوندیخان اور نجیب الدولہ
نے باہم تقسیم کر لئے تھے -

غرضکہ ان تمام علاقوں کی تقسیم کے لئے مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر
آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت میں سے بادشاہی حصہ مانگا - وزیر نے عہدنامہ سے انکار نہیں کیا -
اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بہی بہیجی تہی - مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
پاس دستخطی عہدنامہ کا ہے اوسمیں یہ شرط ٹہیری ہے کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں
اور چونکہ وہ خود نہیں آئے اسلئے عہدنامہ کی تمام شرائط باطل ہوگئیں - مگر کرنیل صاحب کے پاس جو
اوسکا نسخہ موجود تہا اوس میں کہیں اس بات کا ذکر نہ تہا - جب اوسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے
اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلوں کا ملک فتح کر دینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اوس سے لڑیں تو ہم کسی کیطرف نہ
ہونگا - مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی - شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجہا دیا
اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاندپور نگینہ - اور پتہر گرہ
وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا - اور تہوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچہہ ملک حافظ رحمت خان

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا نجف خان نے خود لیا اور
بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا
[illegible] ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور اونہوں نے پچاس ہزار کے
[illegible] ملک [illegible] اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لئے
[illegible] محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا
اور [illegible] سعادت خنجان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور اونکے ساتھ مرتضی خان بڑیچ اور لطافت اور
[illegible] کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے مین مقرر کیا اور ہمت
[illegible] کو اٹاوے میں۔ اور بسنت علیخان کے کمبو کو رامپور کے ساحت میں مقرر کیا۔

[illegible] ڈانگ و محاصرین و محصورین کی روانگی

[illegible] کی تکمیل کے بعد غرۂ شعبان ۱۱۸۸ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے
اور [illegible] سے پانچوین ان روہیلے لال ڈانگ سے اوترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے
وہان [illegible] متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تھے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل
[illegible] ۱۱۸۸ کو یہان [illegible] شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے
[illegible] آباد پہونچکر جو تمہارے [illegible] عمل مین لاؤنگا۔ پانچوین رمضان کو لکھنؤ پہنچے
[illegible] فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفائے وعدہ مین شدت مرض کا عذر کیا۔
اور [illegible] روپیہ ماہوار خرچ کے لئے مقرر کردی۔

نواب [illegible] النساء بیگم [illegible] نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

[illegible] فرح بخش مین اسکا ذکر ہے ۱۲

[illegible] لال ڈانگ سے غرۂ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر ملوک مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کے تکملے مین حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل مین محبت خان
کا ادسے ملنا گل رحمت مین بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کی طرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خاں عرف الدولہ تو بچانہ کو جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور منوائی کہ جو شجاع الدولہ کے لشکر میں بیگم کیطرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خاں کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت آونلے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائیں۔ مرزا اور منو آونلے میں آئے جب یہ حکم سنایا تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا۔ آونلے کے تمام باشندے روتے تھے۔ محل کی عورتیں نالے کرتیں تھیں۔ اور جسقدر خطے شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بھیجے تھے اور اونمیں خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت بخشی کی قسمیں لکھی ہیں اونکو دیکھتی تھی اور آہ آہ کرتی تھیں۔ جو کوئی اونکا شور و شین سنتا تھا وہ بھی سر دھنتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اوس دن ادھات آونلے میں حشر برپا رہا۔ کہانا پینا سب پر بند تھا۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خاں سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی۔ کیونکہ احمد خاں نے اونسے رام گہاٹ پر ملاقات کر کے عہد و پیمان باہم کر لیا تھا۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ پر چڑہائی کے ارادے سے گنگا کے گہاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خاں نے پہر اپنا ایک سفیر گنگا پار سوملح کو رہ گنج میں شجاع الدولہ کے پاس بہیجکر پہلے عہد و پیمان کو تازہ کر لیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خاں کا ساتھ دیا اس سے نواب شجاع الدولہ اوس پر بہت غصے تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکھنڈ کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکہا مگر میں احمد خاں کو ضرور قتل کراونگا۔ اور اپنے افسرونکو حکم دے رکھا تھا کہ احمد خاں کو جہاں پائیں قتل کر ڈالیں۔ مگر احمد خاں شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں پہونچگیا اور برابر برچونکی تیاری اور نواب فیض اللہ خاں کی خدمتگذاری میں معروف رہا جب نواب فیض اللہ خاں اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پا کر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب فیض اللہ خاں سی کہا کہ ہمکو احمد خاں کے قتل کی بڑی لاگ ہے۔ مگر چونکہ وہ آپ کی رفاقت میں ہے تو ہمنے اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علحدہ کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شجاع الدولہ کے حکم کا ٹالنا کسی کی مجال نہ تھی۔ نواب فیض اللہ خاں نے مجبور ہو کر قبول کیا اور

اور احمد خان اور اوسکی بہائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خان ابن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تہا۔ اور ہر ایک طرح سے اونکے ساتھ اخلاص رکھتا تھا۔ خلا اور ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گہوڑے طلائی اور نقرئی زیوروں سے آراستہ کرکے اور اچھی اچھی شال و دوشالے اونکے پاس تحفۃً بہیجا کرتا تھا۔ اور اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجھتا تہا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پہولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تہا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نواب شجاع الدولہ کیطرف سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لئے آنولے میں آیا ہوا تہا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سید عیار کی تواضع کر دیا تہا۔ صدق علی نے جو دیکہا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنے پاس رکھ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے از بس مسرور تہا کہا کرتا تھا کہ میرا خازن شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایک سستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شہدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس بسولی کی چہاونی میں جمع کردیں۔ بشیر کو پٹھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھ بہیجا کہ میں نے شہامت خان کا سارا مال جمع کرا کے فلاں دوکان پر رکھوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہی لے لیا جائے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکھتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بہیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہو کر کہنے لگی کہ تمام روہیلکہنڈ میں یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبر مین سے تین ممبر مونسن اور کلیورنگ اور فرنسس روہیلونکی لڑائی کو سراسر ظلم و نا انصافی سمجھتے تھے۔ اور اتبک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے۔ اونہون نے اپنے مین کے نام مراسلے مین لکھوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھہ روپیہ جو روہیلوں کے استیصال کے واسطے ٹھیرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کرسکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہوسکے وصول کرو اور باقی روپیہ کی ضمانت لے لو۔ اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ کو روہیلون کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیمی میں لے آئے۔ اور اگر نواب اسپر راضی نہوں تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کرکے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آتے۔ مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جاے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور اوسکے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھہ روپیہ سرکار کمپنی کو وصول ہوگئے۔ اور نواب وزیر اپنی دارالسلطنت مین اسلیے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین۔ اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ میں آگئی ہے جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے۔ اسپر گورنر جنرل نے ممبر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے مت کرو۔ مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین وہ کہتا ہے وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی ہے اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی۔ اوسکے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کہ کون بکتا ہے مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنل چمپین دارالسلطنت اودہ میں آجاے اور نواب کی ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اوسکے لکھے گئے ہین

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے۔ فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل رہکر اوسی مرض کے صدمے سے ۲۴[۱] ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۵ء کو راہی شبستان عدم ہوے۔ منتخب خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولوالعزم تھے اسلیے

---

[۱] مفتاح التواریخ میں یوں لکھا ہے۔ اور خزانہ عامرہ میں ۲۳ ذیقعد ہے۔ اور سیرالمتاخرین و تاریخ مظفری میں ۲۲۔ ذیقعد۔ اور تذکرۃ الملوک میں ۲۵ ذیقعدہ ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہر آلود سے ہلاک کر دیا ہے۔ غلام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

کرد از عالم فانی رحلت ٭ سرو غالب صاحب صولت ٭ گشت تاریخ چو آن یکتا مرد ٭ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع صفدر منصور بہ آن ملال ٭ رفت سوئے ملک باقی زین سرائے بر گزند
شد شجاعت بے سروپا و سخاوت عزم ہم ٭ تاج خود از سر زمین از گریہ و زاری فگند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سروپا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کر کے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کر کے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین۔ تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہو جاوین۔

دیگر

چون شجاع الدولہ شتافت از جہان ٭ عالمی در ماتمش مغموم شد
رفتہ از ذیقعد بست و چار روز ٭ رفت شب زین عالم فانی گذشت
بود سال فوت آن والا نژاد ٭ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

لمسے کیا کیا اولوالعزمیاں دکہائیں کیسی کیسی خونریزیاں کیں۔ انجام یہ کہ خاک۔ بموجب آیہ کریمہ لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون موت سے تاخیر نہین ہو سکتی۔ لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہیں جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہیں بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ حضور قضا و قدرات شجاع الدولہ کے جو وجہات مولف سیر المتاخرین کے دل مین پیدا ہوتے ہے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہیں۔ شجاع الدولہ نوجوان ارزومند و نیک سے گذرے۔ اور جسقدر اونہوں نے اقتدار پایا تہا اوس سے کچھ بھی ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے۔ اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات مین تھے۔ مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی پاداش میں حق تعالے نے عین جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹھانے کی مہلت نہ دی۔ اور ہزار افسوس کے ساتھ رنگراے ملک عدم ہوئے۔

(۱) سیر فاخر علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی ۔ گو خان مذکور اس کا سزاوار تہا ۔ لیکن شجاع الدولہ
کو یہ لازم تہا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آتے ہے اور اون سے ساتھ کلام الہی اور انبیا اور آئمہ طاہرین
کی قسموں کا واسطہ کر کے عہد و پیمان کیا جاوے اون کے ساتھ بدعہدی کر کے دغا بازی کرے
اور لوٹ مار کرے ایسے اسیر یا تو قبر کو نکلا دے یا شہر نکالا دے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ
خواروں سے لعینا ایسے بدگمان ہوتے کہ اوس جماعت کو جو لاکھوں سے زیادہ تھی یکلخت مسلم
روزینہ اور وجہ معاش سے کر دیا اونکی اراضی اور دیہات کو ضبط کر لیا ۔ جس کے نتیجے مین
خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گہر کے دروازے بند
کر کے شرم سے منہ دکھایا ۔ اور جان دی ۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ مین لیکر در بدر بہیک
مانگنا شروع کی ۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تہا کہ اونہیں کو سزا
دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تہا کہ ایسے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالےٰ کسی نیک بندہ کی روزی
کبہی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے جماعت آدمیوں اور ماتحتوں کی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ
بہت کم کرتے تھے ۔ اور سزا اونکی عزت و ناموس پر بہتان رکہتے تھے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے
مین کسی کے محل اور جہونپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے ۔ اکثر لوگون کے مکانات مع مال و اسباب
مسلمانوں کے ہاتھ سے کہدوائے ۔ اور بغرض خواہ اپنی عمارات بنوائیں ۔ اس ظلم و
بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سنتا تھا ۔ مولف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو چہوڑ دیا تعصب
کی پٹی اوسکی آنکھ پر چڑہی ہوئی تھی اسلئے وہ اُسے نہیں دیکھ سکا ۔ اور وہ سبب قریبی روہیلونکا
نہایت قساوت اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے ۔ ہزاروں امرا ۔ علما ۔ فضلا مشایخ
اور گوشہ نشینوں کی جاگیرین اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط
کر کے نان شبینہ کو محتاج کر دیا ۔ اور اون مین سے ہزاروں کو نہایت سختی کے
ساتھ قید کیا ۔ اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا ۔ اون کی عورتون کی ننگ
و ناموس کو خاک میں ملوایا ۔ اونکی گانون کو آگ میں جلوایا ۔ بچونکو مادر کی چہاتی پر قتل کرایا
لاکھوں آدمیوں کو گہر سے بے گہر کر دیا ۔ اور اون کو قتل کرا کے اونکی لاشیں چیل کوون کو کہلائیں
اونکے ساتھ اللہ اور رسول کی قسمیں کہائین ۔ مصحف اور قرآن کا درمیان میں واسطہ کیا ۔ اور
پہر دہوکا دیا ۔ اور کسی وعدے کا لحاظ نہ کیا ۔ غرضکہ روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ
نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بے کسوں کی مظلومی سے غیرت الہی جوش مین آگئی شجاع الدولہ سے

انتقام لینے کو آمادہ ہوگئی - اور اوسکو ملیا میٹ کر دیا - اور جن لوگوں نے انکے خون سے
ہاتھ رنگے تھے اونکے گھروں میں سے یک لخت ملامت و نحوست نازل ہوگئی - اور منتقم حقیقی نے
مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلوں کی بیکس عورتوں پر زر و مال
کے لیے تشدد کیا تھا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور مان وغیرہ پر پانچ چھ برس کے
ہی عرصے میں ظہور میں آگیا - باوجودیکہ اونکی ریاست باقی ہوئی تھی - سیر المتاخرین کے مولف کو
دو وجہ سے روہیلوں سے سخت خصومت ہے - ایک تو اوس کے باپ نے نواب علی محمد خان کے
ہاتھ سے بریلی میں زک پائی تھی - دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوٰۃ تھے
اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تھا - اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلوں کو اپنی
کتاب میں افاغنہ ملاعنہ اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دون نژادان کے
ساتھ یاد کرتا ہے - شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پا میں دنبل نکلا تھا
چونکہ اونکے باپ اور دادا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تھی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی
کا خوف پیدا ہوا - اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا - اور بعد غسل صحت کے انہوں نے نذر موعود وفا کیا
مگر مقدر تو مرگ موعود تھی آخر کار دنبل نے یہانتک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہوگیا - اور
اوسی بلا میں مبتلا ہوکر اقلیم بقا کی راہ لی - شجاع الدولہ نے ۴۴-۴۵ برس کی عمر پائی
سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے تھے - اور سنہ گیارہ سڑسٹھ میں ۲۳-۲۴ برس کی عمر میں مسند نشین
ہوئے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی - اونکی وفات کے دن فیض آباد میں شور محشر برپا تھا کوئی
شخص ایسا نہ تھا جسکی آنکھوں سے آنسو نہ گرتے ہوں جسطرح ایام محرم میں بعض مجالس میں شور قیامت
ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ میں گذرا تھا - تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و
اور شان و شوکت کے ساتھ اوٹھایا گیا - مرزا علی خان اور سالار جنگ بھائی محمد اسحاق خان
جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع عمائد کے جنازے کے ہمراہ تھے : ابھی مدفن تک
نہ پہونچے تھے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ جانشینی
کی تمنا میں بہت مضطرب ہوئے - اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بھائی
کو مسند نشین کر دیں - پس عزت و حیا کو بالائے طاق رکھکر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ جلد ہمارے
ماموؤں کو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور میں لائیں[1] - خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوتے جہاں انکے والدین کے تعزیے ہوتے تھے۔

ازواج واولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازدواج ہزاروں کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن انمیں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی متاہلہ بہو بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن علامہ علی ابن مرزا حسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۷۴ تھیں۔ انمیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں۔

صاحبزادوں کی تفصیل

(۱) مرزا امانی عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شجاعت علیخان عرف مرزا جنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھا متخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بحکومت نکالے گئے عظیم آباد مرگئے)

(۵) نواب فضیل الدین حیدر عرف مرزا ماچھو

(۶) محمد علیخاں (یہ مرزا ماچھو کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخان

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخرالدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آ گئے۔ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں رہتے تھے۔ ہر روز دربار میں بوقت روشنی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ ایک دن نواب سعادت علیخاں کی فرمایش کے موجب تحفہ عطر لے گئے۔ اونہوں نے ناپسند کیا۔ اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور یہ اشعار چند کلمے کہکر چلے آئے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آ ئے تو باعث توہین ہوگا کربلا سے معلی کو چلے گئے۔ زیارت کر کے بصرے میں آئے اور بالیوز کے مہمان ہوئے۔ کچھہ بیمار ہو کے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخان بڑے۔

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے۔

(۱۷) نواب مرزا حیدر علیخان۔

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخان۔

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخان بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخان

(۲۲) نواب نجابت علیخان۔

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخان۔

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخان۔

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی نہوئی تھی۔ اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں کیں۔ نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خانان خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھہ ہوا تھا۔ اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے۔ اور شادی میں شریک تھے۔

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا جندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سعادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) حسینی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا جندو کے بے بات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) جمنی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جگو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں کوٹھے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا جگو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زیب النسا بیگم۔

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم۔

(۹) حاجی بیگم

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور ہے کہ انجم النسا بیگم کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھہری تھی۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خاں بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ سنہ [illegible] ہجری مطابق سنہ [illegible] ہے۔ بہ روانہ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ مع شاہزادوں اور امرا کے

کربلائے معلیٰ جانے کی اجازت مانگی۔ صاحبزادی نے اپنی جانب سے ہمراہی کے سبب کسی قافلہ کی ہمراہ روانہ ہوئی۔ جہاز کے صدمہ کی بن ہیں۔ ہوئی۔ انتقال کیا۔ جنازے کو صاحب جہاز بوجہ شرع کے لیے گیا۔ شاید نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو یہ منظور تھا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں ان سے شادی کر دیجائے۔ مگر عزت النسا بیگم کے سب سے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہ ہو سکے گی۔ یہ بیگم بھی کے ساتھ غیر شادی شدہ رہیں۔ انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد میں تھے۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخان کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے ملا۔ جہاں اول محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں نے ان سب کی تنخواہ اٹھائی اٹھائی سو روپیہ ماہوار مقرر کردی۔ محمد تحسین علیخان ناظر تھا۔ ایک وقت قلت تنخواہ اور اپنی کثرت احتیاجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں۔ بعض دروازہ اور صحن باغ کے رستے بند کر دیے۔ پنج محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی۔ بیباکانہ اپنے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ انہوں نے کچھ اسباب مقتول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا۔ اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہیں۔ نواب صاحب رحم کے خیال سے درگذر کرتے تھے۔ نواب سعادت علیخان کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زیب النسا اور رضیا بیگم نواب غازی الدین حیدر سے ملنے کے لئے لارڈ ہاسٹنگز کے پاس بنارس تک گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جاکر اپنی قلت شاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ جواب ملا کہ آپ نے کیوں اتنی تکلیف اٹھائی۔ ہم خود لکھنؤ چلتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔ ناکام پھر آئیں۔ غازی الدین حیدر نے سب کے سات سات سو روپے مقرر کر دیے۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں سن طفولیت میں مر گئیں۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ سے بلا اعتراض یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے پانچ شخصوں سے بڑی بڑی جنگیں کیں۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ جگیلہ والی نروان سکند پور کے دوبیاہی [1]
(۲) نواب سعد اللہ خان پسر نواب علی محمد خاں روہیلہ [2]
(۳) نجیب الدولہ امیر الامراء سے دہلی والی نجیب آباد [3]
(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی ہے [4]
(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی [5]

نواب آصف الدولہ یحیی خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحیی خان اور عرف مرزا امانی تھا اواخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدہ میر آتشی اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا قد کا دہرا اور بدن کے ڈھیرے چھوٹا تھا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس دوکان میں سر بازار تعزیہ بلا حظہ کرتے تو دور سے پیادہ چلتے۔ کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا بسنت اور جشن غیرہ پر بھی ہر سال لاکھوں روپئے صرف کرتے تھے۔ اونکے باورچی خانہ صرف روزانہ بائیس سو روپیہ سے زیادہ تھا جب ہاتھی انکے شکار کو جاتے تو اون کے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھ لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعد سنہ ۱۱۸۸ ہجری بروز پنجشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲، [2] دیکھو فرح بخش وگل رحمت ۱۲، [3] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون ۱۲
[4] دیکھو عمادت السعادت ۱۲، [5] دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد اونکے جنازے کو دفن کے لئے لے چلے تو مرزا علی خان اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی مسند نشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے سادہ دلی تو اونہوں نے دنیوی شرم و لحاظ کر کے مراجعت سے انکار ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے۔ اور اونکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔ آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس۔ اور مسٹر گلاہی کو جو اہالیان کمپنی کیطرف سے مامور تھے[سلہ] اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو۔ اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی۔ بالآخر آصف الدولہ کی تسلی کر کے انجام کار پر نظر فرمائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہوجانے ہماری مسند نشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگوں کو دیا جائے گا۔ اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ پس اس خیال سے دستار وزیر ریاست اونکے سر پر باندھی۔ اون دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی۔ اعیان دولت حاضر تھے۔ اور نقارچی بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کوئی جھگڑا اونکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی سلطنت نہ تھا۔

تاریخ مسند نشینی آصف الدولہ

گشت از بائے آصف الدولہ ۔ رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خان جو ایام صاحبزادگی سے میر ساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

سلہ دیکھو قیصر التواریخ ۱۲

بنایا اور مختار الدولہ ہیبت جنگ خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بہی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اونکے بڑے بیٹے مرزا ہزبر کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال رائے پسر نول رائے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانسامانی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سرا اونکی سپرد کیا۔

حسب و نسب مختار الدولہ

میر مرتضی عرف آغا خانی بن میر محمد باقر بن مصطفے المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب بہ طبا طبا خان صحیح النسب ایران سے ہین۔ سید احمد نادر شاہ کے عہد مین ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفے کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین آئے تھے اوس زمانے مین بہادر شاہ اورنگ زیب کا عہد حکومت تہا شاہجہان آباد مین موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کی عہد تک یہان رہی نواب برہان الملک کے ساتہ ولایت سے شناسائی رکہتے تھے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تہی وہ لڑکی سید مصطفے کے ساتھ منعقد کر دی ایک لاکہہ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ مہونہ بارہ بہی قلمرو لکہنو مین اون کو جاگیر بھی ملی۔ سید مصطفے اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکہنو مین انتقال ہوگیا۔ مقبرہ اونکا راجگہاٹ مین دریائے گومتی کے کنارے تعمیر ہوا۔ سید مصطفے صفدر جنگ کے عہد مین شیرکوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تہی[1] اور وہ سید مصطفے کی بہت عزت کرتے تھے اور خداوند عرب اور بیرزادہائے برہان الملک سعادتخان سے جانتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفے شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز مین سوار ہونے کے لئے بنگالے کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اوس زمانہ مین انگریزان اور فرانسیسون مین لڑائی جاری تہی اسلئے ادہر سے راستہ بند تہا۔ مجبوراً بنگالے مین قیام کیا۔ قاسم علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد نے قدردانی کی۔ سید مصطفے کا بنگالے مین انتقال ہوگیا۔ انکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

---

[1] دیکہو فرح بخش

سید مکرم (۴) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر - محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲)
محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع - اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان -
اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضی خان مختار الدولہ (۳) سید اسمعیل نصیر الدولہ معزز خان - جب
میر قاسم خان نے انگریزوں کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفے خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط
ہوجانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی - شجاع الدولہ نے تو اون کا کوئی بندوبست نہ کیا - آغا
صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد میں آصف الدولہ کے پاس چلے گئے - اونہوں نے
سید مرتضی خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا - اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑھی کا کام
اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا -

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

تاریخ فرح بخش میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی مسندنشینی سے تھوڑے عرصے کے بعد ارکان دولت اور
عزیز و اقارب کے مزاج میں اختلاف پیدا ہوگیا - نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تھے امورات
دنیا و مافیہا سے بےخبر ہوگئے کوتہ اندیشوں اور ناتجربہ کاروں کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہوں کی
مذمت ہوگئی اس وجہ سے ارکان دولت کے دل پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اون سے علیحدہ
ہونے کی تدبیر شروع کی - محمد الیچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ کا تھا - اور انگریزوں سے
پہلے سے تعارف رکھتا تھا وہ اونسے مل گیا - اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر میں معروف ہوئے
سیر المتاخرین میں آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے
کچھ ظاہر نہ تھا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بھائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر
صوبہ اودہ کا نائب کرادیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر
صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنے ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کردیا شجاع الدولہ
اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختار الدولہ کے دست نگر تھے - کسی کی مجال نہ تھی کہ اوس کے
برخلاف دم مار سکے - اور انگریزوں نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گھٹانے
کے لئے اس بات پر آمادہ کردیا تھا کہ جہانتک ہوسکے فوجیں کم کرنا چاہئے - اودہر نواب
شجاع الدولہ کی تمام فوج مغرور تھی - اونکو یہ زعم تھا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہیں کرسکتا - آصف
الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ نہ ہونے سے جرم

نافرمانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حنفی مذہب ایک مفلس آدمی کا بیٹا موہبور بارڈی کا رہنے والا تھا۔ پہلے راے لال چند فوجدار اٹاوہ کے فراشون مین نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سرے بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار مین آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگون کو پہنچاتا تھا مغلیہ ملازمان شجاع الدولہ اوسکے ساتھہ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے سے عرصے مین صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد مین عہدہ نیابت کسی سے نامزد نہتا۔ مگر ایلچ خان کاروبار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے نائب کا کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضی کو اپنا نائب بنایا اور اونکو مختار الدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزون سے میر مرتضی کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزون نے میر مرتضی کے لئے تجویز کیا تھا وہ واپس کرادیا اب میر مرتضی اور ایلچ خان مین عناد بڑھ گیا۔ آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال کی فکر مین مصروف ہوئے اور بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف معلوم کرکے کرنیل کلیس سے کہا کہ میرا یہان ٹھیرنا اب مشکل ہے میرے حق مین یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب سے مجھے یہان سے کسی جگہہ رخصت کرادیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت وخجالت حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کردو مین سعی و کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے مجھے دہلی کو رخصت کرادیجئے کچھہ دنون وہان نشست دہلی مین بسر کرونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان کی راے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہان بیکار محض ہے اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام کامون سے زیادہ ضروری ہے مناسب یہ ہے کہ خان مذکور کو دہلی بھیجدیا جائے۔ وہ بادشاہ کے عزیزون مین رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت حاصل کرلے گا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہین۔ آصف الدولہ نے کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی نذر کے لئے بہت سے تحائف

اور بارہ لاکھ روپیہ کی ہنڈوی[۱] دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور بال بچے لیکر
دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت مین پہنچکر بہرہ مند تفضلات ہوا۔ اور بادشاہ نے خلعت خاصہ
عطا کیا۔ اور قمر الدین خان کی حویلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ ایلچ خان نے
بادشاہ سے بارہ لاکھ روپیہ نذرانے پر خلعت وزارت کی درخواست کی۔ فرح بخش سے ثابت ہے
کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تھا۔ قریب تھا کہ خلعت وزارت اور دوسرے عطیات
آصف الدولہ کے لئے حاصل ہون جبکہ مختار الدولہ کو یہ خبر ہوئی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت
حاصل کرکے ادہر آتا ہے اور انہین یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات پیدا
ہو جاویگا۔ اور میری نیابت کو ضرر پہونچیگا اسلئے نواب مجد الدولہ کو متواتر لکھا کہ جب جیسے ہو سکے
بادشاہ سے خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے بمعرفت ایلچ خان کی معرفت حاصل نہون بہت جلد نیاز علی
خان کو مع تحائف و ہدایا اور پیشکش کے بادشاہ کی حضور مین بہیجا دن۔ مجد الدولہ بہی نہایت بدباطن تہا
اور اوسکی دلسے یہ خواہش تہی کہ بادشاہی کام کو سربسری حاصل ہو۔ اوس نے مختار الدولہ
کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کر دیا اور خلعت وزارت
دلانے مین دیر لگائی۔ مجد الدولہ ایلچ خان کے معاملات مین عمداً لیت و لعل کرتا تہا اور
نظرون مین تہا کہ یہ سونے کی چڑیا جال سے نکلنے نپائے۔ گوپال پنڈت وغیرہ افسران سپاہ جو ریاست
لکہنو کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے اونہون نے اپنی تنخواہ شاہجہان آباد مین طلب کی
ایلچ خان نہایت ممسک تہا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر تھی۔ اس حیلے حوالے
مین رکہا کہ آجکل مین خلعت وزارت لیکر چلتا ہون۔ اور شاہ عالم کے درباری اوسکو ذلیل قوم
سمجہکر اکثر مضحکہ کرتے تھے۔ ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی بات کہی کہ خان
مذکور کو جواب بن نہ آیا۔ فرط خجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تہا کہا کہ راجہ رام ناتھ
میرے رخصت کے معاملے مین مخل انداز ہے اوس سے سمجہنا چاہئے سپاہیون اور افسرون نے شب
مین آکر اوس کے مکان پر بلوا کیا۔ رام ناتھ تو عالم اضطراب مین کسی طرف سے نکلگیا لیکن حکم بادشاہی
ایرج خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت مین یہ حرکتین خلاف ضابطہ مین۔ ناچار ایلچ خان
نے باون ہزار روپئے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو روانہ لکہنو کیا۔ ایلچ خان بخوبی سمجہ گیا تہا کہ

[۱] دیکہو فرح بخش ۱۲

مجدالدولہ دنیا سازی کرتا ہے اور مجد الدولہ میری تذلیل کے درپے ہے لیا تو کہ مجھے یہان کسی بلا مین پھنسوا دین اور پھر یہان سے نجات نہ مل سکے اس سے بہتر ہوگا کہ مین یہان سے ہی نکلجاؤن اسلئے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات مین تو کوئی شبہہ نہین لیکن ارکان دولت دشمنون کے اغوا سے عزت و ذلت کے درپے ہین اسلئے غلام رخصت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے نیمہ آستین عطا کر کے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہان سے رخصت حاصل کر کے بیل مرام آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ چغلخوری کر کے تخریب کے درپے ہو جاینگے۔ اسلئے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تھا لکھا کہ مجدالدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے فرد سے برگوش برآواز تھا ایلچ خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خان اکبرآباد کو چلا گیا ذوالفقارالدولہ محمد نجف خان نے ایلچ خان کا اکبرآباد مین پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف غنیمت جانکر بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ مین اوس کو بلالیا۔ اول نجف خان ایلچ خان کے ڈیرہ مین گیا۔ اور دوستی کے مراسم بخوبی بجالایا جس سے ایلچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور نجف خان کی اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ اور اوسکی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خان نے محالات قلعہ اکبرآباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کر دی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر تمام کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لئے دئے۔ آصف الدولہ نے مصاحبون کے اغوا سے ایلچ خان کی حویلی کو جو فیض آباد مین تھی ضبط کر لیا جس مین پرانے چینون اور تانبے کے ٹوٹے پھوٹے برتنون کے سوا کچھ نتھا۔ لال محمد ایلچ خان کا بھتیجا آصف الدولہ کے پاس رہگیا۔

قلعہ الہ آباد مین روہیلکھنڈ کے قیدیون کو تکلیفین پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی مین روہیلکھنڈ کے بعض قیدیون جو مسکین لوگ تھے رہا کر دیا۔ مگر عرب خان بریچ اور خان محمد خان و کمالزئی خان اور رحمت خان اور عالم خان غرغشتی۔ اور حرمت خان اور ملا احسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور ملا عبدالواحد خان۔ اور قاضی محمد سعید خان اور موخا شامان اور اختیار خان جبلیہ اور ملا صاحب خواجہ سرا کو کہ ذی حوصلہ

اولوالعزم آدمی تھے نہ چھوٹا اونسے بد وصول کرنیکی بھی توقع تھی اور نہ حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے خاندان کو چھوڑا بلکہ کئی مہینہ کے بعد محبت خان کو بھی الہ آباد بھیجدیا یا۔ مگر مرزا علی خان آصف الدولہ کے ماموں نے شفاعت کی جس سے وہ بچ گیا۔ تاہم بعض حسد پیشہ مصاحبوں کے اغواسے حافظ صاحب کے خاندان کی ایذادہی میں خفیہ کارروائی کا شروع کی محبت خان کی ملاقات اور تنخواہ بالکل بند کردی اور آصف الدولہ کے ایماسے سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد قیدیوں پر سختی کرنے لگا۔ اور سو روپیہ یومیہ جو اونکی خوراک کیلئے تھے شجاع الدولہ کے عہد سے مقرر تھا اس کے دینے میں عذر و حیلہ کرنے لگا۔ اور تھوڑا تھوڑا دیتا تھا۔ اسی عرصے میں آصف الدولہ مہدی گھاٹ کو گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان جو لشکر کے ساتھ تھے بے سروسامانی کی حالت میں ہمراہ گئے۔ مہدی گھاٹ کے مقام پر جان برسٹو صاحب رزیڈنٹ گورنر کا مرسلہ آیا اور اوس نے محمد ذاکر کی زبانی محبت خان اور ذوالفقار خان کا یہاں موجود ہونا نہایت بے سروسامانی کی حالت میں سنا تو انکے پاس ہرکارے بھیجکر اپنے پاس بلایا۔ مگر انہوں نے علانیہ رزیڈنٹ کے پاس جانا مناسب سمجھا اسلئے خفیہ رات کے وقت ملے اوس نے انکی تسلی وتشفی کی اور انکی بہبودی میں کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور انکے ڈیرے اپنے ڈیروں کے پاس کھڑے کرائے اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپے انکو دئے اور کہا کہ تم بے اندیشہ اپنے حالات ہمسے بیان کرتے رہا کرو[1]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعداللہ خانکی بیگم کا اسباب ضبط ہوجانا اور پھر اوسکا واگذاشت ہونا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب سعد اللہ خانکی بیگم فیض آباد میں رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ بیچ کر گذر کرتی تھی۔ اور ہمیشہ پریشان حال رہتی تھی۔ وہاں کوئی اوسکی خبرگیری نہیں کرتا تھا۔ نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کئے تھے اوسکا عوض یہ دیا گیا کہ آنولے سے اونکی بیگم کو حراست میں رکھکر فیض آباد کو لے گئے اور وہاں قید کردیا نواب آصف الدولہ

[1] دیکھو اخبار حسن و گل رحمت ۱۲

او سبز طرفگی یہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کرلیا او مفت بدنام خلایق ہوے
اس لیے کہ اوسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور کھلونون اور ظروف کے زر نقد تھا - یہ سارا قصور
اہلکارون کا ہی جو نیک و بد مین تمیز نہین کرتے - اونہون نے نواب کو اس پوچ حرکت پر کیون
آمادہ کیا - نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے احترام الدولہ
کالون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچھ لکھا صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے پوچ
کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ تمسکے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بھیجے تھے اور اونمین وعدہ
کیا تھا کہ تمہارے بیٹن کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کیے جاینگے دکھاے - نواب نے
شرمندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا -

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکھنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبرا روپیہ لینا - اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدے دینا

سیر المتاخرین دگیان برکاش مین لکھا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین
گذرا برسات کے بعد آب و ہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مان اور دادی
کو لیکر فیض آباد سے لکھنو کا عزم کیا - اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ
ہمارے سپرد کرو - شجاع الدولہ کی یہ عادت تہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکھتے تہے
اس باب مین آصف الدولہ اور اونکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار
بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کی لیے اونکو فارغخطی لکھدین غرضکہ
بظاہر پچاس[۵] لاکھ روپیے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغخطی لکھدی - آصف الدولہ
لکھنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوے - سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین
ایام صاحبزادگی سے چند ہندو تلنگے تقرب رکھتے تھے - اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوے

۵ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تو ان پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کیئے - اور رسالے اور جاگیر اور پالکیان دیکر بڑے اقتدار پر پہونچایا - اونمین سے ایک کو بیسواڑہ کی عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی - اور اپنی پالکی کے کہارون مین سے ایک کہار کو راجہ جہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا - غرضکہ اون کے مصاحب بجز رذیل اور پوچ لوگون کے نہین ہین

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکھنو سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا - اور فرخ آباد کے نواح مین پہنچکر قیام کیا اور کئی مقام وہان کئے - اور وہان سے کئی توپین اور دو تین ہاتھی اور کچھہ گہوڑے پسند کرکے لے لیئے کہتے ہین کہ پانچ لاکھہ خراج کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے - ایک روز ایسے بڑے بڑے اولے پڑے کہ ایک ایک اولہ پانچ پانچ سیر کا تہا اسکے صدمہ سے بہتسے آدمی اور جانور ہلاک ہوئے پہر یہان سے اٹاوہ کی طرف کوچ کیا[1] سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوہ سے پہونچکر یہان قیام کیا - یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید[2] کی حدود مین واقع ہے جہان سے اپنے بہائی سعادت علی خان کو جو روہیلکہنڈ کی حکومت پر متعین تھے اور شیدی بشیر کو طلب کیا

شیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹھانا اور بہاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

محمد بشیر شجاع الدولہ کا غلام زر خرید تہا - اور نواب موصوف کی خدمت مین نہایت تقرب رکھتا تہا شجاع الدولہ نے اوس کو نجیب آباد کے انتظام پر مقرر کردیا تہا - فرح بخش مین بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے مخالفونکے اغوا سے اوسکی بربادی کی فکر کی - اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین ہی کہ جس وقت شیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس پر عنایت کرکے غافل کیا - اور جب اوس کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا تو چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرلین

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲ [2] انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہی یہ دونون دریا کوہ کمایون سے نکلکر الہ آباد کے پاس مل گئی ہین تو انتربید کا مبدا دامن کوہ کمایون ہوا اور منتہی نواح الہ آباد ۱۲

اتفاقاً اس نے بھی اس منصوبے کی خبر پائی بچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے فرح بخش مین ذکر کیا ہی کہ مختار الدولہ نے مجنیون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا ۔ ایک دن جب لوگ اوسکی اذیت اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے ۔ اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آ پہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین ۔ میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک شریف آدمی تہا اور حبشی مذکور کا بڑا نامی رفیق تہا اور مرہون احسان تہا اور شجاع الدولہ کی طرف سے اوسکی نیابت کا کام انجام دیتا تہا اوس نے مجنیون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا چاہیے ۔ مجنیون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹہا دیا ۔ اور کوئی دقیقہ اوسکی بے حرمتی مین باقی نہ چھوڑا ۔ بشیر دو شبانہ روز مجنیون کے حوالے مین سپاہیون کے زمرہ مین چھپا پڑا رہا آخرکار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو قارون کے خزانے سے کم نہ تہا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا ۔ اور فرح بخش مین یون ہی مذکور ہی اور سیر المتاخرین کے مولف نے کہا ہی کہ میر بہادر علی نے شیدی سے دشمنون کے ہنگامے مین بشیر یہ کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طور سے ممکن سمجہین اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہی ۔ آپ لوگ شیدی کے ہمراہ ہو کر اون کو دریا کے پار کر کے نجف خان کے ملک مین پہنچا دین ۔ یہ کہکر بشیر کو گہوڑے پر سوار کیا ۔ اور چند معتبر آدمی ہمراہ کئے ۔ اور کہا کہ آپ حسن الارکان یہان سے فرار ہوجیے ۔ اس عرصے مین لوگ بشیر کے خیمے پر آ پہنچے طرفہ شور و شر پیدا ہوا حبشی مذکور نے اس معرکے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا ۔ ہوا آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدہ گہڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمے مین داخل ہوکر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شیدی بشیر گنگا پار ہوکر آصف الدولہ کی سرحد سلامت نکلگیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گہسکر اوسکو ڈہونڈہا تو نپایا ۔ بشیر اکبر آباد مین ایلچی خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور تہوڑے دنون کی بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کئے ہوئے تہا طلب کر کے معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لاہور اور رہتک و ہانسی حصار بہیجر اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کرے اور پنی صاف جلائے اور سپاہ جمع کرے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا ۔ اور میوات بلوچ کو موافق کر کے لاہور علاقہ رہتک مین مقابلہ کیا ۔ ملا رحمداد خان روہیلہ نے عبد الرحمٰن کے

ایٹا سے ۳۰ کوس کی مسافت کا دھاوا کر کے بنگش کے لشکر پر شبخون مارا۔ بشیر اور موسیٰ خان بلوچ دونوں میدان جنگ سے گھوڑوں پر سوار ہو کر فرخ آباد بھاگ گئے۔ یہ مقام بلوچ مذکور کا تھا۔ اور جو رہے اوس فرخ آباد سے۔ جو نواب بنگش کی حکومت میں تھا۔ ملا رحمداد خان نے گھوڑوں۔ ہاتھیوں۔ نیموں۔ پالکیوں اور دوسرے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑے دنوں بشیر موسیٰ خان بلوچ کے علاقے میں رہکر پھر ذوالفقار الدولہ کے علاقے میں چلا گیا۔ اوس نے بدستور حاکی کی اور وہی علاقہ سونپنے لگا بشیر نے قبول نہیں کیا۔ گو رسہاسے نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ بشیر کے چلے جانے کے بعد مختار الدولہ نے نواب کی دیوانی کا خلعت مع خطاب مہاراجگی کے راجہ جگن ناتھ داماد راجہ صورت سنگھ دیوان نواب شجاع الدولہ کے لئے تجویز کیا اور راجہ صورت سنگھ کو مہاراجہ کا خطاب دیکر بشیر کے علاقے پر روانہ کیا۔

مختار الدولہ کا انوپ گر اور امراو گر گوشائیوں کی خرابی کا سامان پیدا کرنا انوپ گر کا ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

راجہ اندر گر گوشائیں نواب صفدر جنگ کے پرانے متوسلین میں سے تھا جب صفدر جنگ نے اپنے بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دلی کا محاصرہ کر لیا تو کالی پہاڑی کی لڑائی میں اندر گر گولی سے مارا گیا۔ انوپ گر اور امراو گر دونوں اوس کے چیلے قوم برہمن سے تھے اندر گر کے مرنے کے بعد صفدر جنگ نے ان دونوں چیلوں پر نظر عنایت رکھی۔ اور ہر ایک کے لئے جدا جدا سپاہی مقرر کئے صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونوں کو مرتبہ امارت پر پہونچایا۔ انوپ گر کو راجہ ہمت گر بہادر کا خطاب دیا اور امراو گر کو بھی راجہ کا خطاب عطا کیا اور اپنے تمام امرا اور سرداروں سے انکی عزت بڑھا دیتے تھے۔ اپنی زندگی میں اٹاوہ وغیرہ محالات سے میان دوآب اور کالپی وغیرہ پچاس لاکھ روپیہ کی آمدنی کا ملک ان دونوں گوشائیوں کی سپرد کر دیا۔ ان گوشائیوں نے اپنی ہمت اور جرأت اور سلیقہ شعاری سے مرہٹوں سے دوسرے محالات بھی دبا لئے۔ اور قلعہ جہانسی کو گھیر لیا۔ محصورین عاجز آکر اپنی نجات کی استدعا کرتے تھے۔ کہ مختار الدولہ نے ایلچ خان اور بشیر خان کے اخراج کے بعد ارادہ پختہ کر لیا کہ ان دونوں گوشائیوں کو اٹاوہ وغیرہ سے معزول کر دے۔ مگر یہ کام ادس سے ظہور میں نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے ان دونوں کے پاس تیس ہزار کی قریب سپاہ تھی۔ میر مذکور

انکی تخریب کے لیے آصف الدولہ کو اناوے کو لیگیا۔ ہمت گر بہادر نے تاڑ دیا کہ خیر نہین ہے اسلیے
اپنے حاضر ہونے مین لیت و لعل کیا اور محاصرہ کے بہلنے سے جہانسی کیطرف رہا آخر کار
عہد و پیمان کے بعد آصف الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوا نواب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور
اور سرپیچ دستار مع گوشوارے کے عنایت کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ
تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب مین مصروف نہین کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے
منحرف کرتے رہتے تھے۔ تاہم نواب گوشائیون کے باب مین مختار الدولہ کا مشورہ نہین مانتے تھے
میر مذکور نے یہ ٹھان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو جان برسٹو صاحب سے موافقت کرکے دونون
گوشائیون کو اناوے اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہئے۔ گوشائیون نے اپنی فوجون
اور چیلون کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کرکے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور بیدل و رنجیدہ ہوکر
ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہوکر راجہ جہاؤ لال کی معرفت
اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی۔ مگر اب جہانسی کا فتح کرنا
مشکل ہوگیا۔ کیونکہ محاصرہ کے اُٹھتے ہی لچھمی راو اور بالا راؤ وغیرہ مرہٹون نے بہت سا سامان رسد
اور فوج جہانسی مین جمع کرلی۔ اور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کرلیا تھا۔ اور قلعہ جہانسی کا انتظام کرکے
مورچے جدید بنائے تھے۔ نواب آصف الدولہ اگرچہ گوشائیون کے حال پر مہربان تھے لیکن وہ مطمئن
نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے خائف تھے اسلیے ہمت گر جہانسی کے انتظام کے بہانے سے
آصف الدولہ سے رخصت ہوکر تہوڑے دنون بہنڈ کے ضلع مین مقیم رہا۔ اور اوس ضلع کو ویران کرکے
اور بہنڈ کی آبادی جلا کے اکبرآباد کو ایلچ خان کے پاس چلاگیا۔ کیونکہ دونون مین مدت سے عہد و
پیمان ہو رہا تھا وہانسے ایلچ خان کی تحریر کی ذریعہ سے نواب ذو الفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ مین
مصروف تھا چلاگیا اوس نے اوسپر بڑی مہربانی کی۔ نواب اسنے ڈیگ کو فتح کرکے محالات سنکہانہ وغیرہ
بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک ہمت گر کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ مین دیدیا فرح بخش کا مولف اسکے
بعد کہتا ہے کہ امراؤ گر ابھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے بیدل ہے
اوسنے اناوہ وغیرہ میان دوآبہ کا ملک گوشائیون کی حکومت سے نکالکر زین العابدین خان کو ذمہ
مقرر کردیا ہے۔ وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کرکے زرتحصیل اقساط کے بموجب خزانے مین بہیجتا ہے
بالفعل آصف الدولہ کی سرکار مین مختار الدولہ کا طوطی بولتا ہے۔ اور اُسنے تمام ساختہ پرداختہ معقول
نہے۔ اور وہ مال اندیشی کی وجہ سے جان برسٹو سے ملا ہے۔ دونون تمام ریاست پر حاوی ہین

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش مین لکھا ہی کہ دوندیخان اور حافظ رحمت خان کی اولاد اور حبقدر روہیلکھنڈ کے علما و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد مین قید تھے اونھون نے متواتر عرضیان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت مین بھیجین - اور استدعا کی اس قید محنت سے ہم کو رہا کر دیجئے - نواب موصوف نے رحم کہا کر مسٹر جان برسٹو لکھنؤ کے انگریزی رزیڈنٹ کو ان کی رہائی مین کوشش کرنے کے لیئے لکھا رزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے مین بہت دباو ڈالا - آصف الدولہ نے تین لاکھ روپئے ان لوگونکی رہائی کے عوض مین طلب کئے - اور یہ رقم اس طرح سے پوری کی گئی - کہ ایک لاکھ اسی ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے - اور ایک لاکھ بیس ہزار روپئے نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے دئیے اسطرح تین لاکھ روپئے جمع ہو کر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے جنھون نے آصف الدولہ سے قیدیونکی رہائی کا حکم سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بھیجا اوس نے ایک مہینے تک سامان کی تیاری کے بہانے مین ٹال دیا [1] - اور آخرکار ۲۹ شعبان ۱۱۸۰ ہجری کو جان برسٹو صاحب کے ہرکارون اور اپنے آدمیون کے ساتھ ان قیدیون کا قافلہ لکھنؤ کو روانہ کیا - یہ لوگ گورکھپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۱۸۹ ہجری کو لکھنؤ پہونچے - کچھ دنون خواجہ یاقوت کے باغین خیمون کے اندر رہے پھر کرایہ کی حویلیون مین رہنے لگے - نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تھی اور فتح خان خانسامان کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بھیجدیا - روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریر کے بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھ روپئے سال کی پنشن ان لوگون کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار اکبر آباد کے نام حاصل کر کے جان برسٹو صاحب نے انہیں تقسیم کر دی -

---

[1] دیکھو گل رحمت ۱۲۸

انگریزون کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملات

مڈلٹن صاحب تو پہلے ہی گئے تھے اور اون کی جگہ برسٹو صاحب بھیجے گئے تھے - شجاع الدولہ کے مرتے ہی گورنر کی کونسل مین فرنسس صاحب اور کرنل مونسن اور جنرل کلیورنگ کی غلبہ آرا سے یہ امر فیصل ہوا کہ شجاع الدولہ کے ذمے جو روپیہ واجب الادا ہے اوس کو بہت جلدی وصول کرنا چاہیے - اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد و پیمان اون کے باپ کے ساتھ سرکار کمپنی کے ہوئے تھے وہ سب اونکے ساتھ قبر مین گئے - اور کوئی اونمین سے اب باقی زندہ نہین اب جو کچھ نیا سود امداد و اعانت کا لگے تو اوسکی قیمت از سر نو ٹھہرائی جائیگی پرانے بھاؤ پر نہین دیجائیگی - برسٹو صاحب عقل کے پتلے تھے اونہون نے آصف الدولہ کو اپنے شیشے مین اوتارا اور اونکی مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تھے کہ مسٹر جان برسٹو میری جان ہے - میرا بھائی ہے - میرا مالک و مختار ہے - جو کچھ وہ کہے وہ کرو - سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ مختار الدولہ بغیر اوسکی صلاح کے معاملات مین دم نہین مار سکتا تھا - اوس نے مختار الدولہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ بنارس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ چیت سنگھہ بن بلونت سنگھہ کی زمینداری مین ہے اور جسکی مالگذاری چوبیس لاکھہ روپئے کی ہے - اور ستر لاکھہ روپئے کے قریب محاصلات ہے سرکار کمپنی کو دلادے - اوس احمق نے آصف الدولہ کو جان برسٹو صاحب کی طرف سے امید و بیم مین ڈالکر راضی کردیا - بیورج صاحب تاریخ ہند مین اس مطلب کو یون ادا کرتے ہین کہ کونسل کے اون تینون ممبرون نے ہسٹنگز کی مرضی کے خلاف نواب وزیر اودھ کو دباکر بنارس قلمرو سرکار انگریزی مین شامل کرادیا - غرضکہ رزیڈنٹ کی رسائی سے ۲۰ - ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۲۱ - مئی ۱۷۷۵ ع کو نیا عہد نامہ لکھا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو شجاع الدولہ کے ہاتھہ فروخت کیئے گئے تھے آصف الدولہ کے قبضے مین اوسی ہیئت سے رہین گے جیسے کہ ملک اودھ اون کے پاس ہے - اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہین کہ وہ صوبہ اودھ اور کوڑہ الہ آباد کی حفاظت کرین گے - جب تک مرضی کورٹ آف ڈائرکٹرز کی دریافت ہوگی - اور نواب نے اپنے ملک کی اس حفاظت کی بابت انگریزی کمپنی کو تمام اضلاع ماتحت راجہ چیت سنگھہ کے مع محصول خشکی و دریا دیدئے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سرکار بنارس - سرکار چنارگڈھ - بکیلس گڈھ - اضلاع جونپور - منیچہ پور - ملبوس خاص - بھدوی سرکار غازیپور - پرگنہ سکندرپور - فرید شادی آباد و پٹنہ سرریخ وغیرہ انکا خراج ۲۲ لاکھہ

۵۴ ہزار ۴ سو ۹۴ روپیہ مقرر تہا اور نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ ایک برگیڈ انگریزی سپاہ کی تنخواہ
جو مدد اور اعانت کیلیے اونکی ہمراہ رہیگی ماہوار بڑہا کر دو لاکہہ ساٹھ ہزار روپیہ مہینہ دینگے
اور اس عہدنامے مین نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور
سمرو قاتل انگریزون کو اپنی ملک مین آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکہین گے - اور اگر وہ اونکے
قابو مین آجائین گے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردین گے - اور یورپ کی کسی اور
قوم کو اپنی ملازمی مین بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نرکہین گے - اور جو کوئی انگریزی کمپنی
کے پروانے کے بغیر اونکی ملک مین آئیگا یا اوس مین گذرے گا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک مین سے
تو وہ اوس کو آنے نہ دین گے بلکہ اوس کے آنے مین مانع ہونگے - اور اگر آبھی جائیگا تو اوسکو ہم اکر
بہیجدینگے - تمام یورپین کسی قوم کے ہون جو نواب مذکور کی ملازم ہین اس عہد کی رو سے برخاست ہوئے
اور اونہون نے وعدہ کیا کہ انکو نوکر نہ رکہین گے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہوکر آیا ہے
یا آیندہ آئیگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کردیا جائیگا - اور طرفین نے
یہ بھی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو لکہین گے تو وہ اوسکی رضامندی
اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا - اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچہہ بھی لحاظ نہ کیا جائیگا -
اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علحدہ اس مضمون کا بھی لکھدیا کہ زر بقایائے انگریزی کمپنی
بابت کوڑہ الہ آباد و روہیلکھنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار
بروقت واجب ہونے کے ادا ہوگا - سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ
اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا - مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد
مین وہ خود بنارس تک آیا تھا - اور ملک مذکور کی درخواست کی تھی - اور شجاع الدولہ نے
بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے بتا دیے تھے اور نہ دیا تہا - اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرفسے
رزیڈنٹ تھا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسیقدر ملول
ہوا - اور اسوجہ سے اُسنے ان شرطون کو منظور کرنے مین یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون
عہد و پیمان کے ہین جو شجاع الدولہ کے ساتھہ ہوئے تہے - اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت
جبرًا قہرًا نواب سے جو شرطین چاہو ٹہیرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سے سب کو منظور کرلینگے
مگر اون کا ایفا نہ کر سکین گے - جب کورٹ ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا
ملک ہاتہہ آتا ہی - اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹہیرا ہے تو انہون نے مراسلہ ۲۴ نومبر

خط مين يہ لکھا کہ ہمکو کبھی ایسی خوشی خاطر اپنے ملازمون کی کارگذاری سے حاصل نہین ہوئی جیسی کہ آصف الدولہ کے ساتھ اونکے عہد و پیمان کرنے سے ہوئی - جو عہد و پیمان آصف الدولہ کے ساتھہ کیے گئے ہین ہم اونکو بطیب خاطر منظور کرتے ہین -

سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہی کہ مختار الدولہ نادان تھے باوجود اس قدر توانع صنعت کے اپنے حق مین کچہہ بھی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا - اس وقت جو کچہہ چاہتا فورا ہو جاتا - اور کسی کی مجال نہوتی کہ اوسکی طرف آنکہہ اوٹھا کر دیکھتا نہ کہ مار ڈالتا - اگر ایسا مارا جاتا تو اوس کے انتقام مین قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصف الدولہ کی ریاست اوسکی اولاد کو جاتی - لیکن تقدیر مین یہی تھی القصہ بنارس مع توابع کے ضمیمہ بنگالہ ہوا - اور معاملات ملکی وہان صوبہ اودہ - الہ آباد اور پھر کرہ اور کوڑہ اور اٹاوہ اور روہیلکھنڈ مین بہت خلاف جان برسٹو صاحب کے کچہہ نہ ہوا آصف الدولہ اپنے باپ کی فوجکو تنخواہ دینا عبث سمجھکر اوسکے استیصال کی فکر مین مشغول ہوتے - آخرکار رسالہ دار موقوف کیے گئے - چنانچہ بہت بہادر اور اوسکا بھائی امراو گیر اور مرتضی خان بڑیچ اور شیخ احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہوکر لشکر نجف خان مین پہنچے - اور بعض اشخاص پریشان ہوکر اور جانب سدہارے -

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے لڑانا اور اوس پلٹن کا شکست پانا

ملخص تاریخ اور تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین مین ہی کہ شجاع الدولہ نے چار پانچ ہزار آدمی شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر رکھے تھے اور سید احمد نامی اونکا افسر تھا اور اونکو تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اونکے پاس بندوقین توڑہ دار تھین مگر وہ اونسے نہایت پھرتی سے آگ اٹھاتے تھے - بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلئے اونکی خاطر داری زیادہ تھی آصف الدولہ رفقاے پدری سے بیزار اور درپے ایذا تھے یہ رسالہ کالپی مین متعین تھا دسی دن سے اپنے پاس مقام اٹاوہ مین بلا لیا - جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام کرے اور فرمایا کہ توپین جو تمہارے ساتھ ہین داخل کردیجائین - نجیب پلٹن کے لئے ایک یا دو توپین - اور تمام بندوقین بھیجا ہمکو ہکمرانی توپین داخل کردین آصف الدولہ نے اون توپون اور تمام بندوقون کے داخل کرنے کا بھی حکم بھیجا ہون لیے سمجہہ لیا کہ تنخواہ دینے کی نیت نہی - غرض کہا کہ ہماری تنخواہ عنایت ہو تو ہم توپ اور بندوق سپاہ

داخل کردین آصف الدولہ نے آشفتہ ہوکر مختار الدولہ سی کہا کہ انکی سرتابی کی سزا دو اوسنی عرض کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہین اور کچھ غرض نہین رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمھین یہ تکلیف گوارا نہین تو ہم خود جاتے ہین۔ جب اونہون نے دیکھا کہ خود بدولت سوار ہوتے ہین تو مجبور ہوکر فوج متعینہ لیکر اونکی سرکوبی کو گیا۔ وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نرکھتے تھے میر احمد مرچکا تھا مگر لاچار آصف آرا ہوے تزدیک تھا کہ مختار الدولہ بھگا دین۔ لیکن بھگادیں کے پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی۔ اور ہجوم بکثرت اور سامان مہیا پاس تہا اس لئے اوس نے پایداری کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہو چکے اور باقیماندہ بھاگ کر جانبر ہوے۔ یہ واقعہ محرم سنہ ۱۱۸۹ ہجری کو مقام اٹاوہ مین ظہور مین آیا آصف الدولہ کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تھے اس لڑائی مین کام آئے۔ اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہوے اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خواجہ سرا حسن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تعلیم سے جرنیل بنایا تھا ہر ایک کے ساتھ چھ پلٹنین مع توپخانہ اور اسباب متعلقات کے رہتی تہین۔ صاحبزادے کا یہ حال دیکھکر اودہ سے چلے جانے کے خیالات مین مصروف ہوے۔ سیر المتاخرین کا مولف بیان کرتا ہی کہ مین لکھنؤ مین آیا تو ان سب بے عقلون کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کی اولٰئک کالانعام بل ہم اضل سبیلا سراپا بہائم تھے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور اونکی طبیعت کو عموماً متحمل اور سب کے برداشت کرتے ہین بہت احمق کہتا ہی۔ اور اونکے چال چلن کو ناپسند کرتا ہی اور لکہتا ہی کہ اونہون نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کردیا۔

باسی پلٹن کی بربادی

گورسہائے نے تاریخ اودہ مین لکہا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افاغنہ کے عزم سی گنگا کو عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کی تفویض کردیا راجہ کے ساتھ میر افضل علی بہی تہا نواب کی وفات کے بعد بھی آٹھ ماہ تک یہ دونون متصرف رہی۔ مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے مخالفت کرے اور اوسکی لشکر کو تباہ کردے۔ مین کسی شخص کو یہان سی بہیجونگا۔ تم اوس کے اتفاق سے کام کیجیو اور مین جانتا ہون کہ وہ ملک سرکار سی علاقہ نہین رکہتا ہی۔ اور جو کچھ تمہارے سپاہیونکے لئے مقرری ہم اوس سے زیادہ دیتے ہین۔ اور سوائے فوج موجودہ کی جو کچھ فوج اور نوکر رکھوگے اوسکی تنخواہ بھی ملک منسوب ہوگی۔ اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی۔ لیکن کسی کو اسپر اطلاع نہو افضل علی نے بپاس حق نمک مختار الدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس چہاولال

کے ساتھ رہتا تھا اوس کا شقہ بھیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکھا دیا جاوے۔ شخص
مذکور ملنے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کے داروغہ
مرزا الّو کے پاس بھیجدیا مختار الدولہ نے اون خطوں کو چاک کر کے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا
اور راجہ جھاؤ لال کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکھہ بھیجین کہ سرِ مو ہمت
بہادر کی حکم سے تخلف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکھا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے عداوت اختیار کر رکھی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین
حضور مین بھیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہو کر رہو۔ میر مذکور اصل کار سی غافل تھا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادۂ جنگ ہو۔ راجہ بھی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دوراندیش آدمی تھا چند
آدمیون کو درمیان مین واسطہ کر کے تصفیہ کر لیا اور پھر ایک مختار الدولہ کو لکھا۔ اور ایک عرضی حضور مین
لکھی کہ میر افضل علی بوجہ مجھسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور
کا شقہ میر مذکور کی نام صادر ہو جاوے کہ بوجہ فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہان بلا لیا جاوے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بجد ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف مین لاوے۔ الغرض شقہ اوسکی طلبی مین روانہ کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل پہونچا تو بسبب اس کی کہ شام ہو گئی تھی قریب دو کوس کی لشکر
سی اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پا کر حضور مین عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس کاوش کے جو مجھسے رکھتا ہی لشکر سے علحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ وہ اپنی
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جانو اور وہ جانے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے پچھلی رات
سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جما دیا اور قبل اس کے کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہو ادہر سے آتشباری شروع ہو گئی ظہر تک ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گھیرے ہوئی ہی تو
بھاگنے لگے میر افضل اپنی دو تین بھائیون کے ساتھ آمادۂ مرگ کھڑا تھا اوس وقت مختار الدولہ نے
عبد الرحمن خان قندہاری کو قسم کہا کر بھیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچیگی وہ حاضر ہو جاوے
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بھیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سی پرخاش
کی بھی جواب دیا کہ راجہ جھاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور مین لکھی ہے۔ جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگا کر

مضبوط میں پیش کردیا۔ ۱۱۹۰ہجری میں نواب نے جھاؤلال کو قید کردیا۔ جھاؤلال شجاع الدولہ کے عہد میں نوکر ہوا تھا نواب آصف الدولہ کی خدمت میں مقرب ہوگیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخانہ کی داروغگی میاں بسنت کو ملی اور پہلے ... سے چلے گئے اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکھکر اپنی اپنی فکر میں مصروف تھے چونکہ اب ہندوستان میں نوکری تو کہیں تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تھا بہرحال اوقات بسری کرسکتے تھے منجملہ اونکے محبوب علیخان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کیطرف سے کوڑے اور اٹاوے کا حاکم تھا اور کسیقدر صاحب جرات وغیرت بھی تھا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت متحیر رہتا تھا کہ کیا کرنا چاہئے لیکن فوج اور سامان سپاہ۔ جنگ اوسکے ساتھ تھا اوس کے پیادونکی رجمنٹ کا نام برق انداز تھا مع پیادہ وسوار کے اوس کے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تھی۔ اور کوڑے واٹاوے کے اطراف میں حسب الحکم شجاع الدولہ نہایت کروفر کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اوس کا بھی استیصال مدنظر ہوا۔ اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جانے پائے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان کو بھی معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر طور کوئی بات اوس کے خلاف کریگا تو وہ بھی نمکحرامی کا داغ لگاکر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے استیصال کے باب میں مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنیں چند کپتانونکی ماتحتی میں مقرر کرکے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لئے بھیجیں۔ اور یہ اسطرح بھیجیں کہ جسکا منشا ظاہر مسافرت معلوم ہوتا تھا۔ یہ لشکر محبوب علیخانکی سپاہ کے قریب رگذر ہی کے بہانے سے پہنچادیا گیا۔ اور کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور دم دیتے ملکر شہر میں اپنے مکان کو چلا گیا۔ فوج وتوپخانہ شہر کے باہر چھوڑا۔ بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا۔ اور صبح ہوتے ہی محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضائے حاجت کو گیا ہوا تھا کوئی کہین کسی کام میں مصروف تھا کوئی سوتا تھا۔ کوئی جاگتا تھا۔ محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی صرف چند تلنگے پہرے پر موجود تھے وہ حسب قاعدہ فراہم ہوتے۔ انگریزی فوج نے چھینا اور

ایک گولے کے چھٹنے سے پہنچکر میدان مین کہڑی ہوئی اور اب انگریزی سپاہ کے افسرون سے یہ کہا کہ ہم فلان طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہی۔ محبوب علی کی سپاہ نے منع کیا۔ اور اونہون نے کچھہ نہ سنا لڑائی ہوئی ادہر کچھہ تیاری تو تھی نہین انگریزونکی ایک باڑھہ نے بہتونکو بچھا دیا باقیماندہ مشوش ہوکر مفرور ہوئے۔ لشکر کے بچون نے مال و اسباب برباد صاف کیا۔ اور جو کچھہ بچا ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرونمین سے کپتان وقل کام آیا محبوب علی خان اس خبر کو سنکر سخت متحیر ہوا چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہو چکا تھا اون کپتانون کسی رحضت ہوکر مع اسباب کے آصف الدولہ کے حضور مین حاضر ہوا۔ وہ اوس کا حاضر ہونا چاہتے ہی تھے بہت خاطر کی۔ مگر آخر کار یہ بھی یہانسے خارج کیا گیا۔ اور نجف خان کے پاس چلا گیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک برگیڈ کا مالک تھا اس حال کو دیکھہ کر باہر نکل جانیکی راہ ڈھونڈھنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچھہ فوج شجاع الدولہ کی سرکار سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال و جواب کے لئے بادشاہ کے پاس رہا کرتا تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور کارسازی کرکے بادشاہ کی پاس مع پانچ پلٹنون کے چلا گیا اور مرزا نجف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک کہ ۱۲۰۰ہجری ہے دہلی مین بسر کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تھے کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی مان کو بہت تنگ کرکے ۲۶ لاکھہ روپیہ لیکر اوڑا دیا اور بیس لاکھہ روپیہ اور مانگنے لگے بلکہ اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی مان اور دادی کے پاس ہے وہ چھین لین غرضکہ جب نوبت یہ ہوئی تو بیگم نے گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اوسکا ۲۶ لاکھہ روپیہ تو نواب نے اس بہانے چھین لیا کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی۔ اب دوبارہ تیس لاکھہ روپیہ وہ اور مانگتے ہین اور سرکار کمپنی کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائیگا تو مین تباہ ہو جاونگا۔ بیگم نے لکھا کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھہ سے بہت تنگ ہون۔ اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر ۱۹ شعبان ۱۱۸۹ہجری مطابق ۱۷۷۵ء ۔۔۔ کو ایک عہد موثق بیگم کے ساتھہ کیا کہ بالفعل بیگم یہ تیس لاکھہ روپیہ اونکو دیدین۔ اور نواب نے یہ اقرار کیا کہ مینے اپنی والدہ سے تیس لاکھہ روپیہ بابت قرضہ حال

ــــ دیکھو حرف ۔۔۔ پیتما

اور چھبیس لاکھ روپیہ بابت قرضہ سابق کے کچھ نقد اور کچھ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ ورثہ پدری لیا اور اب کچھ دعوے میرا اونپر باقی نہین رہا یہ سب مینے افسران انگریزی کے ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت بہ نسبت جاگیر اور گنجات اور بارہ دری اور باغات اور کسال اودہ و فیض آباد کے جو اون کو نواب مرحوم نے دیا نکرون گا۔ اور اونکی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا۔ اور جب تک میری والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا۔ وہ اپنی جاگیر میں اپنی ملازمت کی معرفت تحصیل زر کرین مین اونکو نہ روکون گا اگر میری والدہ حج کرنے جائین تو اونکو اختیار ہے جسے چاہین اپنی جاگیر وغیرہ میں بطور مہتمم چھوڑ جائین یہ کلیتہً اونکے اختیار میں ہے۔ مین اوس مین مزاحم نہون گا خواہ وہ یہان رہین یا حج کو جائین یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی قبضہ مین مفوض ہوگی۔ اور کوئی شخص اوس سے مزاحم ہوسکتا جس کسی کو میری والدہ مہتمم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوسکی مین مدد اور حفاظت کرون گا۔ اور جب وہ حج کو جائین تو اون کو اختیار ہے جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین اپنے ہمراہ لے جائین مین مزاحم اوس کا نہون گا اور مین کچھ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرکے جواہر علیخان اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور تحویلدارنیوں کو نہ دون گا۔ میری والدہ کو اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرائط کے لحاظ رکھنے کی باب مین خدا اور اوسکے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ دیتا ہون۔ سرداران انگریزی اس قولنامے مین شریک میرے ہین۔ دوسرے یہ کہ مین زر قرضہ اپنی مان سے طلب نہ کرونگا۔ میرا کچھ دعوے اب اونپر نہین ہے۔ اور مین ہرگز اس عہدنامہ سے انحراف نہ کرونگا۔ اگر مین احیاناً خلاف ورزی اس عہدنامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ مین سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا۔ سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہاں سے خلعت وزارت حاصل ہونا۔ نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور چتر و تخت بھیجنا

مولوی ذکاءاللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ اودہ مین نوابی

کرتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ ماؤں اونکی بڑی بیتین۔ گہر مین بھی فساد تہا باہر بھی۔ ملک مین بدنظمی ہو رہی تہی۔ غرض ایسے ہنگامے برپا ہو رہے تھے کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگریزوں کو خوف تہا سنہ ۱۲۰۱ھ کے موسم سرما مین یہ افواہ اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین آصف الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل صاحب نے نواب کو سمجہایا کہ وہ نجف خان سے آشتی کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو اسنک وزارت کا خطاب بادشاہ کے ہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تھے مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب و خلعت وزارت کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بہیجکر یہ خطاب حاصل کیا خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے لئے بادشاہ کے ہان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے پاس لیجاؤ اوس کے صوابدید کے بعد آصف الدولہ کے پاس بہیجا دو۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تھی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پہر قطب الدولہ اوس ہی خلعت کو لیکر اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع حشم و خدم کے استقبال کرکے قربان باڑی برپا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت پہنکر بڑے اسکے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ کی اوسی دن مختار الدولہ مارے گئے[1] وزیر نے ایک لاکھ روپئے اور ہر قسم کے تحف و ہدایا اور اسباب و سامان مع چتر اور تخت روان کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سرپیچ جواہر اور جیغہ مکلل اور مالائی مروارید اور ایک ہاتھی اور آٹھ ہزار روپے دئیے۔ اور راجہ دیارام کو بھی خلعت دیا۔ اور راہ خرچ کے

---

[1] دیکہو مرآۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علی قدر مراتب دوشالے عطا کیے - اور بادشاہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار
الدولہ کے لیے اپنی نیابت کا خلعت مع فیل و عماری زر اور سائبان اور زربفت کی جھول
اور سپر بھیجا اور مجد الدولہ کے لیے دو ہاتھی اور ایک گھوڑا روانہ کیا - بعض کتابوں میں
لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لیے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا -
اور دونوں بادشاہوں کے پاس سے مختار الدولہ کو بھی خلعت ملے - تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے
کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسند نشینی کے بعد ہزبر جنگ خطاب دیا تھا -

مختار الدولہ کے قتل کے لیے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے
خاص اشارے سے مختار الدولہ مقتول ہوئے - تاریخ مظفری اور ملخص التواریخ اور فرح بخش
اور سیر المتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی اوس کے قتل پر مرضی تھی
مگر بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے - مولف عماد السعادت بھی لکھتا ہے کہ جب نسبت
مرزا محمد امین بن مرزا محمد یوسف کو رنے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختار الدولہ کو
درمیان سے اوٹھاتا ہوں تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ سے
بھی جنکی بیٹی مختار الدولہ کے فرزند سے منسوب تھی ایک دن ستحانا نواب وزیر نے پوچھا کہ مختار الدولہ
کے قتل کے باب میں کیا حکم ہے - اوس وقت بھی آصف الدولہ راضی نہوئے - اگر آصف الدولہ
کو مختار الدولہ کا موقوف کرنا منظور ہوتا تو کون روک سکتا تھا - پھر قتل کرانے کی کیا وجہ تھی
بعض اہل تحقیق نے اس واقعہ کی اصلیت یوں بیان کی ہے - اور یہ حال اون لوگوں سے
زبانی سنا ہے جو اوس وقت میں ریاست میں اقتدار رکھتے تھے کہ مختار الدولہ شباب کی
نشو و نما کے بعد ایران سے آئے تھے - نشۂ شراب غرور و نخوت جو لازمہ اہل ایران ہے اونکے
مزاج میں بھرا ہوا تھا اراکین سے منہ سے انشا کرتے تھے - امراء سے نہایت کج ادائی کے ساتھ ملاقات
کرتے تھے - باقی ملازمان نواب وزیر بھی نظروں میں کیا سمجھتے تھے - ... نواب
اور لسنت علی خاں نے ایک دن نواب وزیر سے عرض کیا کہ ہم لوگ جو حضور کے ساتھ

بزمِ شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہے مختار الدولہ ہم کو آب شمشیر سے سرد کردینگے جبتی دار
خالی گیا۔ مگر پھر عرض کیا کہ کروڑ روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہیے اسپر بھی نواب
نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھایا تو اونھوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ بوقت
بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں اور نواب انکی صورت
دیکھ کر آنکھ کھولتے ہیں اور کپتانان سلامی کے واسطے دولت خانہ کے اندر آتی ہیں
بہتر یہ ہے کہ اوس دم مختار الدولہ کے گولی ماردیجائے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع نتھی
مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے۔ اور انسے اور مختار الدولہ سے
قرابت بھی۔ اور صورت اس قرابت کی یہ ہے کہ نواب علی مردان خاں شاہجہانی کے پوتے نواب
کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تہیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی
ایک لڑکی مینڈو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب مصطفوی خاں سے منعقد تھی اس
مینڈو بیگم کی ایک بیٹی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی۔ اس قرابت قریبہ کی وجہ سے
مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو اون کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک یہ بار گراں
پیاری بیگم کہ اقبال الدولہ زوجہ پسر مختار الدولہ کی گردن پر رکھا کہ مینے مختار الدولہ کو قاتلوں کے
ہاتھ سے بچایا ورنہ اوسی وقت کام تمام ہوچکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوے
اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی بلانے کے لیے آیا مختار الدولہ
نے کسل طبیعت کا عذر کردیا جب تیسری بار عصابردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے
گھر میں مہیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ مناسب ہے کہ جلد آؤ جنابعالی تمہارے انتظار میں ابھی تک
خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوے تو مختار الدولہ نے مجبور ہوکر چھ سات سوار سرکار گنتار اور اکثر عزیز
و اقارب اپنے ساتھ لیے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہ اون کو فی الجملہ
اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ سفر مقام اٹاوہ میں پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو یہ خبر
ہوئی تو وہ بھی سوار ہوکر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے۔ نائب اور منیب کے پہونچنے
میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تہیں کہ نواب وزیر کی
آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا۔ نواب نے مختار الدولہ
کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے کیا بدی کی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کروڑ روپیہ خراب کیا۔ اور اوسکا
حساب نہ سمجھایا۔ مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر بے مہر جان برسٹو صاحب کے حوالے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کرور دو کرور روپیے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی ان مفسدون
پردازون کے نام سے اطلاع فرمائین کہ مین اعتقاد رویہ ادسکے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یا مری
دولت خواہی سے خالی نہین نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا مختار الدولہ نے عرض کیا
کہ میری دولت خواہی یہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو نہایت ابتر تھا بخوبی انتظام کیا
دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند بہتر کی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسری مسند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تھے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ فراخ ہین ریاست کی لیاقت نہین رکہتے دولت خواہ نے اوسوقت کرنل کلیمن اور مسٹر گوسی
کو برخلاف مسٹر بتولر صاحب کے حضور کی مسند نشینی کے لئے امادہ کیا۔ چوتہے محمد ایلچ خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لا سکا مینے بدولت حضور چند روپیہ کے وہانسے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے
بہی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب جبکہ انتظام
پورے ہو چکے تو ہر ایک خیر خواہی بگہارنے لگا۔ بہر صورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتہہ مین
ہے۔ اگر ان باتون پر بہی مزاج عالی مین کدورت ہی تو اس وزارت سے نان جوین ہزار درجہ بہتر ہی زیادہ
ہوس نہین جب تک جناب عالی محاسبہ لین مجہہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بہی اقرار ضمانت کیا۔ یہ باتین ہو چکین تو نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے رضامند رہا اور اب بہی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسوقت
میرے ساتہہ چلکر اپنے مخالفون کو مجہہ سے لو۔ چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹہاکر اپنے خیمہ مین لائے
ابہی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تہی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سن لی اور اونہیں پریشانی نے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامی دیکر بہاگ کر اپنی فوج مین جا چہپا۔ اسیطرح اور بہی روپوش ہو گئے
فقط راجہ جہاؤلال کی شامت سر پر سوار تہی حاضر رہا۔ اوسکو نواب نے بلاکر مختار الدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکہو۔ مختار الدولہ نے جہاؤلال کو ایک خیمے مین قید کر دیا۔ فقط اسی قدر
مماننعت کی قلمدان اور ہتہیار اس کے پاس نہ جانے پائین۔ اور پہرہ سر پر رہے۔ اسکو سوا حقہ
کہانے۔ اور کپڑون اور ناچ گانے مین کوئی فتور نہ تہا۔ دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتہہ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا۔ اور قسم کہائی کہ مجہکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتہہ سے لیکر خلعت دیا۔ اور فرزند خانہ زاد بنایا۔ ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح برپا کوئی ضد انہ اوٹھی

مختارالدولہ اور بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا - اور سعادت علیخاں کا بدنامی اٹھانا

یمین الدولہ سعادت علیخان جو بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے - اور اس عہد حکومت میں مختارالدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کرکے بلا لیا تہا - یہ نہایت مدبر تھے جکا م کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تہی - لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد میں ممتاز تھے - اور علاوہ تفضل حسین خاں اونکی اتالیقی میں رہتے تھے - سعادت علیخاں بھی اثناء سفر میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے - اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی - اونہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختارالدولہ کے عروج پر بانی نہ پھیریگا گوہر مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے - بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی - اور بسنت علیخان دہاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا - اور مختارالدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی - راجہ جہاؤلال و مفضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نورالدین اس کام پر مامور ہوئے - اور میر باقر اور یوسف خان جو محمد لب بیر کے ساتھ والوں میں تھے اونہوں نے بھی شراکت کی - اور تفضل حسین خاں بہی اس سوال و جواب میں مشیر و شریک تھے - بسنت علی خاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف تھا - اور آگے سے زیادہ حاضر باشی مختارالدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا[۱] - سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خاں خواجہ سرا کہ جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تہا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی نتہا مختارالدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تھا - اسلئے مکرر باہم گرما گرمی ہوئی اور وسائل اور ... ایک صفائی ہوئی - اسی ضمن میں ایکمرتبہ ایسی بحث بڑھی کہ آمیزش کی صورت نہوئی - آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خودمختاری مختارالدولہ کے جو مسٹر جان برسٹو سے متفق تہے

---

[۱] دیکھو ملخص سنہ ۱۲

آزردہ ہوکر اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جنرل ابن سانکو پاگیا جا کہ مختارالدولہ کو کسیطرح سے مارکر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باطناً مرزا سعادت علیخاں سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مار کر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہوکر پہونچ جانا بندہ آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کردیگا اور آپ کو مسند ریاست ملجائیگی جب یہ منصوبہ طے پاگیا تو بسنت علیخاں نے از سر نو مختار الدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کئے۔ اور فرح بخش میں ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تہا کہ اعیان سلطنت کے استیصال پر کمر باندھی اور بتدریج ہر ایک کو برباد کردیا۔ اور جو ہاتھ لگا اوسکو قید کرکے بڑی سختی اور عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا وہ ایلچ خاں ہے کہ رنگ صحبت بدلا ہوا دیکھہ کر حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو چلا گیا۔ اور مختار الدولہ کی دراندازی کی وجہ سے بادشاہ کے ہاں سے بدون حصول خلعت اکبرآباد کو نواب ذوالفقار الدولہ کی حمایت میں چلا گیا۔ دوسرا محمد بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا کہ مختار الدولہ میری بربادی کے درپے ہیں۔ تو بجتر گڑھ علاقہ نجیب آباد سے کنارہ کشی کرکے اکبرآباد کو چلا گیا۔ تیسرا الوپ گر گوسائیں ہے کہ وہ اٹاوے سے ہند کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے اکبرآباد کو چلا گیا[1]۔ اور بہند کو جلا کر اور لوٹ کر ذوالفقار الدولہ کے پاس پہونچا۔ سکندرہ فتح آباد اور سعد آباد اوسکی جاگیر داد میں ذوالفقار الدولہ نے مقرر کیا۔ انقلاب روزگار دیکھئے کہ تہوڑے دنوں سے نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختار الدولہ کی طرف سے کدورت آگئی تھی۔ اور مختار الدولہ کی طرف سے بھی روز بروز وہ حرکات جو آصف الدولہ کی رنجش اور خفگی کا باعث ہوئیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی صادر ہوتے تھی نواب اونکی حرکات و سکنات سے تنگ آگئے تھے۔ اسلئے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے بسنت علیخاں جو نواب آصف الدولہ کا رازدار تہا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہوکر مختار الدولہ کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ بلکہ خاص آصف الدولہ کی اجازت سے[2] اس کام پر مستعد ہوا۔ اور مختار الدولہ کی دعوت بہ عداوت مقرر کی اور ۲۷ صفر سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو چہار شنبہ کے دن کہ آخری چہار شنبہ تہا اوس نے سامان دعوت تیار کرکے مختار الدولہ کو نیوتہ دیا۔ اور اوہر سے یہ چاہا کہ

---

[2] جیساکہ فرح بخش اور تاریخ مظفری سے ثابت ہے ۱۲

۱۰

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص و سرود
و آتشبازی کے واپس دولتخانہ ہوں - چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختارالدولہ نے منظور کیا ان
دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے - بسنت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے مختارالدولہ
دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوتے - اور بسنت علیخاں کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے
مختارالدولہ کے بعض ہواخواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہیئے - لیکن قضا نے آنکھوں پر غفلت
کے پردے ڈالدئے تھے کچھ سماعت نہ کی - دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا بسنت علیخاں
نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ اون میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھائی تھے
مراد علی اور لطف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختارالدولہ کا عزم ہے - جب مختارالدولہ بسنت علیخان کے
گھر پہنچے تو اوس نے دور تک انکا استقبال کیا - اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتار
کر مسند پر لا بٹھایا جمعیت جلو اور سواری کی ہمراہ تھی مختارالدولہ نے اوسکو رخصت کردیا وہاں پر
سوائے چند طوایفوں کے اور کوئی نتھا - اور جانو طوائف بھی جو مختارالدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود
تھی اور سونا و گمن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر ہوتے - بسنت علی خان نے اول عمدہ عمدہ
کھانے کھلائے - اس زمانے میں گرمی شدت سے پڑتی تھی - اور لو چلتی تھی - لشکر میں اکثر امیروں
نے تہ خانے بنوائے تھے - بسنت علی خاں نے بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ
کیا تھا جب دہوپ تیز ہوئی مختارالدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی - اونکا جام حیات
لبریز ہوچکا تھا اونہیں بسنت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے - غرضکہ درباری کپڑے
اوتارکر آرام تمام استراحت فرمائی - اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا - دور ساغر کا رنگ جما
بعض اقربائے مختارالدولہ موتمن سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب میں زہر ملایا تھا اگر نہ مارے جاتے
تو بھی زہر سے مرجاتے - جب دوپہر ہوئی مختارالدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کرکے
ارادۂ خواب آخرت فرمایا یہانتک کہ کوئی پاس نرہا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے -
فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سوگئے تو راجہ جہاؤلال کے کہنے سے بسنت علی خان نے اپنی
چھری سے کام تمام کردیا - اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے
مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اونکی
مقتول ہونے کی تاریخ تتمیہ کے ساتھ یہ ہے مرتضی خاں شہید اکبر شدہ از جفائے
سپہر گرداں شوم * سر قاتل گزشتہ ہاتف گفت * بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر نکل گئے ۔ اور خیمے میں خبر پہنچائی ۔
بسنت علیخاں خواجہ سرا جو دو تین کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو مع
توپخانہ تیار کرا یا تھا مخواں نے کمپنیوں کو روک لیا اور اسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ
دردست عین نشہ میں آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور کو حسب الحکم قتل کیا ۔ آصف الدولہ بیحد
مسرور ہوئے[1] ۔ مگر ظاہرداری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلود ہو کر کہا کہ اے
نمک حرام تونے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی ۔ بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر
عرض کیا کہ راجہ جھاؤلال کے فلاں ہمراہی نے اوس بیگناہ کو مارڈالا ہے ۔ اور تاریخ مظفری میں
لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا
مارڈالا ۔ سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت علی کو شمشیر کھینچ دیکھ کر[2] آصف الدولہ نے اپنی
جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے بغلیں جھانکنا
شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نوازشنگھ اور حاجی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے
ہیں وقت ہاتھ سے جاچکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
شمشیر پھینکدے ۔ اوس نے دور ڈالدی ۔ جب نہتا ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا
کہ اسکو قتل کرڈالیں ۔ نوازشنگھ اور رتن سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو بسنت سے
دشمنی رکھتے تھے فوراً تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور سر تن سے اوڑادیا ۔ اور قتل کرنے کے بعد
گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی ۔ اور نواب وزیر فوراً اوٹھ کر خیمے کے بالاخانے پر جس پر کبوتر خانہ
نصب تھا پہنچے ۔ غلام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خان کا بھانجا مشہور تھا ۔ اور بعض نے
بھتیجا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضارا اوس وقت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خان کا قتل
دیکھ متحیر ہوا ۔ بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفظ آبرو کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا
حاجی خان نے بھی تلوار لیکر بقصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں
اگر کوئی متعرض نہو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں ۔ سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھ سے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا ۔ جب بڑے مرزا بالاخانہ
نیچے اوترا جوانی کے خاص برداروں سے چاہا کہ مندو قونپر دھر لیں ۔ نواب نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [2] دیکھو فرحت بخش ۱۲

بناہ دی ہی - تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ لسنت علی خان مارا گیا تو ڈنال تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا - اور لسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے حاضرین میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولا کہ میں نے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں مجروح کیا وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھسے تعرض نکرے گا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھسے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے چلا گیا اور فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نوازشگی کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبر آباد کو ایلچ خاں کے پاس پہنچا - اس عرصے میں لسنت علی خاں کی پلٹنیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے کی منتظر تھیں سرا پردے تک آ پہنچیں - جب معلوم ہوا کہ لسنت علی خان مارا گیا اور نواب بالا خانے پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گئیں - مگر اوسوقت لشکر ایک تلاطم برپا تھا - قریب تھا کہ بدمعاش لوٹ مار شروع کردیں - مگر نواب سب کی تسلی کرتے ہوئے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے - اور علی خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا - علامہ تفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ سعادت علیخاں تک پہنچایا - اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے مشہور کرتے ہیں - سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں مفت میں بدنام ہوئے - نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارائے قیام تھا - لاچار ہوکر اوجھی امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں پہنچکر مدد چاہی سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھا کر مجھکو مسند آرا کرو تو تمہیں بڑے مرتبے پر پہنچا دوں ہرکارہائے اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں گئے - اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوسائیں نے سخن سازی کی راہ سے قسم کھائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخر کار نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے - اور مختار الدولہ کے قتل کے بارے میں کلمات حیرت آمیز کہنے لگے - جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا جسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ کیا گوسائیں نے سعادت علیخاں سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے - بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیے - نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں - اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تمکو اطاعت سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھجوا دو
گوشا میں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی - مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس کی
راہ طے کر سکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھکر مع تفضل حسین خاں وغیرہ
چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے - اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے - یہاں
نوازش علیخاں خواجہ سرانے مختار الدولہ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور
اور وہیں اوسکے دو کوس نکلکر اوسکا مقبرہ بنوایا - اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے
اوسکی لاش کو بڑے کروفر سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا - اور کہانے تقسیم کئے - مختار الدولہ نے
لکھنؤ میں دریائے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدواں کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپیہ کے
مصارف سے مظفر حسین خاں کے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں - اور سیدون کا احاطہ
اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور تھا - اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہوگئیں اور
کچھ ضبط ہوگئیں - فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا
حسن رضا خاں اور راجہ ٹکنا تھ داماد راجہ صورت سنگھ کے سپرد کردیا - سوائے پرچند خزانچی
کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا
تھا اوسکو راجہ جھاؤلال نے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بیحرمتی اور ذلت کے ساتھ
قید کردیا تھا - اب اوس سے جھاؤلال نے مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال و اسباب
وصول کرکے قید سے رہا کردیا - مگر ابھی منالال دیوان بسنت علی خاں قید میں ہے - لالہ
عالم چند کہ دیوان کا بیٹا رہی اوس طوفان بے تمیزی سے رہائی پاکر کمپ میں پہنچ گیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذو الفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ مرزا سعادت علیخان خلف شجاع الدولہ ۲۰ - صفر کو مختار الدولہ کے
قتل کے دن ڈر کے مارے گھبرا کر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ گر کے ڈیرے میں گئے اور
حمایت چاہی - امراؤ گر نے تاب و طاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا کی سے موصوف اپنے
میں نہ پائی - اور آصف الدولہ کی جواب دہی سے عہدہ برا ہوتا اپنی قوت سے باہر دیکھا اسلئے

سکا مرزا مایوس ہوکر گہوڑی راجہ سے لیکر اکبرآباد کیطرف
گہبراکر چلے گئے۔ راستہ بہول گئے تو گنواروں نے فتحپور کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بہولکر گوہد میں رانا چہتر سنگہ کے پاس پہنچ گئے رانا نے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے
پاس اکبرآباد میں پہونچا دیا۔ جبکہ ایلچ خان کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر
ہوئی تو گہوڑے ہاتہی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بہیجکر پا پیادہ علاقت
استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گہوڑے ہاتہی اور اشرفیاں اور روپے نذر کیے۔
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس مقرر کر دیا۔ اور بڑی خاطرداری کی چندروز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدارالدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تہی
نکاح کیا۔ اور اسکے بعد ذوالفقارالدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیرالمتاخرین میں لکہا ہے
کہ ذوالفقارالدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گہوڑے ہاتہی دیتے اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور آمد و رفت میں بہت سا
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخاں کے تکلیف کہینچنے کا روادار نہ تہا۔
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کرکے اپنی مسند پر بٹہاتا اور خود مودب نیچے بیٹہتا۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخاں کے لئے۔ اور عسل خانے کی داروغگی مدارالدولہ
کے لئے اور خانسامانی کی خدمت کرم قلی خان بن منیرالدولہ کے لئے مقرر ہو کہ ایکدن سعادت علیخاں
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریاے جمنا سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اوترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلیں۔ ذوالفقارالدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خاں کو بہیجکر سعادت علیخاں کو سمجہا کر لوٹا یا
اور راضی و خوشدل کیا۔ اور بیانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کر دیئے اور جو ملک
کہ مقابلہ کرنیل مارکر سے کوڑے اور اٹاوے کیطرف سے بہاگ کر آئی تہی وہ سعادت علیخاں
کے سپرد کی۔ اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکھنڈ
سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں
اگر آپ توقف و اغماض کرینگے تو مرزا بہ ارادۂ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکہکر ایلچ خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکہنؤ میں بیٹہکر نیابت کا کام کرتے تہا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاے
اور اوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب بر یہ امر ظاہر کرکے اونسے درخواست کرے کہ وہ اسکا
تصفیہ کردیں تاکہ فتنۂ خانگی خاموش رہے - ایلچ خاں جان برسٹو صاحب کے ڈیرے پر گیا -
اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدیے جائیں
اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر منالیا جاے -

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں
بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معزز خاں اونکے منجھلے بھائی کے تفویض کریں - مگر اونھوں نے قبول
نہ کیا اس عرصے میں انور علی خاں خواجہ سرا جس کا اخبار الدولہ خطاب تھا امور نیابت کو سرانجام
دیتا تھا[1] - دو لوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے سپرد ہوئی - لیکن یہ
حرف ناآشنا تھا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلیے انگریزوں نے اس بیچارے عہدہ پر اس کا تقرر
تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لایق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا - جو شجاع الدولہ
کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی معاونت کی وجہ سے خلعت وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا
تھا - اور برس روز سے اکبرآباد میں تھا مرزا نجف خان کی طرف سے یہاں کا صوبہ تھا اوس زمانے
میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خان کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے - اوس سے
لے لیا چاہتے ڈیگ سے اکبرآباد کی طرف آرہا تھا - سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل
مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے
اگرچہ ایلچ خان اکبرآباد سے چلا جانا خدا سے چاہتا تھا - کیونکہ نجف خان کے روپیہ طلب
کرنے سے وہ ہمیشہ اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آگیا تھا - مگر اوسکو آصف الدولہ کی
تحریر پر اعتماد نہ تھا - مسٹر جان برسٹو سے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا - جب اوسکی تحریر پہونچی تو

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضیٰ خاں بڑیچ اور محمد بشیر خاں کے اکبرآباد سے بے اطلاع اور بے مشورۂ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے بکلکریات کو شاہدرے میں پہر اصبح کو وہاں سے کوچ کرکے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فیروزآباد اور شکوہ آباد کی راہ سے بنی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریاے گنگا کا پل بلا توقف تیار کردیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گہاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار رہنے سے یہاں سے متعلق نہیں اسلئے ایلچ خاں قنوج کے پاس سراے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسسٹنٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کرکے جریدہ اوترکر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام بموجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوتر نے کا امیدوار ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد ایلچ خاں اور مرتضےٰ خان بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیدیجائے۔ اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہیے۔ آخرالامر محمد ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیچ نے آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کرکے پانسو جوانوں کے ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گہاٹ نانامئو پر نگینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے موہان پہونچکر متواتر عرضیاں اجازت اور عقیدت کی مضمون وزیر کے حضور میں بہیجیں نواب نے فرط کرم اور نوازش سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بہیجا۔ مرزا نے بموجب ارشاد استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کرکے ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت ہفت پارچہ اور پالکی جہالردار اور ہاتھی اور گہوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی سادہ اوسکے بیٹے مرتضیٰ علام نبی خاں کو دی۔ اور ۲۲ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری امورات جزو و کل کا ایلچ خانکو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوئے۔ نواب نے تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کردی کہ ایلچ خاں کو نائب کل تصور کرکے سب مہمات مالی و ملکی اوس کے پاس بہیجتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کریگا اوس کے حق میں بہتر نہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑہی ہوئی دیکھکر الہ آباد سے

سید معزز خان کو علیحدہ کر کے حبیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑھ کی حکومت سید محمد خان سے نکال کر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے الہ آباد المیٹی وغیرہ کے محالات پر بستا رام کو مقرر کیا۔ اور ساندی پالی کا علاقہ غلام نبی خان کے تفویض کیا اور اودہ کے متعلقہ پر الماس علی خان کو قایم کیا۔ اور گورسے کی خدمت میر سلیمان کو جو نواب قاسم علیخان عالی جاہ والی بنگالہ کا خانسامان تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بھائیوں کو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کر کے کہا کہ خان مقتول کے بھائیوں کو اپنی اپنی جگہہ بدستور سابق بحال رکھو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت نہیں۔ ایرج خان نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاو کیا یہانتک کہ اعتقاد الدولہ کو دھوپ میں بٹھایا اور سکانو میں زنجور لٹکا کر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آپ دوانہ دبول و براز مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت میں بہت تخفیف کی۔

شیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس پہونچکر ظاہر میں تو شیدی بشیر خاں کے عفو قصور کی درخواست کی اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کر دیا اور آصف الدولہ نے اس مضمون کا ایک شقہ لکھا کر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کر کے جہاں دل چاہے چلا جائے بشیر خان کے پاس بھجوا دیا مشار الیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خاں کی شوخی سے مایوس ہو کر مکن پور سے لوٹا اٹاوہ گیا وہاں ٹہیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو زابطہ بیگ کے پاس چلا گیا جس سے پہلے سے دوستی رکھتا تھا اور وہیں قیام اختیار کر لیا۔ کہان میں سکاتش مین لکھا ہے کہ آخر کار بشیر خاں نابینا ہوگیا تہا۔

امام بخش غلام بچہ اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ کسی کا ایک غلام بچہ امام بخش نام نہایت بد آغاز و نا فرجام تہا۔ آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا اور مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے شرو فساد پر مطلع ہو کر مدتوں قید رکہا۔ اور عرصہ

درازکے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کرکے اخراج کا حکم دیا تھا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے
نواح میں رہتا تھا۔ اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تھا شجاع الدولہ کے مرتے ہی
طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد
وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تلنگے
اور چار پانچ ہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ اوس غلام بچے کی جہت سے
مکرر ملاقات ہوئی اور میں نے اوسکی بات چیت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت
میں جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے فسادات ذاتی کی وجہ سے
نرکھتا تھا وہ تو اس لائق تھا کہ لشکر میں بھنگ فروشی کی دوکان کرتا۔ حسن رضا خان نائب باوجو
تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت
اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت مذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم
دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواری کو جانور دیگا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائیگا
وہ بد انجام برہنہ پا ملک [illegible] سے بدر ہوا۔ تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد
کو [illegible] چونکہ آدمیوں نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس نے لوگوں پر یہ بات
ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اسوجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی۔ اور اوس نے زبان آوری
کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کرکے سرکار و دربار آراستہ کرلیا۔ اس عرصے میں
مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہوکر بنارس کیطرف لوٹ رہے
تھے اونہوں نے یہ خبر سنکر عظیم آباد اور [illegible] کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اونکے
پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے [illegible] نے یہ دعوے کیا تھا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔
سعادت علی خاں نے اس کا جرم [illegible] کرکے چھوڑدیا۔ جو لوگ اوس کے پاس جمع تھے انہوں
نے یہ حال دیکھ کر سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہوگیا۔ آخر کار مفقود الخبر
ہوگیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ ہمکو کمتر آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر آئی ظاہر اشعور
وخرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور پوچ نوکروں میں مصروف تھے

اور بجز لہو و لعب کے کسی طرف راغب نہتے - جس شغل کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں
وہ اونکی ظاہری وضع سے پایانجاتا تھا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا - کبھی کبھی اپنے اردلی والونکی ترغیب
سے بندوق بازی اور تیر اندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے
باغ میں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھیوں کے تماشے میں بسر کرتے بعد دو تین
روز کے ہمیشہ ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتے - ایسے ہی مشاغل میں وقت گذارتے تھے - دوسرا کوئی کام نتھا
اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے باب میں اونکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والونکے سوا ملازمان لشکر میں سے
جو کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوس کے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے
بعض لوگ بلوا کرکے اپنی تنخواہ لے گئے تھے - اون میں سے چند آدمی آصف الدولہ کے ہاتھ
لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رکھے گئے - بعدہ اونکو توپ سے اوڑوا دیا - پس آبحیات میں
جو نواب کو فرشتہ سیرت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی تو ہے
معلوم ہوتا ہے کہ محمد حسین آزاد کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہتی یا یہ کہ یہ حال اونکا اپنی خاص
مرضی والونکے ساتھ ہوگا - اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے - یا یہ کہ نواب کا
مزاج اوائل عمر میں سفاک واقع ہوا تھا - اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی - مؤلف
سیر المتاخرین نے محبوب علیخاں خواجہ سرا کے مقتول ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ کے اپنی جنگی فوج کے استیصال کا سبب یہ تہا کہ وہ روز و شب لہو و لعب چوپڑ بازی مرغونکی
لڑائی - پتنگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے - اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے
کہ ایک گھڑی بھی امور مملکت داری میں مصروف ہوں - اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن ہے
انتظام ملکی میں غور کیا جاوے بڑے بڑے کاموںکو انجام دیا جاوے - لوگوں کے سوال و جواب سننے
کی دردسری گوارا کی جاوے - حضرت کا وہ مزاج تہا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی متوجہ ہونا
دم بند کرتا تھا - اور انگریزونکی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے بہی خواہ اور ہمدرد رفیق ہیں - میرے نقصان
کے ہرگز روادار نہونگے - اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے
اور کسیطرح اوسکو بہرہ نہیں کرتے تھے - انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو
اپنے اختیار میں لے لیا تھا - باقی سہرامر میں آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبوں کے مطلق

بہ اشارہ ہے طرف اسبات کے کہ وہ لونڈے بازی کرتے تھے - یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

اقتصادی سکر دیا تہا کیا حسن اتفاق ہی کہ دونوں اپنی اپنی دولت میں فارغ البال ایک دوسرے کو مغتنم سمجھتے تھے - افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شاہزادے زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھی اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں چند روز کے بعد امرا اوس گوشہ میں بھی چلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے - جہانپر میں تیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ جرار رہتے تھے - وہ مقام ویران ہوا - چند پیادے بکسیر دو دو تین روپئے کی نوکری میں افتخار سمجھتے ہیں - اور پڑے ہیں - منشی ذکاء اللہ تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل و دماغ اوباشی اور [illegible] نوشی سے خراب کر دیا تھا -

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بہائی [illegible] اور اونکے بعض رفیقوں سے کڑی حبس کر رہائی پائی اونکا مال واسباب منبط ہوا دونوں بہائی کبہی کبہی باریاب حضور ہوتے تھے - اکثر خلوت اور گوشے میں بسر کرتے تھے - جبکہ نواب وزیر کا لشکر اٹاوہ سے پھر کر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دہوم دہام دکہائی - ہزاروں روپیوں کا کپڑا فرش پا انداز میں بچھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہان تشریف لیگئے تاج رنگ ہوا - خاصہ تناول کیا - اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں - جو نواب آصف الدولہ نے قبول کیں - وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو پالکی تک پہونچانے گئے اور وہاں سے رخصت ہوئے - ابھی [illegible] نخانے میں بیٹھے تھے کہ اوسی وقت نواب کے حکم سے تلنگوں کے پہرے برصورت بلا آ پہونچے - اور حکم دیا کہ دیوان خانے سے جانب محلسرا قدم نہ اوٹھائیں چنانچہ دونوں وہیں نظر بند رہے - اور پھر سرنو اونکے گہر کی ضبطی ہوئی جب یہ کارروائی ہو چکی تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے - اور اونکے تسکین خاطر آسنے جانے لگے - پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گہر اکثر جایا کرتے تھے اور اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے - پرگنہ اوریا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکھ روپیہ تھی - اور جو اقبال الدولہ کے نامزد تھی بحال رکہی - مختار الدولہ کی حیات اور اقتدار

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور نانی بیگم دختر مختار الدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا جھجو پسر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود متصدی اس شادی کے ہوئے اور دس ہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر بخوبی سرانجام دیا۔ آفرین علیخان خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل کے نہایت شایق تھے جہاں شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی بھلے کو مقرر کرتے۔ ایکمرتبہ مولف سیر المتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قایم خان فوجدار فیلخانہ کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت النسا نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالار جنگ نواب وزیر کا ماموں تھا۔ پرگنہ دلمئو اقبال الدولہ کی جاگیر میں تھا۔ یہ پرگنہ معرکہ ضیافت کے بعد ضبط کرلیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض چکلہ بہرایچ وغیرہ بارہ لاکھ روپیہ کا علاقہ صیغہ متاجری میں اونکے حوالے کیا گیا۔ اونھون نے اپنے علاقہ متاجری میں پہنچکر زمینداران بیڈل سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختار الدولہ کے دوسرے بھائی نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر ریواں تک پہنچکر کچھ دنون کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوے۔ مگر چند سال تک پرگنہ دریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایک بار معہ بات سائر میں عمال الماس علیخان اور عامل اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے متاجری سائر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ دریا کو بھی الماس علیخان کی متاجری میں ملا دیا اور مصارف سپاہ کے وضع ہوجانے کے بعد سات ہزار روپیہ مہینہ نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گھٹا کر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض حسیقدر التفات حکام انگریزی کا مختار الدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا او سیقدر سرکار برداران سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ مختار الدولہ

کے مخالف مشہور تھی حالانکہ بہو بیگم بھی جاگیر اور کمی مواجب کی وجہ نا خوش تھی کی بدسلوکی تھی۔
آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیرالممالک صفدرجنگ بنت برہان الملک
والدہ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی
انس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرج خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرج خاں کارگزار رہے۔ جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسٹو سے سوال وجواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی و مالی میں دست انداز ہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اسکی قسط مقرر کر دو جس سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست برداری کر لے اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نا منظور ہو اور سوال و جواب کرنا ہو تو بندہ آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت متر شدہ تھا تدبیر میں تھا کہ کیا کرے۔ ایلچ خان اکبر آباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر سخت علیل ہو گیا۔ مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح النسب تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اور دن بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر میں پہلے سے مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہو گیا ۸ ۲ رجب سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے پانچ لاکھ روپیہ مال کی فرد ایلچ خاں نے اپنی حیات میں ہوائی تھی۔ وہ اسنے نواب آصف الدولہ کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کرکے تمام مال ضبط کر لیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام نبی خاں اور جعل محمد خاں پسران متبنے ایلچ خاں کو مرحمت ہوتے[۱]۔ ایلچ خاں اور مختار الدولہ دونوں کی حویلیوں کی ضبطی ایک ساتھ قریب قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسٹو کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خاں شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

---

[۱] دیکھو فرح بخش ۱۲

اور کسی قدر تقرب رکہتا تہا اور اس عہد مین بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت و جلوت مین حاضر باش تہا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تہا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تہے کہ عہدۂ نیابت سے جو بات متعلق ہی وہ اس سے کیسے برائے گی۔ بس اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے۔ خدا جانے کس مصلحت سے مستر جان برسٹو کی بھی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر منحصر ہو اور اس کا نایب دوسرا شخص کاروائی اور ہوشیار کر دیا جائے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ خان تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسماعیل بیگ خان نامی مغل ولایت کا نہایت عیار اور دنیادار تہا اس زمانے مین کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک دربار کا داروغہ تھا۔ یہ اسماعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کابلی سے موافقت اور لالچ رکہتا تہا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ بویا کرتا تھا۔ ایرج خان کی بیماری کے وقت سے اسماعیل بیگ خان جان برسٹو سے حیدر بیگ خان کے اس تقرر کے لیے کوشش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونون کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکہتے تہے۔ دونون بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان مین آئے صفدر جنگ کی سرکار مین نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان نے راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظم گڈھ و سلطان پور وغیرہ چند محال ٹہیکے میں لئے نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تھے تہوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپے مالگذاری کے نور بیگ خان کے ذمے عائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کردئے گئے۔ جبکہ روپیہ داخل نہو سکا تو اونپر تشدد ہوا اونکو دہوپ میں بٹھلاتے تھے۔ کہانے میں بہت سا نمک ڈالکر کہلاتے تھے۔ اور پانی نہیں دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خان صدموں سے مرگیا[1] اور حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی۔ اور بہار علی خان خواجہ سرائے بہو بیگم سے

---

[1] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا[۵۴] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جبکہ وہان بھی
حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبی کی علت مین کشاکشی مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان
اعتضاد الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی۔ اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ
جہان آباد پر مقرر ہوا[۵۵]۔ محمد ایرج خان نے پہر اوس کو محاسبے مین جکڑا۔ مگر مرتضی خان فرح بخش نے
ضامن ہوکر آبرو بچائی۔ ایلچ خان کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خان کی بندوبستی کی
عزت پائی ہرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سے
آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی۔ مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو
ہمیشہ سوال وجواب کاغذی در پیش رہتے تھے۔ صاحب علم کی تلاش تھی۔ اسمٰعیل بیگ خان تخلص والہ
نے جو ڈاک خانہ اور رزیڈنسی کے ہرکاروں کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت
کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی بندوبستی مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا۔
غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتہی اور گہوڑا عنایت ہوا۔ حیدر بیگ خان دانشمند کارگزار
اور لائق اور شریف تھا سیاق وسیاق مین ید طولے رکھتا تہا مزی علم تہا دفتر کی تہذیب وشائستگی
اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب نہتا اوسے ترتیب دیا۔ گورنر جنرل نے بھی
حسن رضا خان کو نائب اودہ تسلیم کرلیا۔

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال اور عہد حکومت وانتظام

حسن رضا خان جان نثار خان کا پوتا تہا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا
اوس کے چار بیٹے تہے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴)
مرزا علی رضا۔ انمین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی مرزا علی خان سے
بیاہی تھی۔ نواب ظفر النسا بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور مرزا عسکری کے بیٹون کو
مرزا نجفی اور منلو صاحب کہتے تھے۔ محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی۔ اور صمصام الدین خان
کے جو بیٹا تہا وہ جوہر لیاقت سے محروم تہا اسلئے مشہور نہوا۔ مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور
تین ہی بیٹیان تہین۔ بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسیٰ خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

۵۴ دیکھو طلسم صفحہ ۱۲ ۵۵ دیکھو فرح بخش ۲۱

اونکی بیٹیون مین سے عباسی خانم لطف علیخان ابن بندہ علیخان وارو غہ حضور کی ساتھ منسوب ہوئی تھی
اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت مین تھی جو جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے جو سرکار
انگریزی کے متوسلو تمین قرار پایا تھا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت مین اوسکا ذکر کیا جائیگا
تیسری لڑکی مرزا جیکو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھہ بیاہی تھی
یہ کلب علیخان بندہ علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے بوتے تھے ۔ مرزا علی خان کی یہ تینون
بیٹیان اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تھے اور وہ دونون بیٹے مختلف بطنون سے تھے
حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تھا مگر محض بے علم تھے اسلئے حیات پرستو
سے حیدر بیگ خان کو اونکی پیشدستی مین مقرر کر دیا ۔ اور عہدہ دیوانی تکیت راے کایت سری
باستم کے سپرد ہوا غرضکہ حیدر بیگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ تکیت راے
تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دینے لگے ۔ منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ حسن رضا خان بسبب نیک
اور نیک کرداری اپنی رحمدلی سے اوس نے کاروبار مالی و ملکی مین تیز رہی نہ کی تمام ریاست کی کام
کا دارمدار امیر الدولہ کی ذات پر کر دیا ہے جو کہ بورے طور پر کاروبار پر حاوی ہو گیا ہے سیلطین خزن
مین بیان کیا ہے کہ حیدر بیگ خان کا مرتبہ مین مصروف ہوا صحبت شراب و کباب مین شاغل ہو اور آمد و رفت
دربار سے تامل ہو گیا اور جو آیا وہ فوج و ملازمین مین تخفیف کرتا تھا باقی عہدون کا اسطرح انتظام ہوا کہ
جرنیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا ۔ یہ شخص مرض صرع مین مبتلا تھا
اور مجنون صفت آزاد مشرب تھا اور جرنیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی اور تاسی سال
کرنیل کا ڈر کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار مین نوکر ہوا ۔ فوج کا افسر ہوا اوس نے وہ پلٹنین
جو ایرج خان نے ہر طرف کی تھین پھر بہم کین ۔

راجہ تکیت راے کا حال

یہ شخص مشہر علی خان محمد بلدار جو اہر خانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تھا دس بارہ
روپیہ سے زیادہ و لیکن زمانے مین درماہہ نصیب نہوتا تھا یہان سے علیحدہ ہو کر اکبر علی خان داروغہ
دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا ۔ تہوڑے دنون مین اپنی خوش کلامی یا اوجہ سے کہ شعر و
سخن سے طبیعت آشنا تھی انوار علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک آمد و رفت جاری ہوگئی

دہ شرف دیوانخانہ ہوگیا مختارالدولہ کے بعد سرفرازالدولہ تک رسوخ حاصل کیا عہدہ دیوانی اور راجگی کا خطاب پایا یہ شخص خوش وضع اور حلیم الطبع تھا امور خیر میں نیکنامی کے ساتھ شہرت حاصل کی شہر لکھنؤ میں برہمنون کے واسطے روزینے اور چندی کا دروازہ اسی کی وجہ سے کھلا ہزار دہ ہزار روپیہ تا افلاس سلطنت تمام قلمرو اودہ مین مجرا ہے دفتر سلطانی تھا نواجہ ٹکیت راے نے عمارات عالی اور میوہ دار باغات اکثر تیرتھون پر تیار کراے اور بہت سے پختہ پل بنوائے ہندوؤن کے بہ کثرت سے معابد و چہر بنوائے اور نہا کر دوارے تعمیر کرائے۔ اس صاحب قلم کی بدولت ابتک لاکھون روپیہ کے وظیفہ خوار مین اکثر نامکارین قائم ہین بہت سے دیہات واراضی صیغہ معافی مین اس نے محتاجون اور غریبون کو سرکار اودہ سے دلا کر سند مرحمت کین جو ابتک جاری ہین۔ اوس کی صحبت مین ہمیشہ مثنوی روم اور تصنیفات شیخ سعدی اور دیوان حافظ کا چرچا رہا کرتا تھا۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ راجہ نے ایک مسجد اور امام باڑہ اور دوسری مسجد سعدی گنج کے پاس بنوائی تھی۔

حرمت خان ابن حافظ رحمت خان کا بریلی پہنچکر پیلی بھیت کے لے لینے کی کوشش کرنا آخرکار آصف الدولہ اور نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی فوجون سے مغلوب ہو کر بھاگ جانا

حافظ رحمت خان کے بیٹون مین سے حرمت خان اور اکبر خان اور عظمت خان نے جانب نواب صاحب کے درماہے کو قبول نہ کیا اور سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین روہیلکھنڈ کو بیٹے گئے حرمت خان تہوڑے سے پیادہ و سوار جمع کر کے پیلی بھیت کیطرف روانہ ہوا اور اوس مقام کو فتح کرنا چاہا۔ نواب آصف الدولہ کی جسقدر فوج یہان متعین تھی اوس نے مدافعت کی حرمت خانکی جمعیت کم تھی۔ اور قلعہ مضبوط تھا سر نہو سکا وہان سے بھاگ کر نانک متہ کے جنگل مین جو دامن کوہ مین واقع ہے چلا گیا۔ آصف الدولہ نے خبر پا کر حاکم بریلی کو حکم دیا کہ حرمت خان کے تعاقب مین فوج بھیجکر

والسے نکالدو اور نواب فیض اللہ خان کو بہی لکہا کہ آپ اپنی فوج حربت خان کے تعاقب مین روانہ کرین اور اسکو پہاڑ سے نکالدین، نواب فیض اللہ خان نے ملا صیدخان بخشی اور خان ولد فتح خان خانزاد ان کے رسالے حربت خان کے پیچہے نانک متی کیطرف بہیجے ان دونون فوجون سے حربت خان کا مقابلہ ہوا۔ تہوڑی سی لڑائی کے بعد حربت خان کوہ کمایون پر چڑہگیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک قلعہ دار تال کالون نے جو فرخ آباد کے قریب ہی بادشاہ کی نوکری کا رو لشکر لیکر اوسکو سر پر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل گاڈر گجرات اور دکن کی مہمون مین انگریزونکی کمک کے لئے مامور ہوا اور گوہد وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصے مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگہ کو جو بریلی کی حکومت پر سعادت علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تہا معزول کیا اور اوسکی جگہہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیسا کہ طلسم ہندسی ثابت ہے مگر فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تہا اوسکے بعد راجہ صورت سنگہ کا تقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو خدمات سے معزول و موقوف کرکے قید کر دیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمیل الدین تورانی کا رسالہ توڑ دیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تہا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تہا یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تہا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کروڑ کئی لاکہہ روپے کو ٹھیکے مین ملا۔ میر زین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی طرف سے میان دوآب مین کئی پرگنو نپر حکومت رکہتا تہا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سے رہتا تہا اور اسطرح لاکہون روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر جہوائی ٹولہ امام باڑہ اور مسجد لب دریا سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین تعمیر کرائی اور سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین جعفر گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین میر زین العابدین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ

علت محاسبہ مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فائق نے اونکی وفات کی تاریخ اسطرح نظم کی ۔ ع جان وفات میر زین العابدین ٭ غم رازفزود وصد یغ وقلق ٭ ماہ شعبان بود بہ یوم الخمیس ٭ کہ غمش کردید تمام سینہ شق ٭ بہر سال تاریخش بنوشتن خواستم ٭ از سواد خامۂ غم بر ورق ٭ گفت فائق باد و حرف خزان زدل ٭ گشت زین العابدین واصل بحق ٭ الفاظ حزن اول سے حا اور زا کے عدد بیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملائین تو سنہ ۱۲۰۱ ہجری ہوجاتی ہے زین العابدین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ کئی لاکھ روپیہ کا ترکہ نقد وجنس آیا یہانتک کہ بعضے ستر لاکھ روپیہ کا ترکہ بتایا ہے ۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد وجنس شوہر کے متروکہ مین سے میرے پاس حاضر ہے اوس خواجہ سرا نے جو نہایت عالی ہمت تھا جواب دیا کہ مردے کا مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلئے مناسب یہ ہے کہ لڑکون کو تقسیم کر دو مین محتاج اور کوتاہ ہمت نہین کہ اوس کو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹون کو تقسیم کر دیا اسید زین العابدین کثیرالاولاد تھا اوسکے بعض بیٹون نے وہ زرنقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رشید و نامور ہوئی اونکو نواب وزیر کی سرکار سے نظامتین ملین اونمین سے سید کاظم اور سید ہادی علی خان اور میر باقر علی خان تھے ۔

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین جان پرسٹو صاحب معزول ہوکر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنو کا رزیڈنٹ مقرر ہوا تو لکھنو کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودھ نے گورنر جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہیے اس لئے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے ملاقات نہ کی ۔ مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار روپیے دعوت کی اور ایک گہوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف الدولہ سے سفارش کرونگا ۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[1] آصف الدولہ کے مرسلہ کلکتے

[1] حیدر بیگ خان کلکتہ کو دو بار گئے ایک بار وارن ہسٹنگز کے عہد مین سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین لارڈ کارنوالس کے زمانے مین ۔ مستفاد از تاریخ منظوری ۱۲

کو گئے تو گورنر جنرل نے اونسے نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھہ لکھنؤ لیتا لے آئے اور اوس کا روزینہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کر دیا اور جب تو گورنر جنرل لکھنؤ سے گئے تو انہوں نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانے سے رزیڈنسی کے خزانے میں جایا کرے وہاں سے محبت خان کو ملجایا کریگی اوسوقت سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت ملتی تھی اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلین میں مقرر ہوگیا محبت خان انگریزوں کو اپنا حامی سمجھہ کر رزیڈنٹ کی دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا ۔

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی ابنای شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسند نشینی سے چوتھے سال میں الدولہ سعادت علی خان نشکر مرزا نجف خان سے پھر کر لکھنؤ میں آئے اور کچھہ دنوں سعادت گنج میں قیام کیا اور پھر بنارس میں رہنے پر مجبور کئے گئے اور وہیں اونکے مصارف کے لئے روپیہ ریاست سے انگریزوں کی معرفت ماہ بماہ پہونچتا تھا جہاں کہ مرزا جنگلی صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر میں چلے گئے ابھی زیادہ قیام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان نے قضا کی مرزا جنگلی نے بھی وہاں سے مراجعت کی اور پھر کچھہ دنوں کے بعد عظیم آباد کو چلے گئے ۔

کرنیل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جانا اور مرزا ابوطالب خان کا کچھہ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابوطالب خان پسر محمد بیگ خان کو وہان کا کاروبار سپرد کیا ۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا جی کے ساتھہ بخوبی گذری ۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگ خان نے مرزا ابوطالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اس وجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی میں لکھی ہے ۔ حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی میں کچھہ سوء عناد پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابوطالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا ۔ تب یہ بھی سنہ ۱۲۹۵ھ میں کلکتہ کو اس غرض سے چلا گیا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے دادخواہ ہوا ۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آئے ۔ لیکن وہ اسکی کچھہ مدد نہ کرسکے ۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

فوج کے کمانڈر انچیف ہوکر مدراس چلے گئے تھے چار برس تک وہ سخت انتظار کی حالت میں کلکتہ میں پڑا رہا کہ شاید اس کو وہاں سے کچھ نفع ہو جائے۔ جب ۱۷۹۳ء میں لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر جنرل کا سفارشی خط نواب اور ریذیڈنٹ لکھنؤ کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ عطا کر دیا جائے۔ یہ خطوط لیکر مرزا ابو طالب خان لکھنؤ پہنچا۔ نواب آصف الدولہ اوس سے بمراحم خسروانہ پیش آئے اور اس کو یہ امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہوگیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب مدعا کوئی عہدہ دیا جاتا اس کو حکم دیا کہ لکھنؤ خالی کر دے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے انہوں نے بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان وعدوں نے کبھی قوۃ الفعل حاصل نہ کیا اس مرتبہ پھر اوسکو تین سال متواتر سخت انتظار سے سابقہ پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی بہت برا اثر کیا۔ شاید اسی وجہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔ مرزا ابو طالب خان فروری ۱۷۹۹ء میں روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی آدمی انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے تھے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے جانے سے پہلے مرزا ابو طالب خان ولایت پہنچ چکا ہے انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر میں صرف کئے اور اس عرصہ میں تینوں براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لئے جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو اوس نے اپنے روزنامچوں سے سفرنامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا جس کو سر چارلس سٹوارٹ پروفیسر زبان ایشیائی نے انگریزی میں ترجمہ کرکے ۱۸۱۰ء میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ ہندوستان میں آکر وہ بندیلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء میں اوس نے انتقال کیا چونکہ وہ پسماندگان کے لئے کوئی کافی ذریعہ اوقات بسری نہیں چھوڑ گیا تھا اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی بیوہ اور بچوں کی پنشن مقرر کر دی۔

اسماعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ میں اسماعیل بیگ خان شورہ والہ کے لئے جو حمید بیگ خان کا حامی ہوا تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت دلوانی چاہی۔ اوس مدت میں وہاں ملکر مطالبہ و باقیات میں اکثر زمینداروں کی اراضی و املاک ہول لیکر صاحب دولت بنگیا۔ مگر دولت جانے کے باعث اوس کا بیٹا زین العابدین خان چند مدت بریلی میں سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت مین لکھنؤ مین قضا کی۔

خواجہ عین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص خادم حسین خان سنگھلے والے کے رفقا مین سے تھا آئمہ اطہار سے بیحد محبت رکھتا تھا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم مین معمول تھا کہ عاشورہ کو تمام متاع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند ملکہ اپنی ذات ہمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تھا اور پھر قرض دوام سے زر نقد بہم پہنچا کر مول لیتا تھا۔ غرضکہ جسجگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوا وہان چوری کا بہت زور شور تھا وہان حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گھر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور مین آئے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت مین گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تھی۔ اس سبب سے چورون کا نام باقی نہ رہا۔ اور جسجگہ تھوڑے دنون کے لیئے جاتا تھا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تھا اور اپنی قبر بنواتا تھا اور کہتا تھا کہ آخر ایکدن یہان سے اوٹھنا ہی ہے اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لیئے پانچ لاکھ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دو لاکھ روپئے حاجی محمد کی معرفت بھیجے تھے تو خواجہ صاحب نے بھی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بھیجکر تعمیر مین شرکت کی تھی اور ہمیشہ چرمی تسمہ زیب کمر اور لباس سنجرفی دربر رہتا تھا۔ اور جب حکام کو عرضی لکھتا تھا تو اول یہ عبارت لکھ دیتا تھا از نابرتج موجود بے شک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطالب اوٹھتا تھا۔ اور غریبون کو اوس نے لنگرخانے سے کھانا اور جاڑون مین لباس سرمائی دیتا تھا۔ اوسکی انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی مین چند مدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پھر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنریل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکھنؤ مین آمد اقبال الدولہ کی خرابی

جنریل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکھنؤ مین آیا۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور کمال طمطراق کے ساتھ شہر لکھنؤ مین لائے بزم ضیافت آراستہ کی ان دنون سرکار کمپنی کو دکن مین جنگ درپیش تھی

حسینا دارالسلطنت سرنگ پٹن پر سخت جنگ درپیش تھی۔ جرنیل صاحب نے نواب وزیر سے زرنقد اور فوج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امراے لکھنؤ اور جملہ جاگیرداروں پر کئی لاکھ روپیہ کا چندہ قرار پایا۔ مگر ہر ایک کو اس بات میں اغماض تھا اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے پیشقدمی کی اور ساٹھ ہزار روپیہ دیا تو چندہ بے کار استہ تو گاد کرا جاری ہوا۔ حیدر بیگ خان اور سرفراز الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا درماہہ تھا موقوف کیا۔

متفرق واقعات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتوین برس راجہ بلبھدر سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے قرق تنخواہ کی علت مین مقابلہ پیش آیا بندیلون نے اوسکی مدد کی آخر کار فوج انگریزی کے ہاتھہ سے مارا گیا۔

(۲) اوراسی سال بچھراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست دامنگیر تھا بھاگ کر آیا بعد خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا۔ اور راجہ کا خطاب ملا۔

(۳) جلوس آصفی سے آٹھوین سال لکھنؤ مین محکمہ عدالت قایم ہوا۔ مفتی غلام حضرت اور قاضی غلام مصطفے سے فتواے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق تھے۔ مگر بھوانی سنگھہ اردلی کا اقتدار اتنا بڑھ گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے مقدمات عدالت ضعف پذیر رہے اسلئے عدالت کی افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے نامزد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے واسطے مقرر تھے انکی تنخواہین سرکار سے مقرر تھین لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھ ملتی تھی۔ راجہ ٹکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر برداشتہ خاطر ہو کر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا طوطی بولا مولوی دلدار علی اور میر مرتضیٰ وغیرہ علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خان کی وجہ سے نام پیدا کیا۔ جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج اس ملک مین نہ تھا جاری کی اور کربلا جا کر اجتہاد کا حکم وہانکے مجتہدان سے حاصل کرکے لوٹ آئے اور اپنا اجتہاد جاری کیا۔

(۴) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر لکھنؤ ہو رہے نواب آصف الدولہ نے چار ہزار پالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی سفارش کی اسوجہ سے پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے۔

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکارون کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشن مین اور دوسرے لاابالی مصارف مین خرچ کرتے تھے اور ہرسال جو شادی کے لئے کوئی خرچ درپیش ہوتا تھا وہ کاربردازون پر اسقدر سختی روپیہ کی طلبی مین فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت راے کا دم ضیق مین پڑجاتا تھا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاج مین یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی تحفہ لاتا تھا بلاتکلف خرید فرماتے تھے خصوصا انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک مول لینے مین دریغ نتھا مارٹن صاحب فرانسیس جو میجر پولیر صاحب کے مصاحبون مین سے تھا اوسنے لاکھون روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تھی حیدر بیگ خان جو سرفرازالدولہ حسن رضا خان کے نائب تھے بلکہ منیب سے بڑھکر اقتدار رکھتے تھے انکے مصارف چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نتھے۔ گوٹہ کناری عطر اور پھلیل لاکھون روپیہ کا انکے محل مین صرف ہوتا تھا اور راجہ ٹکیت راے کے مصارف اور بھی زیادہ تھے۔ انھون نے بڑی بڑی عمارتین اور مسجد و باغات اور تالاب اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک اونکے یادگار ہین اور الماس علی خان جو ہمیشہ مستاجری کرتے رہے انکے مصارف اور بھی بڑھے ہوے تھے وکیل اور متصدی ان حضرات کے اپنے گھرون مین بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے لاکھون روپیہ کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریاے فکر مین ڈبو دیا تھا۔ آخرکار سپاہ پر کمی کا قلم پھرا۔ تیلنگی رسالدار موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازمون کے مصارف کی زیرباری سے گھبراجانا اور اون کا وارن ہسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کردینے کے لئے التجا کرنا اور پیا عہدنامہ منعقد ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا چاہیے تہا وہ اُسکے ادا ہو سکتا تہا اور زیادہ وزیر قرض نواب چڑہتا جاتا تہا آصف الدولہ خود تو راتدن عیش و عشرت میں مشغول رہتے تھے اور انکے اہلکار رشوت اور تغلب میں مصروف تہے۔ اس سبب سے سارے ملک میں اندھیر تہا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کی حالت میں ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزوں سے ہوا تہا تین کرور روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی سنہ ۱۷۸۰ء میں ملک کی آمدنی اس سے آدھی ہی ہوئی۔ اور آگے سالوں میں اور بھی زیادہ خاک اڑی بعض آبادیوں جو عہد و پیمان روہیلوں کی لڑائی سے پہلے نواب سے ہوئے تھے جب عہدنامے پر شروع سنہ ۱۷۷۵ء میں آصف الدولہ پر دستخط کیا تہا اوس میں یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اودہ میں رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کے ذمے ہوگا۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کر لیا تہا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہاں رہا کرے غرض اس سپاہ کا رہنا جبرا و قہرا نواب کے ذمے نہیں لگایا گیا تہا اونکی مرضی پر موقوف تہا سنہ ۱۷۷۷ء میں ایک اور برگیڈ انگریزی سپاہ کا مع انگریزی افسر حکمران اور چھ پلٹنیں پیادوں کی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ سواروں کا شامل تہا چند روز کے لیے اور بڑہایا گیا اور فتحگڈہ میں تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف آس پاس کے حملوں کا تہا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسروں کی ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچے کے واسطے کوئی مقدار معین ہوئی اور مختلف اوقات میں تہوڑی تہوڑی سپاہ ضرور اونکی وقت ملائی گئی۔ سنہ ۱۷۸۰ء میں اس برگیڈ وغیرہ کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سپاہ میں افسروں کا خرچ چار لاکھ روپیہ تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تہا۔ اب اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحایف پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا۔ سنہ ۱۷۸۰ء میں نواب نے گورنر جنرل سے اس کمپو کے خرچ سے سبکدوشی پانیکی التجا کی اور کہا کہ میں اوس کے بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہوں دو تین برس میں سارے میرے ملک کی آمدنی کہا گیا۔ اب میرے گھر کے آدمیوں کو بھی کہانے کو کچھ نہیں بچا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ ملی ہے ان ضرورتوں کے سبب سے ملک کا خرچ بڑہانا پڑا اس سے اوسکی تحصیل میں اور بھی زیادہ خسارہ آ گیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور پرانے شریف اور نجیب زادے حیران ہو کر ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہیں۔ کچھ تہوڑی ہی سپاہ میرے پاس رہگئی ہے جو ملک سے خراج وصول کرتی ہے۔ سب کے گھر میں فاقے کا گھر رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

جبھی نہین اوٹھ سکتا - سپاہ کام کی نہین اوس کے افسر ایسے سرکش اور مقروض ہین کہ وہ ملک کا اپنی تئین
مالک سمجھتے ہین - ملک کا محصول نہین وصول ہونے دیتے اور ساری میرے ملکی معاملات کو درہم برہم
کر دیا ہے - کب تک میرے گلے پر چھری رہے گی - گورنر جنرل کب ایسی سنتے تھے اونہون نے خفا ہوکر
کہا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے
خرچ اوٹھانا اونکے ذمے واجب ہے اوس کو بلا لینے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے - ہم جب چاہین ایسا کرین
نواب کو اپنے عہد کی موافق تنخواہ دینی چاہیے خواہ اس مین ملک کی آمدنی اونکی سپاہ کو بھوکا مارے
یا اوس کو موقوف کردین یہ اُن کا اپنا قصور ہی - کیون عیاشی اور بدکاری مین پھنسے رہتے ہین جس سے
ملک کا یہ حال ہو گیا ہی - عہدنامے مین تو میعاد سپاہ کے رہنے کی متعین نہین تھی اس لئے ضرور تھا کہ اوس کا
فیصلہ فریقین آپس مین ملکر لیتے لیکن فریقین مین اختلاف تھا - اسلئے زبردست فریق کے ہاتھ مین اختیار تھا
جو چاہے فیصلہ کرے - مگر بعض کے نزدیک یہ ہیسٹنگز صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے مین اور کورٹ
ڈائرکٹرز کے احکام مین صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہی جس کے
معنے صاف ہین کہ جب چاہین رکھین جب چاہین نہ رکھین - مگر اسوقت گورنر جنرل کو یہ مشکلات درپیش
تھین کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اودھ سے بلا لیتے تو ملک مین اندھیر مچ جاتا - میدان خالی دیکھکر آس
پاس کے دشمن اودھ پر ٹوٹ پڑتے خصوصاً مرہٹے اس تاک مین بیٹھے ہوے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتے
اور پامال کر ڈالتے اور سرکار کمپنی کا قرضہ نواب سے کیسے وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا مرہٹون سے
ڈانڈا ملتا ہے سرحد کی حفاظت مین اور اونسے لڑنے مین سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی
دوالیے پن مین تھی پھر معلوم نہین کیا ہوتا - حفاظت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب
تھا - نواب اودھ حقیقت مین سرکار کمپنی کے تابعین سے تھا بغیر اوسکی حفاظت وحمایت کے وہ ایک روز
نوابی نہین کر سکتا تھا - ہیسٹنگز نے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ انکو سپاہ رکھنی ہی
پڑے گی جو استحقاق آقا کو ملازم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل
تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی دلیل ولایت مین پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیون کیا تو اوس نے
کہا کہ عہدنامے کی عبارت پہلودار تھی اوس کے معنی مشتبہ تھی اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنے اچھا سمجھتا
وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا - مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر روپ اور دہوکے کا روغن چڑھاتا تھا - عہدنامہ
مین کوئی عبارت مشتبہ نہ تھی - سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست کی تھی
کچھ اپنی ضرورت کی وجہ سے نہین دی - بلکہ اونکے صلاح کاران اور مشیرونکو یہ معلوم ہوا تھا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کونسل مین طوفان نفاق بڑہا ہے ذوین مین وہ خود غارت ہوا چاہتی ہے اصلی
نواب کو ایسی درخواست پر ندامت ہوئی اس لئے بیٹے اوس کا جواب ایسا سخت دیا تہا اگر اوس کا سبب
نہوتا تو مین کچھہ بات نواب کی مان لیتا - اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر ۱۷۸۰ء مین ایک کروڑ چالیس
لاکھہ روپیہ ہو گیا - سپریم کونسل نے تقاضے پر تقاضا شروع کیا - نواب نے عذر پر عذر کرنے شروع کئے
کہ ملک مین میرے جان نہین - میرے پاس کہانے کو بھی نہین - اسپر گورنر جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکھنؤ
کو خود جائے اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کیجئے - مگر نواب نے کچھہ چکنی چپڑی باتین بنا کر اوسکو
اپنے ارادے سے باز رکہا اور خود بھی تہوڑے مصاحبون کے ساتھہ گورنر جنرل کے پاس چنار گڑھ
کے قلعہ مین آگئے ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ اس ملاقات کا انجام بخیر ہوگا کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تہے
کہ برگیڈ جو رہتا ہے اور رزیڈنٹ اور اونکی سپاہ کے انگریز افسرون کا اور بہت سے اخراجات کا بوجھہ اونکی
گردن سے اوٹھہ جائے اور ہسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تہا - مگر اتفاق سے ان باتون پر اتفاق کیا
گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس برگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانہ مین بھی لیا گیا
اور جسکی تنخواہ دو لاکھہ ہزار روپیہ ماہوار تھی اور سوا ایک پلٹن کی جو رزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور
جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی تہی باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹہا لیے گئے
آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجھکو دینا چاہئے اوس کے ادا کرنے کی مجھہ مین
استطاعت نہین میری والدہ اور دادی نے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو چہین لینے کی مجھکو اجازت ملنی چاہئے
چنانچہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار رہے کہ وہ اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط
کر لین - مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی دستگیری کرے اوسکی پنشن نقد موافق محاصل جاگیر کے
نواب رزیڈنٹ کی معرفت دین اس عہدنامے مین چوتھی شرط یہ تھی کہ کوئی رزیڈنٹ فرخ آباد مین
مقرر نہو ۔

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستین ملکی و مالی کے منظور ہوئی ہین اب مکرر وہ درخواست گذارش کرتا ہون کہ جسے
زبانی عرض کیا تہا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام معروضات پر لحاظ فرماینگے - اور یقین ہے کہ

۱؎ دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ بشیر ۱۲

انکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی و سخاوت ہے - اور کمپنی کو کچھ تعلق اوسسے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجھسے لیا ہے وہ کمپنی کو دیا جاتا ہے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون کہ جو تعداد نفری سہ بندی اور وہ سری فوج کی کثرت سے ہو گئی ہے وہ کم ہو جاوے - اور ایک مقرر ہو جاوے اور اونکی تنخواہ آمدنی پر نہ دلائی جاوے بلکہ خزانے سے نقد ملا کرے - اور اوسکی تعداد نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ میرے خانگی اور علاقے کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مجھکو کچھ روپیہ مقرر ہو کر اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کر لیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سپاہ وغیرہ ہوا کرین اس صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ مینی ادائے قرضہ سابق و مطالبہ حال کمپنی ہر سال بتعداد مختلف دیا جاتا رہیگا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھکر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کر لین تم کو تعجب ہوگا کہ اس مین ظاہرا کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ نقاب مین منہ چھپائے ہوئے تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور مان دو بڑی بوڑھی بیگمین تہین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دور دورہ رہتا تھا - اور اونکی مرنے کے بعد بھی بہت بڑی جاگیر پر قابض تہین - اس جاگیر کا انتظام اور بندوبست اونہون نے اپنے ہی ہاتھ مین رکھا تھا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تھین - اس کے سوا شجاع الدولہ نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انھین کے قبضہ مین تھا یہ دونون ساس بہو بن فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تھین - اور آصف الدولہ لکھنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونہون نے عمارتین تعمیر کرائی تہین چونکہ اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھے - اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہئے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات ضروری کے لئے چاہئے تہی - نواب کو اپنے گلچھرے اوڑانے کے لئے درکار تھی غرض

ان دونون بیطے ماننون کے آپسمین قول وقسم ٹہر گئے کہ ہسٹنگز صاحب تو نواب کو فوج اور افسران ملکی کے بار خرچ سے سبکدوش کر دے اور نواب ان دونون عورتون سے دولت لیکر اپنا قرضہ سرکار کمپنی کا چکادین۔ نواب کو بحیثیت نوابی ان بیگمون کی جاگیر پر اختیار تہا اور اونکی دولت سکے وہ وارث موافق شرع کے تھے بیٹے کے ہوتے مان کا حق آٹہوین حصے کا ہوتا ہے اور ماں کے ہوتے دادی کا کچھہ حق نہین ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی۔ یا فیاضی تہی کہ اونکی مان اور دادی یہ خزانہ دبا بیٹہی تہین۔ آصف الدولہ نے مان کو بہت تنگ کرکے بہت سا روپیہ تو لیکر ادا دیا تہا سنہ ۱۷۷۵ء مین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوے بہت دن نہین گذرے تھے اونکی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکہی تہی کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہون ایک دفعہ ۲۶ لاکہہ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہے۔ اگر وہ نہ ادا کیا جاے گا تو مین تباہ ہو جاونگا اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھہ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو روپیہ کے لئے نہین دق کرینگے۔ اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی۔ اور اونکو اختیار ہے کہ جہان چاہین وہان رہین۔ بالفعل یہ تیس لاکہہ روپئے دیدین۔ مگر اب زمانہ بدل گیا۔ خود ضامن و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تہی جسنے ضمانت دی تہی اوس کو کچہہ شرم و لحاظ اس کا نتہا کہ وہ آصف الدولہ سے وہ بد فرجامین کراے جنکو کرتے ہوے وہ جہجکتے تھے۔ اب ضرور تہا کہ ان بیگمون کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرنے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالنی چاہیے۔ اور وجہ بھی ایسی ہو کہ جو رسم و رواج اور دین و دیانت اور آئین و انصاف کے موافق اور آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب فرزندی کے بہی خلاف نہو مان کا ادب اور پاس عزت تو وحشیون مین بہی ہوتا ہے اسلئے سب سے سہتے یہ سوجہی کہ چیت سنگھہ زمیندار بنارس کی بغاوت کا الزام لگائیے کہ اونہون نے چیت سنگہ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بہی اور روپیہ بہی بہیجا اسکی مفصل کیفیت یہ ہے۔

چیت سنگھہ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تہا۔ اب انگریزون کے تابعین مین قرار پایا تہا اس راجہ کا نام چیت سنگھہ تہا اس کا خاندان قدیمی

نہ تہا جسوقت سلطنت مغلیہ کو نادرشاہ کے حملہ کا صدمہ پہنچا تو اس افراتفری مین گنگا پار کے زمیندار برہمن منسارام نے کچھہ ملک دبا کر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا ۔ یہ راجہ کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہان سے اوسی شخص کو ملتا تہا جو صاحب ملک و حشمت ہوتا تہا آجکل کا راجگی کا خطاب نہتا کہ بے ملک دیا جاتا بعد ازان بلونت سنگہہ اوس کا جانشین ہوا اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا ۔ عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودہ سے شامل ہوگیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی کی شجاع الدولہ اور انگریزونکی لڑائی مین بکسر مین کین اور اوسکی عوض مین جو سلوک انگریزون نے اوسکے ساتھہ کیا وہ بیان ہوچکا ہے وہ انگریزون کی لطف و عنایت سے اپنے ملک مین خیر و عافیت کے ساتھہ راج کرتا تہا ۔ جب وہ ۱۷۷۰ء مین مرگیا تو اوس کا بیٹا جو بیاہتا رانی سے نہ تہا اوس کا اسطرح سے جانشین ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا اور کچھہ خراج کے زیادہ دینے کا وعدہ کیا ۔ کچھہ انگریزون کا سہارا ڈہونڈا اونہون نے شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اونہین تعلقہ کے ساتھہ جو اوس کے ساتھہ تہین دلادی ۔ ۱۷۷۳ء مین جب ہسٹنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اوس نے یہ کہا کہ مجھسے دس لاکھہ روپئے لو اور اس راجہ کو معزول کردو ۔ مگر گورنر جنرل نے کہا کہ ہم اون عہد و پیمان کو جو بلونت سنگہہ کے ساتھہ ہوئے ہین چیت سنگہہ کے ساتھہ نہین توڑ سکتے ۔ اور گورنر جنرل نے چیت سنگہہ کو لکھی کہ تمہاری عزت و دولت و حکومت و ثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہو اور ہمکو بھی تمہاری حرمت ملحوظ ہے تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا ہماری پشت و پناہ ہے ۔ ہمکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھہ ہمیشہ وفادار رہوگے اور جب ہمکو کسی کام پڑنے لگا تو اوس کو جلد سے کروگے اور تمسے وعدہ کیا جاتا ہے کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھہ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام کیا گیا تو جس ملک پر چیت سنگہہ حکومت کرتا تہا وہ ۱۷۷۵ء مین سرکار کمپنی کے حوالے کردیا سرکار کمپنی نے بھی چیت سنگہہ کو بدستور اپنی حالت پر بحال رکھا اور بائیس لاکھہ چہیاسٹھہ ہزار ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹہیرالیا ۔ اور اقرار کرلیا کہ راجہ سے اور زیادہ خراج نہین مانگا جائے گا ۔ سنہ مین اسوقت انگریزون سے کئی جگہہ لڑائیان ہورہی تہین ۔ اور اونکی

مصارف کے لئے روپیہ بھیجنا گورنر جنرل کا کام تہا اسوجہ سے ہیسٹنگز کے سر پر اسوقت اسقدر بوجھ پڑا کہ شاید ہی کبھی کسی اکیلے شخص پر گرا ہو کیسا ہی عالی حوصلہ کیون نہو اس سے زیادہ پڑا ہو - حیدر والی میسور - فرانسیس - ولندیز - مرہٹے - یہ سب کے سب ایک ہی دفعہ انگریزونکی مخالفت پر ادھار کہائے ہوئے تھے - اور سب مہمات کا رنا گرم تہا مگر لڑائی بدون بغیر کب ہو سکتی ہے اسلئے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تھی اسلئے اوس نے راجہ چیت سنگہ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلو تہی کی اسلئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوس کا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگہ کو دبا کر اپنا کام نکالے - پہر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جہلا کر اوس کو نظر بند کر دیا راجہ کا نظر بند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت طیش مین آکر اوٹھ کہڑی ہوئی - اور جن سپاہیون نے راجہ پر ہاتھ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پہر جس جا پہ گورنر جنرل اوترا ہوا تہا اوس کو آ گھیر لیا - راجہ شہر سے بہاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بہی ہاتھ سے نہ دیا آخر کار وہ بہاگ کر چنار گڑھ کو چلا گیا - اور ہر طرف سے فوجین منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دی بجے گڑھ کو جہان وہ چہپا ہوا تہا فتح کر لیا - مگر جو خزانہ قلعہ مین موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتہون ہاتھ سلگوا لیا اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتھ ملتا رہگیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتھ لگا جسکی بڑی ضرورت تھی اور نہ راجہ قابو مین آیا کیونکہ وہ بہاگ کر گوالیار پہنچا اور وہان ۲۹ برس رہکر رہگرائے ملک عدم ہوا - اوس کے بعد اوس کے بہانجے کو گدی پر بٹہایا -

آصف الدولہ کی مان اور دادی سے نہایت سختی کے ساتھ روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایا نے جو چیت سنگہ کے ہنگامے مین فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوس کو آصف الدولہ کی مان اور دادی پر ڈہالنا چاہا - اس فساد کو بیگمون کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے لئے کوئی شہادت موجود نہتی - مگر زبان خلق اس امر کی شہادت بڑی تہی - کرنیل ہینی بنگو ہیر جرم بغاوت ثابت کرنے مین بڑے سرگرم تہے - کرنیل صاحب ہی غضب کے پکے تہے

اونہون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے نتہہون مین تیر دے رکہا تہا لکہا بہا گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کی واسطے اوسکو یہانسے بلا لیجئے اور میری جان کو پیچہے سے چہڑا لیجئے میری نہین مین نوابی سی اپنی اور گذرا اب بیگمون کے پیچہے پنجے جہاڑ کے پڑ گئے غرض اس اولٹ پہیر مین کیا لکہنو جب آئے تہے تو قرضدار تہی یا اب اونکی پاس تیس لاکہ رو پیہ تہے اس ملک مین انگریزون کے بیوپاری تہے ۔ ہیس ٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس بغاوت کا مقدمہ کوئی نہین بنایا ۔ کیونکہ وہ جانتے تہے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم ہوگی اسلئے بیگمین لوٹ سے بچ جائنگی اونہون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر ضبط کرکے اپنا نفع اوٹہاؤ اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ اور خرچ اوٹہاؤ جس سے پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اوسپر مواخذہ نہی ۔ نواب آصف الدولہ جب تک چنار گڑہ مین رہے تو ہیس ٹنگز صاحب کی دل الافریبی اور قوت عقل کے آگے کچہہ نہ کرسکے ۔ مگر جب وہ لکہنو آئے اور سامنے اپنی مان اور دادی کے پاس گئے تو اون کا کہرام دیکہہ کر دل اونکا بہر آیا ۔ گو دل و دماغ اونکا کبہاہی اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کردیا تہا ۔ مگر اسوقت اون کا دل نرم ہوا اور اونہون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پہر جائیں یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تہا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب جو ہیس ٹنگز صاحب کی ناک کے بال تہے وہ بہی ایسے کام کو نکو کرتے ہوئے جہجکتے تہے مگر گورنر جنرل کا دل اس معاملے مین پتہر تہا اوس پر کچہہ اثر نہین ہوتا تہا ۔ نواب کے پیچہے ہی پیچہے اونہون نے رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکہا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین تم ڈہیل کروگے تو مین خود ہی لکہنو مین آونگا اور وہ کام جو بود سے دل نہین ہوسکتی خود کر دونگا رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے جہجکے چہوٹ گئی ۔ اوس نے گورنر کو لکہا کہ چنار گڑہ کے عہدنامہ کی پوری تعمیل ابہی حضور ہوئی جاتی ہے ۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجہسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر جنرل نے لکہا لیا ہی ۔ غرض جیسن ہو ہوا کر جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتہ نہ آیا اس لئے جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بہیجی گئی ۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کو اوس نے جاتے ہی دونون بیگمات کو اونکی محلون مین نظربند کرلیا ۔ مگر روپیہ دینے سے اونہون نے اسپر بہی انکار کیا ۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا ۔ و نکا اپنا ہی گہر اونکے لئے کربلا بنا دیا اونکی مصیبتون کے بیان سی کلیجہ منہ کو آتا ہے ۔ اور بدن مین سارا لہو خشک ہو جاتا ہی ۔ ان بیچاری بیگمون کے مختار اور سربراہ کار بہار علی اور جواہر علیخان دو خواجہ سرا تہے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکے پیروںمین بیڑیان ڈالی گئین - کھانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اور کیا کیا جبر و قہر بیان کئے جاتے کہ اونپر اسبات پر ہوئے کہ وہ بیگموں سے خزانہ دلوادین جب دو مہینوان سختیوں کو جہیلتے ہو گئے وہ بیچارے بیمار زار و نزار ہو گئے اسلئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم باغمین کچھ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا کہ وہ کہین بہاگ نجاوین لوہے کی زنجیرین اونکی پاپند رکہنی مکہ واسطے کافی نہین تہین یہ تشدد تو ہو رہے تہے پہر اور زیادہ شکنجہ فرسائی کے لئے لکھنؤ بہیجے گئے یہان جو کچہ اونکا حال کیا گیا وہ بیان نہین ہو سکتا پارلیمنٹ کے کاغذات مین وہ چہٹی موجود ہے جو ریذیڈنٹ نے ان قیدیون کے افسر کو لکھی تہی کہ صاحب من نواب نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین انکو سزاے جسمانی دیجاوے اسلئے جو افسر نواب کے آوین اونہین قیدیون کے پاس جانے دو اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتھ کرنے دو لکھنؤ مین تو خواجہ سراؤن پر یہ ظلم ٹوٹ رہا تہا بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو اونکے پاس اتنا بہیجا تہا کہ اونکی ملازم عورتون کا پیٹ نہ بہرتا تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہو گئین تہین - غرض ان مصیبت زدہ بیبیون پر محرم کے دہے گذر گئے - جب ان بیگموں نے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے چہوڑایا - ہیس ٹنگز صاحب نے خیال کرلیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتہہ نہین آئے گا - اسلئے اونہون نے اون دونون کمبختی کے مارے خواجہ سراؤن کو بہی چہوڑ دیا - جسوقت دروازہ قیدخانہ کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکے رخسارون پر آنکہون سے آنسوؤن کا دریا رواں تہا اور لرزتے ہوئے ہونٹون پر کپکپاتی آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا - یہ حال دیکہہ دیکہہ کر جن سنگدلون کا دل بہی پتہر تہا وہ بہی پانی ہوا جاتا تہا - ہیس ٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پر وہ بیرحمی اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بہی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تہی - دوست اونکے اس الزام کو یون سلجہاتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باپ کا تہا - اوسکو بیگموں نے ناحق غصب کیا تہا اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا - منصف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیس ٹنگز صاحب مفتی الہ بادسے کے لئے مفتی شرع اسلام بنگئے - جسوقت اونہون نے بیگموں سے عہد استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپیہ کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی صاحب کا فتوے معلوم نہین کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو سرالیجہ امپی کے انصاف کی داد دینی چاہئے اسوقت وہ مجبور تہے کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تہے - اونکی تمام حکومت

بنگال پر ختم ہو جاتی تہی - اونکو اوده کے معاملات مین کسی طرح بولنے کا منصب نتہا - وه لکہنو مین یا لکی کی ڈاک مین ان واقعات کو سنکر آئے ایک بہیڑا آدمیونکی اونہین دیکہا موجود ہوئی اور بنگلونکی شکایت مین اظہار حلفی لکہے ہوئے ہاتہ مین لائے وه صاحب جج کو اونہون نے دئے - اونہون نے بے تئے وه اونکو پڑہ نہین سکتے تہے - اور نہ کوئی مترجم اونکے ساتہ تہا - غرض وه ان سب اظہارات کو کلکتے اولٹی چلے گئے - اب سوال یہ ہو کہ اونہون نے اپنا لمبا چوڑا سفر کیون کیا - تو اوسکا جواب یہ ہی کہ اس سفر سے اونکی غرض یہ تہی کہ جس معاملے مین وه قانون کے موافق حکم نہین دے سکتے تہے اوس مین بے قاعده کچہہ اپنا ہی حکم لگائین اور اظہار حلفی جو اونہون نے جمع کئے تہے وه کچہہ کام آئین -

نواب آصف الدولہ کا دس لاکہہ روپیہ ہیسٹنگز کو دینا

چنارگڈہ مین جو گورنر اور نواب کی ملاقات ہوئی تہی اوس مین یہ بات بیان کرنی باقی تہی کہ نواب آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکہہ روپئے بطور نذر کے دئے تہے جسکی وجہہ سے گورنر جنرل نے نواب کی اسقدر رعایت کی تہی حالانکہ نواب اسوقت مین قرضدار تہے نقد روپیہ تو نواب کے پاس تہا نہین ہنڈوی ایک بڑے مہاجن کے نام تہی - گورنر نے اپنی چہٹی مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کے ذریعہ سے کورٹ ڈائرکٹرز کو اس رقم کی اطلاع کر دی - اور لکہا کہ یہ روپیہ مجہے میرے حسن خدمات کے صلہ دینا چاہئے - مگر کورٹ ڈائرکٹرز نے اس عطا کے دینے مین تامل کیا - اور صاف انکار کر دیا -

لکہنو کی ریذیڈنسی سے مڈلٹن صاحب کا موقوف ہونا اور جان برسٹو صاحب کا دوباره اونکی جگہہ مقرر ہونا

سنہ ۱۷۸۳ء شروع ہوا - اور بیگمون سے روپیہ زبردستی مڈلٹن صاحب نہ چہین سکے - اور احکام گورنر جو اونکے پاس گئے اونکی تعمیل مین بہی اونہون نے التوا کی تو مستوجب مشکلین ہوئین تو گورنر ریذیڈنٹ سے خفا ہو گئے اور ۲۳ ستمبر سنہ ۱۷۸۳ء کو اونہون نے اس الزام مین کہ اپنے فرائض منصبی کو اچہی طرح ادا نہین کیا معزول کر دیا - اور برسٹو صاحب کو جنکی بحالی کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز بہیج چکی تہی اونکی جگہ مقرر کر دیا - اور میجر پامر صاحب کو اپنا خانگی یعنی کا ایجنٹ مقرر کرکے نواب آصف الدولہ کے پاس بہیجا - اور اونکی معرفت اور کئی درخواستین کی گئین مڈلٹن صاحب کے تقرر سے پہلے جو سنہ ۱۷۸۲ء

یعنی ہوا سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تک بڑہ جاتا تہا اور رزیڈنٹ اس روپیہ مین سے ساٹھ لاکھ روپیہ ہی لیکر اسی لاکھ روپیہ تک وصول کر کے بہیجا کرتا تہا اسلئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت جبار گڈہ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھ روپیہ کا تہا - رزیڈنٹ نے بجاے اسی لاکھ روپیہ کے جو سب سے زیادہ روپیہ وصول ہونیکی امید تہی ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ وصول کیا تھا مگر نواب پر اس سال آخر حساب ہونیکے پیچ پانچ لگاکر ڈیڑہ کروڑ روپیہ باندہا گیا - جو ملک کی سالانہ آمدنی سے پورا دوچند تہا -

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی وانگریزی کے ساتھ سہبر دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کی ساتھ اون دونون فوجون کا جہگڑا ہونا

جبکہ سکہونکی شورش اور تاخت وتاراج کا اثر دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھہ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کردی - اور فیض اللہ خان کو لکہا کہ آپ بھی کچھہ اپنی فوج وہان بہیجدین تاکہ یہ دونون فوجین ملکر سکہون کے ادہر آنے مین مزاحمت کرین - نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بہیجدیا - باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گہاٹ پر احتیاط رکہنے کے بہی سکہون نے ایک یاریورش کر کے دریاے گنگا کو عبور کیا اور سنبہل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا - اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین - ماہ رمضان ۱۱۹۵ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی - انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت ہوئی پٹہانون نے اُن پلٹنون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا - اس فساد کے بعد سپاہ کی تعیناتی دارانگر کے مقام سے موقوف ہوگئی - مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جہگڑے کا ناراض ہوتے - اور لکہنؤ سے پامر صاحب اور تفضل حسین خان کمشنر ... ہال لشکر کے ساتھہ تاوان وصول کرنے کیلئے رامپور آئے اور نواب فیض ... تہوڑی سی جمعیت ... ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دوراندیش تھے اسلئے بغیر ... فیض اللہ خان سے بات چیت ... ۱۵ لاکھہ روپیہ دیکر راضی کردیا - یہ

بیان جا بجا ان تمام مولفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی۔ مگر انگریزی کتب تواریخ مین ان پندرہ لاکھ روپیہ کے دیے جانیکی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہی کہ یہ واقعہ بھی ضمناً اوس مین شامل ہو۔

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلین اور اس حیلہ سے پندرہ لاکھ روپئے اور بقول لے تیس لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے بموجب جسپر ۱۷۷۴ء مین انگریزی حکومت کی ضمانت لگیگئی تھی نواب فیض اللہ خان سے یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچہزار سے زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکھین اور نواب اودہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے بہنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کرین۔ جب انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بھیجنے کی درخواست انگریزون سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہی کہ ۱۷۸۰ء مین گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہون نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بھیجی مگر وہ اسقدر نہ تھی جو اونسے مانگی گئی تھی اسلئے وہ فوج نامنظور کی گئی اور گورنر جنرل نے مقام چنار گڑھ مین آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چھین لینے کی اجازت دیدی تھی۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکھا گیا تھا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تھی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت و حمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرادیے اور اپنی خودسری سے نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہین اسلیے آصف الدولہ کو اجازت ہی کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکو نقد روپیہ بشروط عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کے دیا کرین۔ مگر جسقدر روپیہ اوس فوج کا ہوگا جو اونہون نے

عہدنامے کی رو سے سرانجام کرنے کی شرط کی تھی وہ روپیہ لاکھ کی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب کمپنی
مین تاقایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لارڈ منکلد کی سوانح عمری مین ایک مشہور
یادگار باقی ہی یہ تدبیر صرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی تھی کیونکہ آصف الدولہ
کو اوس جاگیر سے نقض فاسق کرنے کی اجازت نہ تھی جب مداس اور بمبئی کے حاطوں مین لڑائی کی
آگ بھڑک رہی تھی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سے کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار
سوار اپنی خدمت کے لئے مانگو تاکہ انگریزی رسالہ مدراس جانے کے تئے کافی ہو اور گورنر جنرل نے
نواب فیض اللہ خان کو بھی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس درخواست
پر نواب فیض اللہ خان نے لکھا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکھنے کی اجازت ہے
جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے
ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین۔ اونکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے۔ مین
سپاہ کہان سے لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکھنؤ کے رزیڈنٹ
کو لکھا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سے تین ہزار سوار مانگے اسپر بھی اونہون نے عذر کیا۔ مگر دو ہزار
سوار اور ایکہزار پیدل بھیجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا کہ وہ راضی
ہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ جنار گڑھ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان
کی ریاست ضبط کرلین کیونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تھے کہ کوئی نقض عہد نواب
فیض اللہ خان کی طرف سے ہو۔ اب یہ بڑی ہٹ دھرمی تھی کہ انگریز اس بہانے سے عہدنامہ لال
ڈانگ سے پھرتے تھے اوس مین یہ کہان لکھا ہوا تھا کہ پانچہزار سوارون سے نواب اودہ کی اعانت
کی جائیگی۔ اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا بحسب قابلیت وعدہ تھا وہ بھی سوارون کا نتھا غرض
کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکھو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ
کی خدمت کے لئے بھیجو زمین آسمان کا فرق تھا مگر زبردستون کو اختیار تھا کہ جو چاہین سو کرین
اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تھا کہ جس رئیس یا امیر سے جو کچھ اینٹھا جا
وہ اینٹھئے جو مرضی ہوئی ہو اوس سے فوج لیجئے۔ ۱۷۸۳ء مین آصف الدولہ کو ازحد اصرار ہوا کہ
گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ
دینے پر راضی ہوے چونکہ وہ ایک ذی مقدرت رئیس خیال کئے جاتے تھے اسواسطے پندرہ لاکھہ
روپیہ ہرجے کی بابت طلب کئے گئے۔ اس روپے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہوگئے اور میجر پامر صاحب انگریزونکی طرف سے گئے اور وہان ایک مہینہ رہے اور نواب فیض اللہ خان سے پندرہ لاکھ روپئے لئے اسطرح کہ پانچ لاکھ روپئے فوراً دئے اور پانچ لاکھ فصل خریف مین اور دو لاکھ ربیع سنہ ۱۱۹۱ فصلی مین اور باقی تین لاکھ روپئے شروع خریف سنہ ۱۱۹۲ فصلی مین ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۷۸۲ء کو پامر صاحب نے نواب وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سے اونپر فرض تھا کہ بوقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر کی مدد کرین عہد نامہ سابق سے مستو کردیا - اور اس تاریخ سے نواب فیض اللہ خان فرض معہودی سپاہ سے بری کیے گئے

اس کے علاوہ پندرہ لاکھ روپئے اور اس بہانے سے وصول کئے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے حین حیات تھی اب یہ اُنسے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل بہ ملک قایم رہیگا مگر مل کی انگریزی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس دوسری رقم کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کردیا - گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بھیجدی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوارونکی بیجا تہی - موافق عہدنامے کے دو تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکی ذمے واجب تھی - اور جو افواہین کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی تہین وہ محض بے اصل تہین - مل کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی سے صرف اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور رہا کہ آصف الدولہ نے اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھہ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تہا -

ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی امان اور دادی کی جاگیر پھیر اون پر بحال کرادینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ آصف الدولہ نے سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بھیجا جس کام کے لئے وہ بھیجے گئے تہے اوس کو اچھی طرح انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوئے - گورنر جنرل ہیسٹنگز صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہوگئے جیسے وہ مڈلٹن صاحب کے کام سے ہوئے تھے اس لئے
اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ
اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے۔ بلکہ گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اوسے کرکے چھوڑتے
تھے اب اونھون نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ مین رزیڈنٹ ہی نرہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی
وہ ہندوستانیون ہی سے لیا جائے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹون کے ہاتھ سے رہی ہے
ہمیشہ نواب کے خط اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین۔ اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار
سنہ ۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل کو اپنی رائے مین کامیابی ہوئی۔ اور اوضون نے اب خود لکھنؤ آنیکا ارادہ کیا
اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۷۸۴ء مطابق سنہ ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آئے اون کا بڑا مطلب یہان آنے سے یہ
تھا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین۔ اوضون نے آصف الدولہ کے نائب سے روپیہ
وصول کیا معلوم نہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی
واگذاشت کرایا ان بیگمون کے ظلم وستم پر انگلستان مین بڑی ہائے وائے مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی
گورنر نے وزیر سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر دینے مین تمھارا اور تمھارے ملک کا بھلا ہی۔ اسلئے تمھین انتظام مین
بڑی مدد پہنچیگی ۲۷ اگست سنہ ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین رہ چکے تھے[۵۷] سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین قلعہ سے
نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوئے تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہیسٹنگز کے لکھنے کے بموجب شاہزادے کو
کمال آبرو کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری اداکی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات
و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور دو گھوڑے کرم قلی خان پسر منیر الدولہ کی معرفت برائے استقبال
روانہ کئے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنین تلنگون کی اور کئی سو سوار ادس تا مقام مذکور لیکر روانہ ہوا
جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا۔ اور باعزاز واکرام تمام اپنے ساتھ لائے

---

۵۷ دیکھو جام جہان نما۔

اور ۲ ہزار روپیہ ماہوار مطبخ اور کارخانجات وغیرہ کیلئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل میں ٹھیرایا۔
گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی، پتنگ بازی، و آتشبازی و خورد و نوش میں دم بھر گرمی
پکڑی تھی۔ مگر کئی مہینے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اجلاف پسند تھا
ایک لکھنؤ کی طوائف کرم بخش نامی سے جوش محبت میں آنکھیں لڑگئیں اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم
صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازوں
وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخر کار شاہزادے نے بنارس میں جاکر قیام کیا۔ جبکہ وارن ہیسٹنگز اپنے
عہدہ گورنری سے مستعفی ہوکر کلکتے سے چلے گئے اور لارڈ کارن والس اونکی جگہ مقرر ہوکر آئے اور سنہ ۱۲۰۱
ہجری میں لکھنؤ کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ میں بنارس کے اندر شاہزادے سے
ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی
ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کرکے اپنے مقام کو لوٹ آئے۔ گورنر جنرل نے دوسرے دن
سعادت علی خان کے قیام گاہ پر جاکر رسم بازدید ادا کی نواب نے اونکی ضیافت کی پھر شاہزادہ جوان بخت
گورنر جنرل سے ملنے کے لیے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواہش کہنی چاہتی پر نواب سعادت علی خان کو تو
نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا تھیں
جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل
سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے میں دیے گئے تھے
اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہیے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنؤ کا قصد رکھتے ہیں اور میں بھی وہیں جاتا
ہوں وہاں پہ یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنؤ کو گئے اونکے پیچھے پیچھے
شاہزادے بھی لکھنؤ کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ
نے لطائف الحیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کردیا اور شاہزادے سے ظاہر و باطن
میں ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری میں رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلئے گورنر جنرل کے
مشورے سے اکبرآباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری
کہ شہزادہ جوان بخت اکبرآباد کی طرف جارہے ہیں تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد میں بلالیا۔ کچھ دنوں
یہاں رہکر شاہزادے رخصت حاصل کرکے ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۲ ہجری کو اکبرآباد پہنچے مگر یہاں
اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنؤ کا عزم کیا۔ اور ۵ رجب سنہ ۱۲۰۲
کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنؤ میں آئے۔ اور وہاں سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی آمدنی

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ بیس ہاتھی تھے۔ بنارس مین پہنچکر با دھوم اوس کے باعمین قیام کیا۔ گورنر نے سولہا ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کی حسابات ملکی سے جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان ۱۲۰۳ہجری کو عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوکر انتقال کیا۔ لاٹ صاحب سعادت علیخان اور رزیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوے

وقایع عالم شاہی مین لکھا ہے کہ ۱۲۰۹ ہجری مین **شاہزادہ سلیمان شکوہ** مختفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکھنؤ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۲۰ جمادی الاخرے روز سہ شنبہ کو مقام بریلی مین راجہ صورت سنگھ اور راجہ ٹکیتراے اور اسکے داماد نے ملازمت شاہزادے سے مشرف ہوکر ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیہ نذر کئے شاہزادے نے صورت سنگھ کو اپنا خاص دوپٹہ اور اوس کے داماد کو دوشالہ عطا کیا۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنرجنرل خود لکھنؤ مین آئے ہوئے تھے ۲۰ جمادی الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ اور عمادالدولہ مسٹر صاحب بہادر جلادت جنگ گورنرجنرل کی عرضداشتین پہنچین اونکے ساتھ شاہ عالم کے شقہ کی نقل بھی تھی جو شقہ ان دونون رئیسون کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ مرشدزادہ بے استرضاے اقدس چلا گیا ہے شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکھا دیا جس سے انکی تشویش رفع ہوئی ۲۳ جمادی الاخرے کو راجہ گوبندرام وزیر کی جانب سے اور کپتان اسکاٹ گورنرجنرل کی طرف سے اپنے موکلون کے عرایض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے ان دونون نے تین ہاتھی مع عماری ہاے سلیمان دار اور نقدی تو ہمون کے اور نشان وبان گورنرجنرل کی جانب سے پیش کئے اور جبکہ منزل جہان مین شاہزادے نے یہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لانیکے لئے روانہ کیا ۱۴ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گھوڑے اور ماہی مراتب ونشان وبان شاہزادے کی خدمت مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سرداروں نے عطاے شایستہ سے سر مفاخرت بلند کیا ۱۸ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکھنؤ مین داخل ہوئے اور وزیر کے دولت خانے پر تشریف لے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گھوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جواہر اور کپڑون کے خوان اور ہتھیار پیشکش گذرانے شاہزادے نے یہ نذر قبول کرکے اور مقام پر چلے گئے جو اونکے ٹھہرنے کے لئے تجویز ہوا تھا۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے شاہزادے کے مصارف کے لئے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ بھی لکھنؤ مین آئے تھے۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت میں مبتلا تھے کچھ دنون مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مد نظر تہا ویسی مدارات ظہور مین نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سولہا ہزار روپیہ بنارس مین اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے شاہ عالم بادشاہ کے باورچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بہیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے چھ ہزار روپیہ اور سکندر شکوہ کے لئے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادت علیخان کی مسند نشینی کے وقت جو عہدنامہ ہوا تہا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان بنارس کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارنوالس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے ۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور انگریزوں کا نواب کے ذمے سے گھٹا دینا

جبکہ مسٹر ہستنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوتے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۸۶ء مین براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے ۹ ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے مین پہونچے ایک دن وہان ٹھیر کر آگے کو کوچ کیا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تہا کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالین۔ اور فتح گڈھ کے برگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہستنگز صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالین۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب فی برس سے جو ری کی لاکھ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیتے تھے سنہ ۱۷۸۱ء کے عہدنامے کے مطابق اونکو ۳۴،۱۲،۰۰۰ روپیہ اور سنہ ۱۷۸۵ء کے صلح نامے کے موافق ۲۴،۰۰،۰۰۰ روپیہ دینا چاہیے تھے تہا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان کمپنی نواب اودہ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اون کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گہٹا کر ایک پورے برگیڈ کا خرچ انکے ذمے رکہا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکہون کا خوف اودہ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اونکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو

گورنر جنرل کے اجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے کے پاس پہنچا دین موقوف کر دیا اس اجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط اجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیسٹنگز صاحب جب لکھنؤ مین آئے تھے تو اون کا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ نواس نے روپئے کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمے رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ سنہ ۱۷۸۱ء مناسب تصور نہین ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵ اپریل سنہ ۱۷۸۷ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا چاہئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ اسپر متوجہ رہی ہی کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور اوراوس مین غیر کا حملہ ممکن ہی اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہوسکتی اسلئے مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب ہین - فوج مقیم فتحگڈہ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ چنارگڈھ سنہ ۱۷۸۱ء کے مطابق ہوئی ہی مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست کی جاسے بلکہ وہان مقیم رہے مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون کہ آپ کا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد ہوگی - اگرچہ بالفعل کوئی خوف کسیکی آپکے ملک پر خیال مین نہین ہی مگر آخرکار آپکے ملک کی حفاظت فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی - اور جب تک فوج آپکے ملک مین رہے گی اوس وقت تک کوئی خیال خوف کسیکا بھی آپکے اوپر نہ کرے گا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت اکثر جنگ گاہون مین آزمائی گئی ہی یہانتک کہ جب اوس کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی زیادہ تھی تا ہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہی - اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر زور آور رہیگی اور فتحیاب ہوگی - مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ ہوا کرتا ہے تو عقل و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن الوقوع عمل مین آوے تا کہ یقین فتح ہماری طرف عاید ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ کچھہ نسبت کمپنی کی قوت مین اور آپکی قوت مین نہین ہی اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی قوت کی آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہین رہسکتا - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راستی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور قواعد پر اعتماد کلی ہو اور انکے مقابلے مین جو فوج کہ جنگ کچھ نہین جانتے اور مجھے شک نہین کہ آپ خرچ زائد اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہے اس واسطے مین بلا تامل صلاح دیتا ہون کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برخاست کرینگے جسقدر اس لائق کارآمد فوج کے قیام سے وہ آپکو مکتفی ہوگا - اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لئے ضروری ہے وہ آپکے ملک مین صرف ہوتا ہے - اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو - اور آپ کو اس امر کا یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین دیکھو فساد اور خرابی ہو رہی ہے مگر آپ کے ملک مین امن و امان جاری ہے اس صلاح کی تائید مین اور بہت سے دلائل قوی تر بیان ہو سکتے ہین - مگر میری رائے مین جس قدر مین نے بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہین اور اوس سے آپکی رائے مین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی - اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا - میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زاید جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی حفاظت کے باعث سے ہوتا ہے نہ دی جائے اور جو حساب میرے پاس ہے اوس سے ظاہر ہے کہ پچاس لاکھ فیض آبادی سکہ سولہ سنہ کا خرچ ہوتا ہے - اسی روپیہ مین نواب سعادت علی خان کا وثیقہ اور دہلو کی تنخواہ اور رزیڈنٹ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین - الغرض میری تجویز اور نیت یہ ہے کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپ سے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ کے نہ لیا جائے گا - اور کسی طرح کا مطالبہ نہوگا - اگر آپ بعد ازین کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرینگے تو اونکا خرچہ واجبی اسکے سوا آپکو دینا ہوگا اور اگر کوئی ہر دو برگیڈ یا رسالہ سواروں مین سے واپس طلب کیا جائیگا یا فوج مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کر کے آپ کو دلاؤنگا - اس نظر سے کہ اس عہدنامہ کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف رائے کی باقی نرہے - مین آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ بابت زیادتی یا کمی رسالہ و پیادگان کی تو یہ شرائط مانع اوسکی نہونگی - اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع نہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض کچھ زیادہ آپ سے مطالبہ نہوگا ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہے آپ کے دربار مین رہیگا - مگر چونکہ برائے کبھی کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نہ کی جائے - اس لئے احکام تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے - اور نہ کسی رعایا سے انگریزی کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے پیش

کرانے گا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ نے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکارون کے سپرد
رکھکر مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلا حجت وقوع مین آوے مین صلاح دیتا ہون
کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین۔ اور اگر مین کسی کو ایسی
اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جاوے گی۔ اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری
کے آپکے ملک مین جا کر رہے تو آپ اوسکو زبردستی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب ریذیڈنٹ
کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیجدین۔ مینے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی
کا حال جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان مین ہی مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل لکھنا مناسب
معلوم ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے اہلکارون نے خود غرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ
انگریزی مین کئی نسبت جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہی کہ اسکا انسداد ہو
اور مینے بہت توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے۔ مگر چونکہ دوستی باہم مشہور ہی۔ اس لئے اگر آپ انصاف
کو کار فرماوین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہی۔ فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ چنارگڑھ
کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی ریذیڈنٹ وہان سے اب خواہ بعد اختتام سنہ ۱۱۹۴ فصلی کے
طلب کر لیا جاوے گا۔ اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نرہے گا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارہ مین
بسبب اسکے کہ اب تک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین بھی ہی مین آپ کی اطلاع دینی
مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکھین گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو
فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی
روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گذارے کے لایق علیحدہ کر دینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی مان اور
بھائی دل دلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی
ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ تجویز ہو۔ یہ مشہور ہی کہ دل دلیر خان
کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دل دلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہی اوسکی وجہ سے
اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہوگی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھاویگا
اسلئے مجھے امید ہی کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگون کی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو
علیحدہ صاحب ریذیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین۔ اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان
مین ہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہی۔ مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ
آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو۔ مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا ضرور ہی۔ مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پاوے گا آپ اوس تاریخ کو تمام بقایا سے
تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہے۔ اور رزیڈنسی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا
خرچ اوا۔ نیز رزبقایا سے مسٹر اندرسین اداکردین اور باقی جو کچھہ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے
صاف ہوگا۔ اور اس گورمنٹ کے قرضے کے طور پر آپکے ذمہ سے تصفیہ نہ کیا جاوے گا۔ جو مطالب کہ آئین
لکھے گئے ہین اونکی بارے مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون
سرکارون کا دوست ہے۔ اور چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر اعظم
ہے اسلئے مینے اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز تصفیہ کرکے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری راے مین
فوائد طرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری راے مین اوس سے کہنا بمنزلہ
آپکے ساتھ کہنے کے ہے۔ مگر چونکہ آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضروری اسلئے
مینے مناسب تصور کیا کہ علت غائی اوسکی اس تحریر مین درج کرون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے
بیان کرے گا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل انریبل کمپنی طرفسے
کرونگا۔ طلسم ہند مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کرور روپیہ کا جواہرات گورنرجنرل کی نذر کیا تھا
اونھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کونسی نایاب شے نواب وزیر کے پاس اپنی طرفسے
روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرفسے پہنچا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان
کیا ہے کہ گورنرجنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کئے کہ وہ ولایت مین اپیل
اوٹھا کر آئے تھے کہ مین ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا۔ اور اونھون نے صراحت کے ساتھ
حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کردیا حیدر بیگ خان تھوڑے دنون کلکتے مین رہکر
گورنرجنرل سے رخصت ہوے اور جس راستے سے لوٹے عظیم آباد مین باقی پور کے پاس حیدر درانی وقف
کرکے لکھنؤ پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اس کام مین
ایک لاکھہ روپئے صرف کئے بعض اس سے بھی زائد بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب
آصف الدولہ حیدر بیگ خان سے بہت خوش ہوے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنرجنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنرجنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی سنہ ۱۷۸۴ء مین اونکو لکھا کہ آپ کی دوستانہ
تحریر پہونچی۔ مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپ کا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام

مداخلت نہوگی اور رزیڈنٹ لکھنو کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی اور شخص آپکا ماتحت کسیطرحکی مداخلت کرنے پائے گا ـ اور میرے ملک کی حکومت میرے اور میرے اہلکاروں کی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی ـ نواب حیدر بیگ خان نے اون سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کاموں کے بندوبست کرنے کا باعث ہوے مجھے نہایت خوشی ہوئی ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور مین خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھکر خوش ہوتا ہون اور اسقدر شکرگذار ہون کہ اوس کا ایک شمہ بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہیئے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی مین اور اون کے انتقال کے وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے مین انگریزونکی دوستی کامل و مستحکم اور بے ریا رہی ہے اور اللہ کی عنایت سے آیندہ یوماً فیوماً ترقی پر ہوگی ـ اس وقت مین ایسا سردار جو صاحب علم و خبر و عقل و اختیار کامل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا مین سمجھتا ہون کہ ایسے رئیس مکرم کا ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہی کہ میرے تمام کام میری مرضی کے موافق سرانجام پاوینگے فوج متعین فتحگڈھ کے قایم اور جاری رہنے کے باب مین جو آپنے تحریر فرمایا ہے کہ وہ مثل سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا باوجودیکہ میرے ملک کا بڑا صرف اس فوج کے سبب سے سال بسال ہوتا ہے ـ سابق مین جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ اس بارے مین ہوئے ہین اور جس طریق پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سب سے آپ بخوبی واقف ہین ـ بہرحال مجھو آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ اوس کا اصل و مفصل حال بیان کرون ـ مگر مینے سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہین یہ میری عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی ـ اسواسطے اس مطلب کو اوس وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہربانی حاصل کرون بعد اوس کے آپ مہربانی و الطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرمائین جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی منظور ہو اس لئے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لئے مین منظور کرتا ہون کہ جو فوج اب فتحگڈھ اور کانپور مین ہے وہ بدستور قایم رہے اور اپنے بہائی سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کی تنخواہین اور رزیڈنٹی اور دوسرے انگریزون اور صاحب رزیڈنٹ ہمراہی مہاراجہ سیندہیا کے اخراجات اور ڈاک کا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھ روپیہ مقرر کردیا ہے کہ مین دیا کرون یہ مجھی منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھ سے

زیادہ نہوگا اور اگر کسی طرح کا مطالبہ اسکے سوا نہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی ان دو بریگیڈ مین سے یا رسالہ سواران مین سے واپس طلب کئے جائینگے یا زیادہ کمی اون فوجمین ہوگی تو کمی خرچ کے مطابق روپیہ کمی کا اس پچاس لاکھہ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کرکے فرد قسط بندی ارسال کرتا ہون - اور مجھے یقین ہو کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا - آپکے مہربانی نامے کے امر کا جواب بہتنے نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ مینے سنا ہے کہ آپ ضرور اس طرح مین تشریف لائینگے بس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاویگی اب یہ خیال کرکے کہ آپکے حکم کی تعمیل اور آپ کی رضا جوئی اسمین اِبتک دوستی سے ہے مینے اپنی منظوری تحریر کی - فرخ آباد کے بارے مین آپ تحریر فرماتے مین کہ وہ ملک بہ سابق میرے ماتحت رہیگا اور رزیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اوسوقت خواہ سنہ ۱۱۹۰ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہیگا - اور نہ کوئی اور اوسکی جگہہ مامور ہوگا - اور آپ حکم دیتے مین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھہ مہربانی سے پیش آؤن اونکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور ضلع مذکور کا مناسب مقصود ہو تو معقول پنشن نواب مظفر جنگ کیلئے مقرر کرون - اور نواب مظفر جنگ کی مان اور اونکے بھائی دلدیر خان اور راے دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دلی گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہو یہ ضرور ہے کہ کچھہ گذارہ اون کا علاوہ اسکے نواب مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی اونکے ساتھہ ظاہر ہے اور دلدیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوسکی حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اوسکو تکلیف ہوگی مین اوس کے واسطے کچھہ گذارہ مظفر جنگ کی پنشن مین سے مقرر کرکے لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت اوسکو دلایا کرونگا مین ان سب امور مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی مان اور دلدیر خان اور راے دیپ چند کو رزیڈنٹ کی معرفت گذارہ دلایا کرونگا - اور اونکو حفاظت مین رکھونگا - ایسکہ ملاقات حاصل ہونے تک تحریرات سے معزز اور مسرور ہوتا رہون - اس خط کے ساتھہ پچاس لاکھہ روپیہ کی قسط بندی بھی بھیجی گئی تھی -

حیدربیگ خان نے اپنی طرف سے بھی ایک عریضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہی - سابق مین ایک عرضی اپنے لکھنؤ مین پہنچ جانے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظہ مین گذری ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اوس سے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے واضح رائے عالی ہوگا حضور نے اونکے امور مین
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے۔ اور یقین ہے کہ آئندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے۔ ایک فرد قسط بندی زر اخراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہی اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسقدر
وہ مینول صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری ۱۷۸۴ء تک تو جلکو چاہئے بھیجتا ہون اور دو ہنڈیان
اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری ۱۷۸۴ء
تک ہے بھیجتا ہون یہ سب حضور کی ملاحظہ مین گذرینگی۔ چونکہ مجھے یہان بہت عرصہ ہوگیا پہلے
اکثر طریق کارروائی مین بدانتظامی واقع ہوئی ہے اور توقف اور تساہل بھی زر سرکار کمپنی کی ادائی
مین ہوگیا اور اب کہ مین یہان آگیا ہون اور فصل کے زر وغیرہ کا وقت ہے مین سرکار کے کام مین مصروف
ہوتا ہون اور اللہ کی مدد او حضور کی عنایات سے ہر ایک کام کا انتظام ہوجائے گا اور جو زیادہ فتنی ایل
ناتھ صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ جسقدر بعد تحقیقات آخر ماہ فروری ۱۷۸۴ء
تک ہوگا ہنگام وجوب تک ادا ہوجائے گا۔ روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتدای مارچ ۱۷۸۴ء
سے جون ۱۷۸۴ء تک سرکاری خزانے مین داخل ہوگیا اور آئندہ اللہ کی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا ہون۔

گورنر جنرل کی لکھنؤ مین تشریف آوری۔ عہدنامہ تجارت

کارن والس صاحب آپ بھی لکھنؤ مین آئے۔ سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
علی قدر مراتب حسن و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کئے اونھون نے کچھ نہ لیا اور وہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے کو گئے تو اونھون نے ولایت فرنگ
اور انگلستان کے تحفے نواب کو دئے نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے۔
سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین ایک عہدنامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی رو سے
ایک محصول عشیدی قیمت اجناس پر لینا تجویز ہوا۔ اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کہ محصول گذارات کا نہ لیا کرین۔

امیر الدولہ حیدر بیگ خانکی وفات ۔ ملکی انتظامات

یہ شخص مدت تک اودہ کے انتظام مین مصروف رہا نواب وزیر کا خیر طلب تہا تشخیص اور تحصیل کا کام خوب کیا رعایا بھی راضی رہی ۔ مگر فوج و سپاہ مین انگشت نما تہا فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کلکتے جاکر ایسا معاملہ درست کہ کوئی صاحب حکم فرنگی نواب کے علاقے مین نہین رہا مگر اسقدر خرابی کی کہ سپاہ کی تنخواہ کم کردی اور ملک کی خبر گیری نکی حیدر بیگ خان ایک سال سے ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا تھا ۔ مگر دو تین مہینون سے دستونکا ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت جاتی رہی علاج سے کسیطرح نفع نہوا سلخ ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین سنبھالا جل کا شکار ہوا کشمیری باغ واقع لکھنؤ مین دفن ہوا ۔ **تاریخ وفات**

زین جہان نواب حیدر بیگ خان ۔ عازم ملک عدم گردید بہ یاس
سال تاریخ وفاتش بہر عقل ۔ گفت رحلت کرد امیر الدولہ آہ

اپنی وفات سے پہلے اوس نے اپنی تمام نقد و جنس کی فرد تیار کرا کے نواب وزیر کے پاس بھیجدی اور لکھا کہ یہ مال سرکار کا ہے چاہین لیں اور چاہین بخشدین ۔ اکبر علی خان اپنے دونون بیٹون کو نواب سے سپرد کردیا ۔ اونکے متروکات مین بیس لاکھ روپئے کے قریب نقد و جنس تھا لڑکے بھی کمسن تھے چونکہ نواب وزیر حسن خدمات حیدر بیگ خان سے مسرور تھے اسلئے وہ مال و اسباب ضبط کیا اوسکی اولاد کو بخشدیا اور اوسکی تنخواہ بھی اوس نے بیٹون پر مقرر کردی ۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ کے بعد راجہ ٹکیت رائے کی فراست پر نظم و نسق کاروبار کا مدار ہوگیا جو سابق مین چارون صوبون کا دیوان کاربرداز مالی و ملکی تھا ۔ اور اوس کو وزیر نے مہاراجہ ادھراج نرندر راجہ ٹکیت رائے بہادر کا خطاب دیا اور راجہ دہنپت رائے خزانے کا کام کرتا تھا اور راجہ لالہ رائے پیش کار بخشی گری کا کام کرتا تھا ۔ گیان پرکاش مین نواب آصف الدولہ کے ہندو کاربردازون کا اسطرح تذکرہ کیا ہے کہ راجہ خوشحال رائے پسر راجہ نول رائے الہ آباد کا صوبہ دار رہا اور راجہ بہگوانداس کا بیٹا رائے بہادر سنگہ اور چہوٹا بیٹا رائے بالکرام دونون جہاؤلال کی رفاقت مین کام کرتے ہین اور کارخانجات کے کام پر مامور ہین اور راجہ بہگوانداس جو راجہ جہاؤلال کا بڑا دوست تہا خطاب راجگی کے ساتھ سرفراز ہوکر بریلی و مرادآباد و رہیلکہنڈ کا صوبہ دار رہا ۔ اور راجہ بولاس رائے کہ راجہ ٹکیت رائے کا رشتہ دار تہا سررشتہ دار مالی و ملکی مین اوسکی ذات پر بھی دار و مدار تہا اس شخص نے امام باڑہ اور مسجد بنائی تھی ۔

نواب آصف الدولہ کا لکھنؤ مین ایک عالیشان امام باڑہ تعمیر فرمانا اور نجف اشرف مین نہر لانیکے لئے روپیہ بھیجنا

نواب نے سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین ایک عالیشان امام باڑہ اور ایک بڑی مسجد اور رومی دروازہ تعمیر کرایا ان عمارتوں کی چھتوں مین ایک بستو بھر لکڑی کا نام نہین ہے سب چھتین ڈاٹ کی ہین - امام باڑے کے دالان کا طول ساٹھ گز اور عرض بیس گز تھا اور رومی دروازے کی بلندی چالیس پچاس گز سے اونچی تھی - لاکھون روپیہ کا قیمتی اسباب امام باڑے مین سجایا گیا اور کانچ کا سامان ایک لاکھ روپیہ کا ڈاکٹر فلنٹ صاحب کی معرفت طلب کیا - مگر نواب کی رحلت کے بعد یہ اسباب لکھنؤ مین پہنچا - مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ جس زمانے مین اس امام باڑے کی تیاری شروع ہوئی تو اوسوقت سخت قحط سالی تھی غلہ روپے کا آٹھ سیر بکتا تھا - شاعرون نے اسکی تاریخین لکھی تھین یہان بھی اونمین سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے ع ولی یہ ہند سلیمان جناب آصف جاہ ۔ ہزبر جنگ خدیو جہان کلاہ کہار ۔ رفیق گشت چو توفیق حق بنا کردش ۔ امام باڑہ گردون مسان بہشت آثار ۔ بگوش اہل جہان گفت عقل تاریخش ۔ رواق عرش جناب ائمہ اطہار ۔ دیگر رفتر شاہ کربلا آل نبی ابن علی ۔ دیگر بزمگاہ شہید راہ خدا دیگر مقام آل پیمبر مقام محمود است ۔ گیان پرکاش کا مولف آصف الدولہ کی تعمیر عمارات کی بڑی تعریف کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نواب نے دریائے گومتی کا پل بنوایا اوسکی تاریخ صراط مستقیم ہے - باغ اور باغیچے اور صدہا بارہ دریان اور نہرین اور حوض اور پانی کے خزانے اور فوارے اور حمام خشتی و سنگین اور شیشہ کا محل بے مثل اور ہاتھی دانت کا بنگلہ بنوایا - اور نواب نے سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت نہر فرات سے ایک نہر[1] نجف اشرف مین

[1] اور بعض نوشتون سے کربلا مین نہر کا بنوانا پایا جاتا ہے اور میر محمد اجمل الہ آبادی کی نظم سے مشہد مین نہر جاری کرنا ثابت ہے مشہد ایک شہر کا نام ہے ایران مین واقع ہے پہلے زمانے مین طوس کہلاتا تھا - حضرت علی موسی رضا علیہ السلام کا مزار مشہد مین ہے اسلئے مشہد مقدس کہلاتا ہے ۱۲ منہ

لانے کے واسطے بھیجا اس کام میں مدد کی تھی مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا قحط رفع ہو گیا۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھا اوس نے ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ مجکو خواب میں یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کر کے اوس مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکالا اور گھر میں کہ رستم نگر کے اندر واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہدائے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لئے فقیر بیگ کے گھر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے۔ شیرینیاں اور نیازیں حاجتمندوں نے حاضر کرنی شروع کیں جب فقیر نے قضا کی تو اوسکے بیٹے نے یہی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکھا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم میں زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت کی عوض کھپریل تھی۔ عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد میں تعمیر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے اوسکی آمدنی کچھ خادموں کے حصے میں آتی تھی اور کچھ سرکار میں داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ میں بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والوں کے سوا ہزاروں تماشائی اور شہر کی بڑی بیگمیں طوائفیں بن ٹھن کے جمع ہوتی ہیں۔ سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے رہا۔ اب بقول شخصے ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ۔ ارباب نشاط اب تک بیٹھتے ہیں نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش و زینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے کا کلکتہ کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کو کلکتہ کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ یہ دونون اوائل شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین عید الفطر کی نماز کے بعد آصف الدولہ سے رخصت ہوکر پندرہ سولہ ہزار سوار اور دو ٹولیون کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر تھہرے متصل ٹھہرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیان بھی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہوئین اسی مہینے مین یہ دونون صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے غازیپور اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہان صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی جانب سے خلعت جسکے ساتھ مالائے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تھا علی ابراہیم خان کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنون علیل تھا۔ اس لئے خود نہ ملا وہان سے کوچ کرکے سلخ ذیقعد کو دانا پور کے متصل پہنچے یہان کے حکام انگریزی سول و فوجی سے ملاقات کی وہان سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد مین باغ جعفر خان المخاطب بہ مرشد قلی خان مین ٹھہرے پھر وہان سے چلکر آخر ذیحجہ مین مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن یہان کئے اس مقام مین سرفراز الدولہ نے مسافرون محتاجون اور سیدون کو بہت کچھ دیا یہان انگریزون سے بھی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہین خلعت عطا کئے۔ پھر یہان سے روانہ ہوکر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے کئی ملاقاتین ہوئین۔ گورنر جنرل نے دونون کو کمپنی کی طرف سے خلعت تکلف دئے۔ گورنر تو وہان سے جہاز پر سوار ہوکر ولایت کیطرف روانہ ہوئے یہ دونون جدید گورنر جنرل سے ملنے کے انتظار مین ٹھہرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینہ تک وہان رہنا ہوا۔ جبکہ جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے مین پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین ملنے معاودت کی ۷۔ جمادی الاولے کو عظیم آباد مین پہنچے یہان تین چار مقام کرکے اور غریبونکو اپنی سخاوت سے فیضیاب کرکے لکھنو کیطرف چلے۔ اوائل ماہ جمادی الآخرے مین مقام بہرائچ مین آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کے بعد لکھنو کو روانہ ہو یہ دونون ہمراہ تھے ۲۰۔ جمادی الآخرے روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکھنو مین داخل ہوگئے اور دونون کو خلعت فاخرہ دئے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ مین ابتدائے شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری سے اوائل جمادی الآخرے سنہ ۱۲۰۸ ہجری تک پورا ہوا۔ دونون کا گذار پندرہ لاکھ روپیہ

صرف کرکے پھر آئے سواے اپنی راہ و رسم کے ارباب کونسل سے کوئی بات نواب کے فائدے کی ظہور میں نہ لائے ۔

وزیر علی خان کی شادی

ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین نواب آصف الدولہ نے مرزا وزیر علی خان کی شادی کا سامان کیا یہ شادی اشرف علیخان ابن بندہ علی خان کی بیٹی سے قرار پائی تھی۔ یہ بندہ علی خان نواب برہان الملک اور نواب صفدر جنگ اور نواب شجاع الدولہ کے عہد مین داغ[۱] و تصحیح کی خدمت رکھتا تھا اس تقریب مین نواب آصف الدولہ نے بہت روپیہ صرف کیا صرف روشنی مین تین لاکھ روپیہ کا تیل جلا تھا ہزارون نفری گھڑے ساتھ مین تھے ۔ اور آرایش کی ٹٹیان مقیش و بادلہ و تمامی سے آراستہ تھین یہ تمام سامان دولت خانہ سے سج کر چار باغ تک کہ درمیان مین تین کوس کا فاصلہ ہو گیا۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ آتشبازی نہایت نفیس تیار کرائی ایک قسم کا غبارہ تھا کہ آسمان مین بطور تارے کے جاتا اور ایک گھڑی تک وہان ٹھہرتا دو رویہ ٹھاٹر بنگلہ کر بولیا اور برج سے آراستہ کئے تھے ۔ سات روز تک یہ جشن رہا اس شادی کے مصارف کی وجہ سے تمام چیزین بہت گران ہو گئین ۔ غلہ اور تیل اور ہر قسم کا کرانہ اور کپڑا زیادہ قیمت پر چڑھ گیا۔ بیوپاریون کے پو بارے تھے ۔ اس شادی کا صرف کم سے کم بیس لاکھ اور زیادہ سے زیادہ چالیس لاکھ روپئے تک بتاتے ہین۔ نواب مظفر جنگ پسر نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور محمد علی خان ولیعہد نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی ایک ماہ پیشتر سے مہمان آئے تھے ۔ موزون نے آصف نامے کے آخر مین ایک مثنوی اس شادی کے حال مین لکھی ہے اور اس تاریخ یون موزون کی ہے ؎

ازین عقد چون دلم شاد شد ٭ دلم کرد موزون بفرط طرب
زمن سال تاریخ راچون طلب ٭ بیک بیت گفتم دو تاریخ نغز

---

[۱] عمدہ عمدہ گھوڑون وغیرہ پر انکی صحت کی پہچان کے واسطے نشان لگا دینے کو داغ کہتے ہین اور تمام جانورون مین سے جانچ کر عمدہ جانورون کے چھانٹنے کو تصحیح کہتے ہین ۔ ۱۴
فرہنگ انتخاب شاہجہان نامہ منضمن شرح اردو انٹرنس کورس ۔

سخن را بر آوردہ از پوست مغز ✦ دہی ہمت یارب این عقد را ✦ کہ گردانہ از خلق واعقد را
زروئے وفاق ورزند ہی دواد ✦ کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد ✦ دگر سال تاریخ آمد بکبت ✦
قران دو کوکب بہ برج شرف ✦ اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چھوٹا اور متبنی تہا مرزا جنگلی کی بیٹی سے شادی کی - اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتھا - ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی -

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷ - ذیحجہ ۱۲۰۸ہجری کو مسند نشین ہوئے ۱۳ محرم ۱۲۰۹ہجری کو افسران فوج نے اونکی
سخت ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور قید کر کے
اونکے چھوٹے بہائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا - جام جہان نما مین لکھا ہی کہ جبکہ
استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بوکالت صاحبزادہ مصطفی خان ابن الہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوئے اور رامپور کے افسران فوج کو لکھا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کر کے یہان
بہیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لئے لکھنو بلایا تھا - اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کر کے اونکو مروا ڈالا - اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جس کا یہ مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مار کر خودکشی
کر لی ہی سب کو اونکی آرام گاہ مین ایک فیر ہوا دیکہا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بھیجا اور اپنے چھوٹے بہائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا - فتح علی خان لکھنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا -
دیوان جھاؤلال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بہیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خط لکھ کر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلا لوین تم کو ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات قبول کی۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے اونھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے لیکن مسٹر چیری انگریزی رزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہی بلکہ اوس کا بیان ہی کہ آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر انکے باپ کی حین حیات تھی۔ آصف نامے کے مولف نے بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا وہ نظم یہ ہے ؎

کہ ناگہ بدرگاہ گردون مسیر | ز نزد برادرکشش آمد سفیر
کہ پورشش گران گناہش شود | برین آستان عذر خواہش شود
ازین در شود عفو جرمش مگر | جریمانہ بذرفتہ گوہر زر
برین آستان سپہر اقتدار | ولے قاصدش را نشد اذن بار
پذیرا نشد عذر آن زشت خو | کہ سرزد چنین جرم ناحق ازو
ز انگیز آن عذر بیجا شنو | کہ مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول | نگردید عذر گناہش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند سے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو پیش بہا تحائف بھیجکر درخواست کی کہ مجھے والی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین جو بیس لاکھ روپیے نذرانے کے بھیجے نواب آصف الدولہ تو کچھ نیم راضی سے ہوگئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا۔ جب اون سے کہا گیا تو اونھون نے نواب غلام محمد خان کی جانشینی سے انکار کردیا۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجویز ٹھیری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا گنہگار اور بے گناہ دونون کو ہوتی ہے۔ نواب غلام محمد خان قصوروار تھے۔ مگر جو خاندان اونکے ہاتھ سے ستم رسیدہ تھا اوس پر ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا۔ سوا اس کے نواب فیض اللہ خان کے [illegible] انتظام [illegible] اون کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ہیں ملک کو ایک
ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تہا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت
اور ضمانت سے تہا اسلیئے اوسپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کے نواب غلام محمد خان سے
ملک نکال دے اسلیئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج
لیکر اس بلوے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور معظم جنگ نامہ وہ جو شامین کہتا ہے
کہ اوس کے ساتھ کانپور کا کمپو بھی تہا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ انگریزی فوجین دو ولیتنین
گورندون کی اور بارہ پلٹنین تلنگون کی اور دو رجمنٹ ترکسوارون کی تہی اور معظم نے انگریزی فوج کی
تعداد چودہ ہزار بتائی ہے۔ جن مین سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری مین انگریزی
سپاہ کی تعداد پندرہ سو لہا ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کرکے اوائل ماہ
ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری مین الہ آباد سے لکھنو کو آئے اور یہان تین مقام کرکے رام گہاٹ کوچ
کیا اونکی توپون کے عجیب و غریب نام ہین جو بعض شاعرون نے نظم کیئے ہین مین اونکو یہان
لطف کے لئے بیان کرتا ہون۔ دہور دہانی۔ فتح بیکر۔ نہنگ۔ شیر پیکر۔ جم داکار۔ ملک میدان
فتح بار۔ اجگر۔ فوج بند۔ کہنڈ دہانی۔ کڑک بجلی۔ سرجیو۔ گہن گرج۔ سنگار دل۔ فتح لشکر
صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیری۔ حیدری۔ سلیمانی۔ بھلوری۔ فتحیاب۔ غباری۔ انگریزیان
سنترنال۔ کرنال۔ تہنال۔ اینمین سے سرشو بہت بڑی توپ یعنی الماس خان خواجہ سرا بہی
اناو سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا اور افسر تھے
ہنومان سنگھ کپتان ہربار سنگھ دولم سنگھ۔ بہوانی سنگھ اور سالار جنگ کے دونون بیٹے اکبر علیخان
و قاسم علیخان اور عبدالرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان
و مرزا داروغہ عجب خاص اور راو بہولا اور راجہ بلاس رائے اور راجہ جگیت رای اور راجہ
دہنپت رائے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تھے۔ سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے
کہ مظفر جنگ رئیس فرخ آباد بہی ہمراہ تہا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بہی نواب وزیر کے
ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان
گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چھٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین
آٹھوین قریب نلہے کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلین کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی تہی
اور وہان قیام کیا۔ لکھنو کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ مگر اوس نے اس فتح مین شریک ہونے

کی سرفرازی کی کوشش نہ کی جب نواب غلام محمد خان کو اس چڑھائی کی خبر پہونچی تو اونہون نے
بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کر کے بریلی کی جانب کوچ کیا اور صید خان کو
ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چھوڑا - نواب صاحب کی فوج کی تعداد
عماد السعادت مین ۲۵ ہزار سے ۳۰ ہزار تک بتائی ہے اور لکہا ہے کہ توپون کے علاوہ بانون کے
بھی کئی جھکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین چھبیس ہزار
بیان کی ہے - اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہے - اور بعضون نے صحیح تعداد بتائی ہے - اوسکی
روایت کے موافق سرسٹھ ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہے کہ تیرہ توپین
بڑی بڑی تہین اور چالیس شترنال تہین - نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک
علاقہ اسیوریت ہوا اور یہان اونہون نے سپاہ کو تنخواہ مین اشرفیان تقسیم کین - نواب صاحب نے
اس مقام سے جنرل ایبرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجیے
جنرل صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ مطمئن رہیے - جب نواب آصف الدولہ یہان آجاینگے -
تو مین صلح کرا دونگا - مگر جسقدر خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہے وہ میرے پاس بہیجا دیا جاے
اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑہاین - جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس بہیجا -
تو افسران سپاہ کو جمع کر کے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑہانا چاہیے
خدا چاہے گا تو سب کام ہمین درست ہو جائے گا - مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون
کی بات کا اعتبار نہین جرنیل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکھی ہے کہ اونکی فوج جسمے
وزیر اودھ کی فوج بھی آکر مل جائے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب نے یہی راے دی
کہ جلد آگے بڑہنا چاہیے - نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا - نواب صاحب کے چھ
بھائی اور تہے جنمین نظام علیخان - فتح علیخان - حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس
پہنچ گئے تہے - کیونکہ امین سے ہر ایک ریاست کا امیدوار تہا اور انگریزون خفیہ عہد و پیمان
کر چکا تہا - اور اونکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان - کریم اللہ خان - اور قاسم علیخان اونکے
ہمراہ تھے - تلہا پور ن ایک اور گل کہلا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو
پکڑ لایا ہے اس شخص کو مار پیٹ کر تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض
افسرونکی طرف سے جنرل ایبرکرمبی کے نام بہیجے تھے - اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ آکر جنگ کیجیے
ہم طرح دیجاینگے - روہیلے اوسوقت اون افسران نمک حرام کے ڈیرون پر چڑھ گئے - مگر یہ

افسر پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔
روہیلون نے اونکی رسد لوٹ لی۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوئے اور اون کا دل ٹوٹ گیا
اور اب وہ ہر ایک کو یہ تنبیہ دیکر کہنے لگے کہ جو کوئی خوشی سے اس جنگ مین شریک ہونے کو نہو وہ
چلا جائے میری طرف سے اوسکو اجازت ہی۔ اور جسکو رہنا ہو رہجائے میری طرف سے کسی پر جبر نہین
بہرحال اونکی فوج تین روز مین میرگنج پہونچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دوجوڑہ کو عبور کرنے لگی
انگریزی فوج نے بھی بریلی سے آگے بڑھکر اوس سے سات میل یہان کی طرف سنکہا کے پل سے
پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ شنبھو ناتھ بھی پانچہزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوج کے ہمراہ تھا
جنرل ایبر کرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کر کے دوجوڑہ کو عبور کر آئے
تو اوس نے ناخوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تھا بلا کر کہا کہ
نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست
ہوگیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا۔ اب
نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑھے
اور موضع بھٹورہ کے کھیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے
دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج (یا فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخر کار شکست فاش پاتا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴ - اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۰ - ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکہا کے مغربی کنارے
پر دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمربندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گھوڑے پر سوار
ہوکر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تاڑ لیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بھٹورہ کے سامنے
میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تھوڑا تھوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی
جماعت کو چھپائے ہوئے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا۔

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی
فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلے کے لئے تیار کیا۔
اور اونکی فوجنے آگے بڑھکر جنگل پر قبضہ کرلیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور
نواب کی فوجین یہان بھی چھپنے لگے اسنے مین انگریزی فوجین سے کپتان رامزی کو
ہندوستانی رجمنٹ (ترکسواران) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دھاوا کرنے کا حکم ملا۔ مگر
کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھول گیا۔ یا گھبرا گیا۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب
کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ مذکورہ انگریزی فوج کے محاذ مین ہو کر گذرا اس حالت کو
دیکھکر بخش خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سوارون کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے
کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کیمپ تک لتاڑتے
ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست یافتہ جماعت انگریزی کیمپ کی
داہنی طرف بھاگ کر آئی۔ لوگ توپون کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے
انگریزی بھاگے ہوئے رسالون اور باقیماندہ بائین بازو کی فوج کو لفٹنٹ گاہین اور رچارڈ
مین سنے دوبارہ درست کرکے صف آرا کیا۔ لیکن روہیلے غول باندھکر انگریزی کیمپ مین گھس آئے
اور تلوار نیزہ اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سینہ سے ہاتھ مین
تلوار او ہاتھون مین سنگین لیکران لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکھا ہی کہ روہیلون نے
تلنگون کے سر اوڑانا شروع کئے اونکے زور دست و بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے
سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے ککڑی کی طرح دو ٹکڑے کر دئے اور اگر بندوق کی نال
سر پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہو گئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوجین اس سرے سے اوس سرے
تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کھڑے تھے وہین کھڑے کے کھڑے
کٹ گئے قدم نہین ہٹایا از نائی سو کے قریب گورے اور پچاس سردار کام آئے اور ستر سو
کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور بعض کہتے ہے کہ گورے ڈیڑھ سو یا کچھ
اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگون
کی تعداد دو ہزار بتاتا ہے جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے
جاتے ہین یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برنگٹن کی یادگار مین ایک پتھر پر کندہ
کرکے وہان پر نصب کئے گئے ہین (۱) کرنیل جارج برنگٹن (۲) میجر تھامس بالفن (۳)

کپتان جان ہوبی (۴) کپتان نارمگلینڈ (۵) کپتان جان مرڈینڈ (۶) لفٹنٹ
اینڈریو کمنگر (۷) لفٹنٹ اینڈ منڈ ویلز (۸) لفٹنٹ ولیم ہنگسمن (۹) لفٹنٹ جانسن
ریچارڈسن (۱۰) لفٹنٹ جان بلر (۱۱) لفٹنٹ برنج (۱۲) لفٹنٹ ولیم آڈیل۔
(۱۳) لفٹنٹ ایڈورڈ بکر (۱۴) لفٹنٹ فائرورڈ بکر (۱۵) لفٹنٹ جمیس بلفر۔ انکے
سوا اور بہت سے یورپین اور ہندوستانی چھوٹے سوار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے۔
نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی کستو یا ڈگار کا پہر نصب ہے مع اپنی بہائیون
اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان
ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے
ہاتھیون پر سوار کہڑے ہوئے اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی
رجمنٹ کی شکست دیکھکر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیے تہے مگر جسقدر سوار ترک سوارونکو
لتاڑتے ہوئے انگریزی کیمپ مین گہس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ ہوئی اور وہ پٹھان جو لشکر انگریزی
مین گہس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہوگئے تھے کہ یکایک جنرل ایبر کرمبی نے گورونکی پلٹن اور
چار توپین اور بڑھکے دو توپین پہاڑون کی سیدھی طرف گہما کر لگا دین۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو
جمع کرکے حلقہ باندھ دیا تہا۔ شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گندہی ہی
کیونکہ منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنونکے کہیت مین پہلے سے چھپی ہوئی
بیٹھی تھی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچھ فوج انگریزی کہیت مین چھپی تھی وہ آگئی اور معظم کا
قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین بیٹھی ہوئی تھی جسنے اوس مین سے نکلکر لوٹنے والے
پٹھانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراب اور گولے مارے کہ تہوڑے
ہی عرصے مین پٹھانون کا چڑہا ہوا نور ایکدم ایلے کی مانند اوڑ گیا اور بہت سے روہیلے
توپون کے منہ کا نوالہ ہوئے اور پٹھان یہ سمجھے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی
ہے۔ نجو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹھنڈے ہوئے بلند خان کے سر مین دو گولیان
لگین اور ٹھنڈے ہوگئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلون نے
منتشر اور متفرق ہوکر بہاگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہادری باقاعدہ جرات کو نہ پہونچ سکی
اوس ہنگامے مین محمد عمر خان بڑہو چھپا اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان
عرف جنگی خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہوگئے۔ بہورے کی میدان کی فتح

انگریزی فوج کے نصیب مین لکہی تھی۔ انجام کار روہیلون کو کامل شکست ہوئی اور کوئی پٹہان میدان
مین باقی نرہا بڑا باعث اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کمالزئی جو پانچہزار آدمیون کے جتہے کے ساتھ
نواب کے ہمراہ کہڑا تہا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدہی تہا یہ نواب غلام محمد خان سی ظاہر مین
موافق تہا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان
جنگ سے بہاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹہیرے یہ سنتے ہی
دفعتہ میدان مین بہاگڑ پڑگئی اور ایک دم مین میدان صاف ہو گیا۔ نواب غلام محمد خان کے
ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے اصرار سے نواب صاحب نے
بھی مجبور ہو کر میدان چہوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بہاگے ہوے اور سوار
ملے یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۸ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوے اور تمام خزانون
اور بیگمات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوے۔ رعایاے رامپور مین سے بہت سے شرفا
اپنی عورتون اور بچون کو لیکر اودہر ہی کو چلے۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر
رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام مفرور پٹہان پہاڑ کے ایک گہاٹے مین
جو نہایت دشوار گذار جگہ تھی مقیم ہوے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے۔ انتخاب یادگار
مین لال ڈانگ مذکور ہے۔ اور یہ محض غلط ہی اور جام جہان نما مین انکا فاجو رمین پناہ گزین
ہونا ذکر کیا ہے۔ عماد السعادت اور معیر التواریخ و منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان
نے ریہڑ کی طرف پناہ لی تہی۔ دُرِّ منظوم سے بہی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت
ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رہ دامن کوہ را بر گرفت ؛ در فتح چون آن مظفر گرفت ؛ نخستین مقامی بہ ریہڑ نمود ؛ کہ یکجا سود لشکر جنگ سود
بس آنشاہ با اتفاق سپاہ ؛ در آن درہ بگرفت جای پناہ ؛ بدہارا کہ دریای آن درہ بود ؛ دم تیغ او برق کین می نمود
گرفتہ آنجا از موحل بلا ؛ کہ تا نا ید از خصم سیل خلل ؛ اور عباس خان عباس تخلص خلف زیارت خان نے
اپنی سوانح مین لکہا ہے کہ مینے لاہور مین یہ خبر سنی تہی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ چلکیا مین پناہ
لی تہی۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام کُٹہیا جور لکہا ہے
اور یہہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے۔ سر رابرٹ ابرکرمبی نے روہیلون
کا دور جوڑا تک تعاقب کیا۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے واسطے جنرل مذکور
کو ایک روز وہان قیام کرنا پڑا۔ اور زخمی بریلی کو بہیجدیے گئے۔ اب لشکر آصف الدولہ کا

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تہا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبدالرحمن خان قندہاری اور ملا ن خان کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب اشرف الدولہ تہا اور فوج آصفی کا سپہ سالار تہا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوے اور جہاؤلال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہم کو وقت بوقت پہنچاتے رہین نواب آصف الدولہ ابھی کٹرہ کمال زئی خان مین پہنچے تہے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبتین چھوٹنے لگین جہاؤلال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہوکر بسر گنج کو چلی گئی۔ اور سمبہو ناتھ حاکم بریلی سنئے ملازم نجو خان اور بلند خان کے سرکاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے بریلی کو روانہ ہوچکے تہے لاتے کہیڑے کے پل کے پاس سواری پہنچی تہی کہ شتر سوار نجو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور وہان سے واپس لاکر فتح گنج کے کہیڑے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ابرکرمبی کو کہلا بہیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہئے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور پہاڑونکی لاشین پڑی دیکہین تو راجہ جہاؤلال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرادینا چاہئے۔ چنانچہ بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کراکے دفن کردیا[1] اور زخمیون کو چہوا کر مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہو گئے تو ہر ایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا۔

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین غیرامن کو دکیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزونکے حوالے کردینا۔ اور قید ہوجانا۔ آخرکار رہا ہوکر حج کو جانا

[1] دیکہو آصف نامہ ۱۳ اسکے دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے میرگنج مین انگریزی فوجسے آملے یہان سے دونون فوجون نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے تاکید سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ انگریزی یا آصفی مین کا رامپور مین گھسکر کسی کو لوٹنے کہسوٹنے نہین اور حکم سنا دیا گیا کہ کوئی لشکری شہر کے اندر نہ جاسے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہان دوران دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب مین کوچ کیا۔ یہ فوجین ریٹھہ تک پہنچین اور میدان ٹیہ مین ٹھیرین۔ مولوی غلام جیلانی رفعت در منظوم مین کہتے ہین [۱]

دران جا دو اسپہ بریٹھہ رسید بمیدان ٹیہ کمین آرسید

مگر روہیلون نے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر ٹیہ کو پہلے ہی لوٹ کہسوٹکر تباہ کردیا تھا۔ انگریزی فوج نے روہیلون پر بہت کچھہ گولہ باری کی مگر وہ ایسے مورچے لیے محفوظ تھے کہ وہان مطلق نقصان کا اثر نہوا[۲]۔ جبکہ متفقہ فوجون سے یہا نونکے مورچے مسخر نہو سکے تو انگریزون نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے اور صلح کریجے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تھا آپکی جانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد و پیمان کرین تو مین آپکے پاس چلا آؤن انگریزون نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کھٹکے چلے آئین یہان آنے کے بعد سب امور متنازعہ فیصل ہوجائینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کیغرض سے اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ مین روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت پر نصر اللہ خان ابن عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب آصف الدولہ کی طرف سے جہاؤلال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے نواب غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے پاس جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قایم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہین کیا گیا اسلیے کہ

---

[۱] دیکھو جنگنامہ منظوم ۱۲ [۲] یہ بیان آصف نامہ اور در منظوم سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ در منظوم مین لکہا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین۔ مگر یہ نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کرینگے۔ ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا۔ جب نواب غلام محمد خان اس جواب کو پاکر امید برآری سے مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ جاری رکہنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام کیا کہ راجہ کہسان کے پاس اپنا ایک ایلچی بہیجکر اون سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین۔ راجہ نے اونکی استدعا قبول کی۔ اور روہیلون کے لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کر دیا۔ اور بہت سا غلہ پہاڑون کے نو جون مین آگیا۔ آصف نامے مین لکہا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکہا کہ روہیلے قابو مین نہین آسکتے اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے صلاح کرکے یہ تجویز کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑہانا چاہیے تاکہ پہاڑ و نپر رعب پڑے۔ چنانچہ پیچہے سے فوج آگے بڑہائی گئی۔ اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا۔ انگریزی لشکر کے پیچہے نواب آصف الدولہ کی فوج کے آگے ٹہرے ہوئے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تہی۔ مگر روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی۔ بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس بات کا خوف رہتا تہا کہ روہیلے ہم لوگون پر کوئی حملہ نہ کر بیٹہین یا شب خون مارین اور نہایت ہی زیادہ شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہو گیا تہا۔ نواب غلام محمد خان نے اوس مقام دشوار گذار کو ایسا حصار بنایا تہا کہ انگریزی فوج سے سر ہو سکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلہ کے سردارون کو خط لکہے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے۔ جب نواب غلام محمد خان کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کر رہے ہین۔ اور اونہون نے میرے افسرونکو خط بہیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خط طلب کیے لیکن سب نے انکار کیا اور اونہون نے تو بیش کر دیے۔ مگر منافقون نے نہ دکہائے بلکہ خطون کے آنے سے انکار محض کیا۔ نواب نے یقین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجہا کہ تا بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین جاکر اوسکے رحم پر اپنی جان کو چہوڑ دینا چاہیے۔ اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا۔ جام جہان نما مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین تہین

ایک تو پٹھانوں کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی - دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیر خواہی مین فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صید خان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تا کہ وہ مراتب صلح کو طے کرلین جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد و پیمان نہین کیا - اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری صاحب نواب صاحب کو لانے کے لئے بھیجے جاینگے - اور ایک اقرار نامہ جرنیل صاحب کیطرف سے لکھا گیا اور وہ مہرون سے پختہ ہو کر صید خان کو دیا - جو اوسے نواب صاحب کے پاس لے گیا نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کر کے کہا کہ میری جگہ نصر اللہ خانکو سمجھنا چاہئے مین انگریزی لشکر مین جاتا ہون - خیر اندیش افسرون نے اونکی اس رائے کو ناپسند کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہان جانے مین اندیشہ ہے - اس عرصے مین اسکاٹ صاحب کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر کھڑا رہا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانگی کو طیار ہوتے عمر خان بڑھو پنچھے اور نواب کے چھوٹے بھائی کریم اللہ خان ساتھ ہوتے سپاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا - اور کہا کہ اس معاملے مین تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون - میرے والد (نواب فیض اللہ خان) کا معاملہ بھی انگریزون کے توسط سے طے ہوا تھا - اور وہ انگریزون کے لشکر مین چلے گئے تھے اور تم اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جائے گا - اور بغیر کسی قسم کے قرار و مدار کے[۱] اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئے - گلزار سعادت مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے - اور اونکے کیمپ مین ٹھہرے - اور اس بات سے غافل رہے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ اور گورنر جنرل ہین اور یہ دونون اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بوجہ اپنے بھائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے - نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے آنے کے بعد نصر اللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھ قصبہ ۵ جور سعادت مین جو دامن کوہ مین تھا ٹھہرے رہے اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب موصوف کے ساتھ کیجائے تو مین اوسی بیگ کو مستعد ہو کر زور دالون - اور نواب

[۱] دیکھو سوانح محمد عباس مین زیارت خان اور ۵ مکاتیب سعادت مین یون ہی لکھا ہے ۱۲

آصف الدولہ جبری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کردین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سی صاف صاف کہدیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا - اور تاریخ سطوری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابرکربی کو عندالملاقات چند اشرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھی
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال وجواب ہوکر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمے
مین جانے کے لئے رخصت کیا جو اونکے ٹہیرنے کے لئے تیار تہا جب وہ اوس مین پہونچے
تو تلنگو نکی تہوڑی سی فوج بہیجکر نظربند کرلیا - جب نواب نے اپنے باب مین کچہ سوال کیا تو
ایبرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہنچے گی - ہرطرح کی آسایش کا
سامان ملیگا - مگر ملک نہین مل سکتا - اب نواب صاحب کے ہاتہ چارہ کچہ نتہا مجبور تھے -
مخالف کے قبضے مین آ گئے تھے - اونہون نے اپنی فوج مین کہلا بہیجا کہ میرے اہل وعیال
اور خزانے کو میرے پاس بہیجا دو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
پہنچی تو اوس نے عبدالمجید خان پسر دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندھی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر بندوقین مارنے لگے اور رات کو بہی ستانے لگے -
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سی کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روہیلے تلف
کردینگے آپ مجہکو یا عمر خان کو چہوڑدین تاکہ خزانہ بربادی سے بچا کر آپکے لشکر مین لے آئین
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چہوڑا - عمر خان کو چہوڑدیا - جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ
پہنچکر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل وعیال کو انگریزی
لشکر مین بہیجدو - تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا نہین
کرینگے اور عمر خان کو بہی روک لیا - عمر خان کے ساتہہ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے -
عمر خان نے اونکو واپس کردیا - اور کہدیا کہ مجہی بہی سپاہ روہیلہ نہین چہوڑتی - انگریز
یہ خبر سنکر متشوش ہوے اور روہیلہ سارے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہمکو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ - نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا - مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے
پاس بہیجدو - اسپر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہوسکتے - اسلئے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسندنشین کیا جائے گا - البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی ہو جس کو منظور کروگے ہم اوسکو مقرر کردینگے - مگر جو لوگ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے
اونہون نے اسطرح ضلع پٹنہ کی ملک انگریزی فوج کو تیر و بندوق سے تنگ کرنے لگے
انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود رہینگے
روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آوینگے - اور صلح کیطرف بھی مائل نہونگے اسلئے جمعہ کی شب کو
آدہی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھا کر بہت سے سوارونکی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بھیجا
جام جہان نما مین لکہا ہے کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد
کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہہ میرے کسی بھائی کو مسندنشین کردیا جاوے -
انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین
چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال و اطفال و اعزہ و اقربا کو
چھوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رامپور کو نہ جاؤنگا حج کا عزم کیا - ۲ شوال ۱۲۰۹
ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے - اور کچھ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین
بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا - اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب ۱۲۱۲ ہجری مین
کابل پہنچے اور وفادار خان کے ذریعہ سے زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوئے - خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ مستقیم جنگ بہادر خطاب پایا - یہ واقعہ
۲۲ - شعبان ۱۲۱۲ ہجری کا ہے -

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کے لئے اون کے
مورچونکی طرف بڑہا اودھر سے پٹھان بھی مقابل ہوئے بندوقین مارنے لگے - چونکہ روہیلے
ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تھا اسلئے
اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے - اگرچہ
بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تھی کہ جنگ جاری رکھی جاوے - مگر سپاہ برابر لڑتی
رہی کہ اثنائے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جھنڈی جنگ بند کردینے کی علامت کے لئے
ہلائی گئی - بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے
پاس گیا کہ یہ صورت اچھی نہین سب اعزہ و اقارب تمہارے رامپور مین موجود ہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ
یہان بھیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جائیگا اور جس کو تم نائب تجویز کروگے
اُسے نائب و مختار ریاست بنایا جائیگا اس تحریر کو دیکھکر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوئے
اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے قبضے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے
سے ہم یہان محصور ہین ہر طرح کی تکلیف اوٹھا رہے ہین اور یہان کی آب و ہوا نہایت خراب ہے
بہت سے روہیلے تپ و لرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین قوت اور طاقت کو بیحد
نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دباتا ہوا ہمارے مورچون مین گھس آیا تو تمام عزت و ناموس برباد
ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجائے۔ اور نواب نصر اللہ خان کی نیابت
کے لئے استدعا کی جائے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بھیجا کہ ہمکو
آپ کے حکم کی تعمیل منظور ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ مختار و نائب ریاست نواب نصر اللہ خان
مقرر کئے جائین آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور پختگی اوسکی قسم سے
فرماکے بھیجدیجئے تو ہم سارا خزانہ بھی آپکے پاس بھیجدین اور اطاعت کو حاضر ہو جائین۔
انگریزون نے روہیلون کی درخواست کے بموجب یہ مضمون لکھ بھیجا۔ دوسرے دن نواب
نصر اللہ خان عہدنامے کی تکمیل کیلئے انگریزون کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ
نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بھی رامپور سے لشکر مین طلب کر لیا تھا۔ بیگم نے بھی
یہی خواہش ظاہر کی کہ نصر اللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کئے جائین۔ چنانچہ موضع تیتہ
کے گھاٹ مین ۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو عہدنامہ تحریر ہوا۔ بس آصف نامے مین
جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکہا ہے جس سے سنہ ۱۲۰۹ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک
عدد کی بیشی ہے۔ اسلئے کہ دوجوڑا کی لڑائی سنہ ۱۲۰۸ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین ہوئی تھی
اس عہدنامے کی روسے یہ قرار پایا کہ جو کچھ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا
فوج روہیلہ اوسکو امانتہً کمپنی کے حوالے کردیگی اور جب حوالے ہو جائیگا خزانہ لیکے
نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ
منتشر اور متفرق ہو کر جہان چاہے گی چلی جائیگی۔ اور نواب احمد علی خان کے ۱۸
سال کی عمر کو پہنچنے تک نصر اللہ خان بطور منصرم ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر
رہینگے۔ نواب احمد علی خان کو جسقدر جاگیر دیگئی ہو اوس مین زیادہ سے زیادہ ۸۰۰ ... میل

اور عرض مین زیادہ سے زیادہ ۴۰ ، ۳ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دہی کا غذات کی رو سے ۲ ، ۹۹۵ میل مربع ہے مگر پیمایش کے دفتر کی رو سے جو ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۸۹ مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے صدر تعلقدار کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس جاگیر کا رقبہ ۹۲۸ میل مربع ہے۔ اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوس وقت قرار دیکر نواب احمد علی خان کے لئے مقرر کی تھی۔ نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے چودہ لاکھ کچھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ۱۱۸۸ ہجری مین عطا کی تھی اونکی حسن انتظام سے اسقدر ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی تو اس حساب سے نواب وزیر نے اصل جاگیر مین سے بارہ لاکھ روپے سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ لیا۔ اور اسکی تحصیل پر میرزا دل عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تھا فوج شائستہ کے ساتھ مقرر کیا۔ جب یہ عہدنامہ تمہیدی تحریر ہو چکا تو نواب نصر اللہ خان روہیلون کے لشکر مین گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیان پہلے سکہ جیو ر بارہ چکڑے مین لدوا کر انگریزی لشکر مین بھجوا دین اور جیری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کردین جو موجب انگریزی کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تھا۔ تاریخ مظفری مین غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیان لکھی ہین۔ نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان ططارام کو رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا سب حساب پوچھا اوس نے جمع خرچ پورا سمجھایا اور دیوان مذکور سے نواب مرحوم کے ملک کی نکاسی کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے زائد آمدنی پائی گئی۔ بعد اس کے آصف الدولہ مع لشکر ذاتی و انگریزی دامن کوہ سے کوچ کرکے رامپور کی طرف روانہ ہوئے۔ پٹھانون کی سپاہ اپنے مورچون سے نکلی اور نواب نصر اللہ خان روہیلون کے لشکر کا حضرت نگر مین چھوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر مین شریک ہو گئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہونچکر اجیت پور مین مقام کیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ دوسرے روز نواب آصف الدولہ سوار ہو کر رامپور کی سیر کو گئے کوچہ و بازار مین پھرے کچی ہزار روپیہ مساکین کو دیا جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس پہونچے نواب روہیلوں نے ایک ہزار اشرفیان نذر کین۔ اور روز برا ونکے ڈیرے کے اندر داخل ہوئے۔ شعر التواریخ مین بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو محل سے بلوا کر مسند ریاست پر بٹھایا۔ احمد علی خان جب تک زندہ رہے اونکے احسان کے

رہون منت رہے اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک باقی رہین۔ بعد اسکے
آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۵ جمادی الاولےٰ کو بریلی کی طرف روانہ ہوئے
جب وہ لوگ لشکر حدود رامپور سے نکل گئے تو تمام رعیّان رامپور مین آکر اپنے گھرون مین آباد
ہوگئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علیخان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ
کے ساتھ بریلی کو چلے گئے۔ وہان ۷ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۳ دسمبر ۱۷۹۴ء
کو تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی۔ مگر ان عہدنامون مین عہدنامہ لہیدی کی اتنی نقل کی
گئی کہ اوسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب
یہ شرط لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر رامپور کے
اور نیز کل حقوق مثل وغیرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علیخان کے دیدیا۔
جب نواب فیض اللہ خان کے بیٹون نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہوگئے تو انگریزون سے
کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کردینا چاہیے۔ تاکہ نصر اللہ خان پھر قابو نہ کرین اسلیے اونکی
تنخواہین بھی عہدنامے مین داخل کردی گئین۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ
اپنے بیٹون کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے درماہے مقرر
کیے۔ ؎

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امراکو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کردینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودھ کو روانہ ہونا

مؤلف کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب
احمد علیخان کو طلب کرکے ایک خلعت عطا کیا جسمین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک
سرپیچ اور کلغی اور موتیون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی اور
پالکی بھی دی۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا پھر
ریاست رامپور کے پانچ ارکان دولت کو طلب کرکے اونکو پانچ خلعت عطا کیے۔ اور نیز

فیض اللہ خان کے بیٹون کو بھی خلعت مرحمت کئے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست مین خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لیئے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ حسن علی خان و فتح علی خان و غلام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ بہتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان و قاسم علیخان و کریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ اور مصطفی خان ابن الہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لئے اونسٹھ ہزار روپیہ سالانہ۔ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹون کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق بند خرچ تیار ہوکر نصر اللہ خان کو رامپور دیدیا گیا۔ ۹ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودھ کو چلے گئے اور نواب احمد علی خان اور اونکے اہل خاندان او۔ افسران فوج رامپور کو روانہ ہوگئے۔ ۱۰ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ مین داخل ہوئے۔ جسدن نواب کا داخلہ لکھنؤ مین ہوا تمام چوک اور دوکانین دورویہ کمال حسن وخوبی سے نقش ونگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھین تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانون مین بچھائے گئے۔ اور پری پیکر رنڈیان سر سے پانون تک زیور اور گران بہا پوشاکون سے آراستہ ہوکر چھتون پر کمرون مین جلوہ گر تھین اور تماشائیون کا کوچہ و بازار مین ہجوم تھا نواب نے روپئے اور اشرفیان محتاجون اور ارباب نشاط کو بخشین۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے ؎

مژدہای تاریخ کہ با اقبال وجاہ ؎ برعدو نواب آصف فتح یافت ؎
از پئے تاریخ این فتح مبین ؎ ہان بگو نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اوسکے ساتھ سلطنت اودھ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اوسکا جانشین مقرر کرنیکے لئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان عامل اودھ نے عقبہ و سہرہ کو ایک منبر کافی خراج پر لے لیا تھا پرگنہ حافظ مؤ اور سوج ہمیشہ تاراج ہوتے رہے تھے گنگ کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کیا فسرون نے بیدوستی لے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا وہان پر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین ہی نواب آصف الدولہ اور اونکی نائب اور لکھنو اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے کمپو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے بیس نائبون نے باری باری سے دست اندازی کی اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی اس نواب کا ملک طول مین ۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساڑہ دس لاکھ روپئے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ١٨٠٢ء مین یہ عہد و پیمان کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھی جو ریاست کے کامون کو کرسکی اور نواب اودہ ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے۔ اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑہے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف لکھنو سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی کوشش نے کچھہ فائدہ نہین اوٹھایا۔ وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکو وہ یقین کرتا تھا کہ آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکی قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص بھاگو خان نامی نے اس مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ٣٨ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد ۲۰ اکتوبر ١٧٩٦ء کو انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لمیڈن رزیڈنٹ لکھنو اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین گئے۔ جہاؤ لال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہے مسندنشینی کے لائق نہین مناسب یہ ہے کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین نصیر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے تھا مسندنشین کیا جائے۔ اور خداوند خان نائب بنایا جائے۔ جب افاغنہ شمس آباد نے جو شریک دولت دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی۔ اونہون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھہ کر مفسدہ برپا کیا۔ آخر وہ جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جہاؤ لال کی پاسداری کی وجہ

مستقد مقابلہ ہوئی دوسری طرف سے امراؤ بیگم پہلی زوجہ بہو بیگم کی اپنے بھائی امین الدولہ کے اپنے بھتیجے دلاور جنگ بسر امین الدولہ کو جو اوس کا متبنیٰ تھا پیش کیا۔ فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخر حق وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب نقیبہ جنگ جوا صف ۱۲۰۳ ماہ اپریل کاعقا مبکلائی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نواب کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ عطا ہوتے اور دوسرے معاملات امین الدولہ اختیار تام رکھے اور مظفر جنگ کے بڑے بیٹے پر جرم زہرخورانی ثابت ہوا جو لکھنؤ مین جلاوطن کیا گیا۔

سرفرازالدولہ اور راجہ ٹکیت راے سے نواب کی ناموافقت ہونا جھاؤلال کو سلطنت کے کامون مین مداخلت کرنے سے انگریزونکی طرف سے ممانعت ہوجانا چیری صاحب کا عہدہ رزیڈنٹی سے تبادلہ۔ علامہ تفضل حسین خان کا عہدہ سفارت کلکتہ پر مقرر ہونا

ریاست اودھ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زرموعود قرض سے ادا ہوتا تھا۔ اگر کوئی پرانا قرض ادا ہوتا تھا تو اوس کے لئے نیا قرض لیا جاتا تھا۔ آمدنی ملک سے بہت ادا ہوتا تھا۔ اس لئے سود پر سود بڑھتا جاتا تھا۔ حیدربیگ خان کی رحلت کے بعد سرفرازالدولہ اور راجہ ٹکیت راے کلکتہ کو گئے تھے۔ اور جو روپیہ سرکار کمپنی کا نواب وزیر کے ذمے مشروط کی روسے تھا اوسکی وجہ سے سود مین تیس[۱] لاکھ روپیہ سالانہ دینا قرار پایا تھا۔ اُن روپیون کا تقاضا اہل شہر اور باطون سے رہتا تھا۔ آخر کار ٹکیت راے نے نواب آصف الدولہ کے کثرت مصارف کی شکایت لکھکر گورنر جنرل کا خط نواب وزیر کے نام اس مضمون کا لکھا یا کہ اتنا زیادہ روپیہ مصارف

---

[۱] دیکھو طلسم ہند (۲)

بیجا مین رائگان خرچ ہوتا ہے اگر اون کے عوض خزانے مین جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آسکے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش فروزی ٹکیت رائے کی ہے ورنہ انگریز
کچھ ہمارے ناصح نہین اسوجہ سے راجہ ٹکیت رائے نواب کی نظرون سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوے۔ ٹکیت رائے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی چھتر لاکھ
روپیہ فاضلات کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ مین گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصان سرکار ہی۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوے
اور غضب مین آکر راجہ جھاؤلال کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب و کتاب کی تکلیف نہین دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہون تو یہ کارپرداز
لوگ جو لاکھون روپیہ اپنے حقوق کا پیشے مین محض بیکار رہین۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤلال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤلال نے عرض کیا کہ راجہ ٹکیت رائے
شہر کے مہاجنون سے سازش رکھتا ہی۔ اور بیجا ناتھ خزانے کا دارو غہ ہی وہ ٹکیت رائے
کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج اسقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہی۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤلال کو حکم دیا کہ
مہاجنون کو اپنی حویلی مین یا راجہ بچھراج کے مکان مین بلا کر بات چیت کرے اور رائے بالکرام
امین محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکرام کل گیارہ لاکھ روپیہ
مہاجنون کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تھا۔ اس جرم مین بیجا ناتھ خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام بچھراج کو دیا گیا۔ جب ٹکیت رائے نظرون سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے ذریعے سے
مسٹر جیری صاحب رزیڈنٹ سے ملنا چاہا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سود مند نہوئی
جسوقت راجہ ٹکیت رائے نے کچھ کاغذات درست کرکے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اسکو دوبارہ دیوانی اور پیشکاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاج مین کدورت آگئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہو
بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت رائے سے مناسب ہے اور جھاؤلال صاحب مین رہے
اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے مین دست اندازی نہ کرے اور بچھراج خزانے کا مہتمم
رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو ہم کو جھاؤلال خیرخواہ بنظر

التفات لازم ہے اور ٹکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہی - مگر سرفراز الدولہ کو ٹکیت راے کا عزل منظور تھا نواب وزیر نے کاغذات گذرانیدہ ٹکیت راے کو جعلی قرار دیا - اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے سبب سے تکدر خاطر کی وجہ سے بخشی گری نصیب ہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جھاؤلال کو مرزا جعفر اور راجہ ٹکیت راے کا عزل منظور تھا اس کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب مین کشش پیدا ہوگئی - چیری صاحب سنہ ۱۲۰۱ ہجری سے رزیڈنسی لکھنؤ پر مقرر تھا نواب نے سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو چیری صاحب کے تبادلے کے لیے لکھا اونھوں نے اون کو اودہ سے بنارس کو بدل دیا اور وہان محکمہ اپیل کا حاکم اعلیٰ کر دیا اور چیری صاحب کی جگہہ مسٹر لمیڈن جو بنارس مین مقرر تھا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۱ ہجری مطابق ۱۷۹۶ء کو اودہ کا رزیڈنٹ مقرر ہو کر آیا سلہ اور گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق چیری صاحب کو لکھنؤ سے علحدہ کیا اب مناسب ہے کہ جھاؤلال کو آپ کسی کاروبار مملکت مین مداخلت نہ دیجئے - اوسکو معطل کر دیں - مگر نواب وزیر نے جھاؤلال سے تعلق و کرم کم نہ کیا - اور جھاؤلال نے بہت کوشش کی اور منشی عبد القادر کی معرفت مسٹر لمیڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی - مگر مسٹر چیری ایسی قباحتین نکال گیا تھا جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوئی - تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور رہا تھا موقوف ہوا -

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خان کی بیٹی تھین اونھون نے فیض آباد مین انتقال کیا یہ بیگم عجیب بھولی بھالی تھین یہانتک کہ سکھہ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے کی کلید دار تھی جب سکھہ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیون کے توڑون کو دہوپ دینے کا حکم ہو جائے اور اون سے اجازت لیکر تھیلیان دہوپ مین رکھواتی حسب ضرورت ہوتی روپئے لے لیتی اور شام کے وقت پھر تھیلیان خزانے مین رکھکر

سلہ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ دہوپ مین خشک ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھ کر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین۔ بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھ روپے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کے ہان سے تھی اور جو جاگیر نواب صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے اونکے لئے مقرر کی تھی وہ علحدہ تھی۔ اور اونکے خزانے مین نقد پچاس لاکھ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھون سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے اس مال متاع کے لینے کے لئے ڈیوڑھی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہنا کر کمال تشدد سے ضبطی کی۔

راجہ جہاؤلال کی سرکار وزیر مین خیرخواہیان اور انگریزونکی طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی پاداش مین عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا۔ زمان شاہ ابدالی کی چڑہائی کے حیلے اور اودھ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد مین سپاہ فراہم کرنا

راجہ جہاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا ہاتھ اسطرح پانے بردست تسلط سلطنت کے کامون مین دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے پسماندون کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنوں کا جو راجہ ٹکیت رائے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ قرض چلا آتا تھا ادا کیا۔ اور خزانے سے نقد چالیس لاکھ روپے لیکر سب انگریزون کا قرضہ بیباق کیا اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چھہ برس پر قسط بندی کیا۔ اور اس کے سوا کچھہ زر نقد بھی خزانے مین جمع کیا اور نواب کے امور خانگی مین بھی خیرخواہیان کین۔ نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت رائے نے ہمارا گھر برباد کیا مگر جہاؤلال نے

پھر سے نو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت راے سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ
اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جہاؤلال پر مرتے تھے - اوسی کو اپنا وزیر بنانا
چاہتے تھے - اس منظور نظر کی خاطر سے اونہوں نے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتھہ مین
لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا جہاؤلال نے جسطرح ریاست کا اندرونی انتظام درست کرد
گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نہ کرسکا - بلکہ جو کچھہ اوسکے ہاتھہ سے وقوع مین آیا وہ اونکے
خلاف تھا - تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جہاؤلال کو گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھہ
صفائی ہونے سے مایوسی ہوا تو اوس نے دربردہ نامہ و پیام کابلی کے درانیون سے شروع کیا
اور جولوگ کہ جہاؤلال کا کچھہ طرفدار [illegible] تھا اوسکی تقویت [illegible] ساتھہ متفق
کیا - اور اپنی بیٹی کی شادی بہشت [illegible] کے فرزند کے ساتھہ [illegible] تجویز کی
اور ایک بیٹی محمد [illegible] خان کے ساتھہ منعقد کی - یہ شخص [illegible] شاہجہان آبادی تھا اور
رامپور سے محمد خان [illegible] کو بلاکر نواب کی سرکار مین نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ نصراللہ خان کا
نواب محمد علی خان والی رامپور کے عہدۂ نیابت سے موقوف کرکے محمد خان کو رامپور کا نائب بنا
تاکہ واقفکار امیر [illegible] اور نوابان شاہجہان آباد اور مہمانان کابلی کی [illegible] ضرورت کے وقت کا
آسکے اور جبکہ زمان شاہ نبیرۂ احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آنیکی خبر مشہور ہوئی تو راجہ جہا
نے چالپنے شاہ کی خدمت مین نیازمندی کے عرضی پیام بھیجے اور اوسکی موافقت چا
اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی - اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج ادھر بڑھ آئی تو
قلعہ الہ آباد مین پناہ لی جائیگی اور جہاؤلال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور لکھنؤ سے
باہر نکلین یہ تمام خبرین کونسل کلکتہ تک پہنچین گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جہاؤلال
نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے - گورنر جنرل نے اس حیلے سے کہ اگر ابدالی کا لشکر
ادھر رخ کریگا تو ہم تدارک کرینگے قلعہ آباد مین انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان
شاہ کو اخبار اور ہواخواہان دولت کے عرایض سے دریافت ہوا کہ اون کے سوتیلے بھا
محمود نے جسکو وہ ہزیمت دیکر ترکستان کے پہاڑون کی طرف بھگا آئے تھے - ہرات کیطرف
سر اٹھایا ہے تو زمان شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے - گورنر جنرل کا مدعا قلعہ الہ آباد مین فوج
جمع کرنے سے یہ تھا کہ لکھنؤ کی حالت کی اصلاح کرین - نواب کے ملک مین انگریزی سپاہ بڑ
دائی تھی - وارن ہیسٹنگز کے وقت مین ایک برگیڈ سپاہ رہتی تھی - لارڈ کارن والس

زمانے مین دو برگیڈ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[۵۱] اور بد انتظامی کے باعث سے کمی روپئے کی ہوکر پچاس لاکھ روپئے اونکے ضیے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ نواب مین نہ خود لیاقت تہی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کرسکتی اگر پوچھو تو یہ سودا مفت تھا کہ ملک کی حفاظت غیر قوم کی سپاہ سے اوس کی چوتھائی آمدنی مین ہوتی تہی اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہوسکتا تھا[۵۲] ۲۲ - اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکہا کہ بنگال مین جو دو رجمینٹ ہندوستانی سوارونکی ہین اونمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ بڑہے - اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جاے کہ وہ اپنے نکمے سوار موقوف کرین - اور اونکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرین - جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اونہون نے صاف انکار کردیا تہا - مارچ ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۱ ہجری مین سر جان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے زمان شاہ ابدالی کے تدارک کے حیلے مین کوچ کیا - اور بنارس مین آئے - اور یہان سے بھی انگریزی فوج اوٹھا کر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی دو مطلب گورنر جنرل کے تھے - ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین - جس سے وہ قطعی انکار کرچکے تھے - دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا - اس شامت[۵۳] کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو تو ایک رجمنٹ گورونکی سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے - گورنر جنرل اور آصف الدولہ دونون لکھنؤ سے بھی آگے کو بڑہ گئے تھے - جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال ۱۲۱۱ ہجری مین وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف سدہارے[۵۴] چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ سے درخواست کی کہ جہاؤلال کو جسکی ذات سے مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبرین مسموع ہوتی ہین ہمارے حوالہ کرین - نواب سے اسوقت مین کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤلال کو حوالے کیا - گورنر جنرل نے

---

[۵۱] یہ الفاظ نواب کی شان مین جلد دوم عہدنامجات مین مندرج ہین ۱۲ - [۵۲] دیکھو تاریخ منشی ذکاء اللہ صاحب - ۱۲ [۵۳] یہ لفظ منشی ذکاءاللہ صاحب کا عطیہ ہے - ۱۲

[۵۴] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

اوسکو عظیم آباد مین بھیجدیا۔ اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر کردیا۔ اوسنے وہان عالیشان عمارت بنوائی اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تہا۔ سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین بستر بیماری پر قضا کی اور انتقال کے وقت اپنے وطن کے لئے بوضع اسلام وصیت کی اوس کے تکلفات اور عیش و عشرت کا یہ حال تھا کہ جبکہ لکھنؤ مین رہتا تھا تو کہانا کہانے کے وقت اوس کے اوس فرش پر جسپر کہانا کہاتا ایک طرف روبرو مسلمان طوائفین بیٹھتین اور ناچتی گاتی تہین اور دوسری جانب ہندو کہانا کہانے مین مشغول ہوتے تھے۔ غرضکہ اوس کا تمام خاندان مطیع الاسلام تہا۔ اوسکی چند بیٹیان بخشن طوائف سے تہین جن مین سے ایک بیٹی نواب اشرف علیخان کے خاندان مین مرزا بہورا ولد مرزا ابراہیم کے ساتھ منسوب ہوئی تہی۔ بخشن طوائف کے بطن سے جسقدر اولاد تہی راجہ جہاؤ لال کے انتقال کے بعد اوس کے تمام ترکے پر متصرف ہوئی۔ کیونکہ کوئی بیٹا منکوحہ عورت سے نہ تہا۔ بخشن جہاؤ لال کے بعد چند مدت رائے بالکرام سے متفق رہی اسوجہ سے اوسکا درماہہ جاری رہا۔ تہوڑے دنون کے بعد ان دونون مین نزاع خفیف پیدا ہوگئی۔ اس عرصے مین بخشن نے انتقال کیا۔ اور رائے بالکرام نے بھی راجہ جہاؤ لال کے بعد ترک لباس کیا۔ جہاؤ لال کے بعض پسماندون نے انگریزی سردارون کا توسل پیدا کرکے اپنے اندوختے سے اوقات معمولی مقرر رکھکر اعزاز و امتیاز کے ساتھ بسر کی۔ بریلی مین رائے بالکرام کے جسقدر گانون تھے وہ اوس کے بیٹے رتن سنگھ کے نام سرکار انگریزی کیطرف سے بحال رہے۔

سلطنت لکھنؤ کی نیابت پر تفضل حسین خان علامہ کا مامور ہونا

عظیم آباد کیطرف جہاؤ لال کی روانگی کے بعد گورنر جنرل نے آصف الدولہ سے کہا کہ نیابت کا کام بدستور مرزا حسن رضا خان سے لیا جاوے۔ اور پیشکاری اور دیوانی کا کام راجہ ٹکیت رائے کے سپرد کیا جائے۔ نواب وزیر کا مزاج جہاؤ لال کے جانے کی وجہ سے نہایت افسردہ ہو رہا تہا اونہون نے یہ جواب دیا کہ اگر انہین دونون شخصون کو نیابت اور دیوانی دینی منظور ہے تو مین عتبات عالیات کیطرف روانہ ہوتا ہون مین بھی دوسرا ایسا کرنا چاہتا ہون، تبدیل لباس کرونگا۔ یہ جواب سنکر گورنر جنرل نے تامل کیا کچھ دنون اہل شہر کو الماس علی خان خواجہ سرا کی طرف نیابت کا گمان تہا۔ مگر گورنر جنرل کو اوسکی نیابت منظور نہ تھی۔ آخر کار گورنر جنرل کو

سفارش و مشورے سے نواب وزیر نے تفضل حسین خان کو جنکی ذہانت اور لیاقت پر گو بزرجمہر
کو بڑا اعتبار رہتا سلطنت کے کام کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ خلعت سے مخلع ہوئے۔ تفضل حسین
خان نے اکرام اللہ خانکی معرفت سرفراز الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ مینے بہت سا خون جگر
کھایا تھا کہ کاروبار سلطنت کا حل و عقد بدستور آپسے متعلق رہے لیکن اوس کے خلاف ظہور مین آیا۔
امید ہے کہ آپ اس بات کا ملال نفرمائین گے سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر اظہار مسرت کیا اور
حضرت عباس کی حاضری منگاکر تقسیم کی اور خان موصوف سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم
بہت خوش ہوتے۔ تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یون ہے کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ
خان دو حقیقی بھائی لاہور مین رہتے تھے۔ سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان
کہ عدالت بنارس کچھ دنون اس سے متعلق رہی (۲) انعام اللہ خان یہ شخص لکھنؤ مین رہتا تھا (۳)
احسان اللہ خان (۴) افضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان۔ ان پانچ بیٹیون کے سوا دو
بیٹیان بھی تھین جن مین سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی۔ اور دوسری
بیٹی سلام اللہ خان پسر میر محمد کے ساتھ منعقد تھی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان
مدت تک نواب معین الملک عرف میر منو صوبہ دار لاہور پسر قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے
وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھ روپیہ سالانہ پایا کیا۔ تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہین
قصبہ سیالکوٹ مین پیدا ہوئے تھے وہلی مین داخل ہوکر مولوی نظام الدین کے حلقۂ درس مین داخل ہوئے
اور علم ریاضی حبیب اللہ مہندس سے سیکھا۔ ملا نظام الدین کے بعد لکھنؤ چلے آئے۔ اور فرنگی محل مین ملا حسن سے
استفادہ کیا۔ سبق کے وقت عاقلانہ اعتراض کرتے ملا حسن تھا ہوکر کتاب کو زمین پر دے مارتے
تھے آخر کار بو حلقۂ درس مین آنے کی ممانعت کی بعد ابو الفضل اور سعد اللہ خان شاہجہانی کے علاوہ
سا خطاب اگر ہوا تو تفضل حسین خان کے لئے تسلیم ہوا ہے۔ انہون نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی
سیکھی تھی۔ نیوٹن صاحب کے ذوفرنشل وغیرہ کا ترجمہ فارسی مین کیا تھا۔ غرضکہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ
یعقوب علی خان خواجہ سرا کی وساطت سے شجاع الدولہ کے حضور تک پہنچ گئے۔ اور پہلے
نواب سعادت علیخان کی اتالیقی پر مقرر ہوگئے۔ جب حضرت معین الدولہ الہ آباد مین تھے تو خان مذکور
مصروف مطالعہ رہتے تھے۔ اور مولوی سید دلدار علی جو اثنا عشریون کے مجتہد تھے اونکی وکالت
کرتے تھے اور مولویان عصر سے مباحثہ رہتا تھا۔ تفضل حسین خان کے آبا و اجداد حنفی مذہب
رکھتے تھے مگر انہون نے اپنی ذات سے اثنا عشری مذہب اختیار [illegible]

سعادت علیخان نے نجف خان ۔ لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ
نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ مین آتے ہین تو آوین
مگر تفضل حسین خان اونکے ساتھ نہ آوین اسلیے تفضل حسین خان کا لکھنؤ مین آنا موقوف رہا۔
بالاپالا کلکتہ کو چلے گئے۔ ۱۷۷۹ء مین گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جمنا کے
کنارے پر اودہ اور سیندھیا کے ملکون کے درمیان مین آگرے سے ساٹھ میل پر جنوب و مشرق
مین واقع تھا انگریزون سے ارتباط پیدا کرنا چاہا۔ جسکو سیندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے
اوس سے ان شرائط پر عہد و پیمان کیے کہ رانا جو اکثر مرہٹون کی دست درازی سے تنگ رہتا ہے
اوسکو مرہٹون کے ہاتھ سے خلاصی دلانے مین انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزونکی امداد اپنے
لشکر سے اوس حالت مین کریگا کہ مرہٹے متصل کی ریاستون پر تکرار کرین۔ جبکہ مرہٹون نے رانا کے
ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوپھم کی ماتحتی مین ایک دستہ سپاہ ۱۷۸۰ء مین رانا کی مدد کو
بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹون کو نکال کر بھگادیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر کا بھی ۳ اگست ۱۷۸۰ء
مطابق ۲ شعبان ۱۱۹۴ ہجری کو فتح کرکے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوسوقت مین
کمان افسر کے ساتھ جاکر رانا ے گوہد کی کارروائی مین مدد کی تھی۔ اور انگریزون مین اون کا
رسوخ پیدا ہوگیا تھا۔ ایک مرتبہ پامر صاحب کے ساتھ لکھنؤ مین آئے۔ اور اونکے ساتھ
رامپور مین گئے ۱۷۸۳ء مین پندرہ لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی
عوض مین نواب فیض اللہ خان کو فرض مدد سپاہ سے بری کرایا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان پھر
کلکتہ کو چلے گئے۔ اور جب وارن ہیسٹنگز ۱۷۸۴ء مین کلکتے سے لکھنؤ مین آئے تو تفضل حسین خان
کو اپنے ہمراہ لاکر نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخرکار نواب نے تفضل حسین
خان کو راجہ ٹکیت رام کے عوض مین اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کردیا
اور اب سلطنت کا عقد و حل نصیب ہوا اور اپنے علم اور حسن تدبیر سے اور معتمد سرکار انگریزی کے اور
رکن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا۔ سلسلہ انتظام جدید مین مرزا جعفر
کو بخشی گری کا عہدہ دیا۔ اور خلعت دلایا۔ اور حیدر بیگ خان کے بعض رفقا کو دیوانخانہ اور کوتوالی
کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید معز خان کو [illegible] کا امیدوار کیا۔ مگر اونہون نے اس
زمانے مین تبدیل لباس کیا۔ اور دنیاداری کے متعلقات کو ترک کردیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اسوجہ سے
نوکری اور علاقہ کچھ قبول نہ کیا۔ تفضل حسین خان نے مرزا [illegible] خان کو جو سرکار وزیر کا ایک عامل تھا

اپنا مشیر بنایا۔ مگر جبکہ خان مذکور ریاست کے کام سے الگ ہو گئے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھکو مطالعہ کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس نیابت سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تغیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوایل صفر ۱۲۱۲ ہجری سے نواب کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتداءً نواب شراب پیا کرتے تھے پھر اوسکے استعمال سے توبہ کر کے بھنگ سے مشغلہ رہا۔ اس کو چھوڑ کر افیون پر ٹھیرے اور پہلے حقے سے طبیعت گیشدہ تھی۔ مگر اب بسا تھا۔ مرض نے ہاتھہ پاؤں نکالے دوا اور غذا میں بے اعتدالیاں واقع ہوئیں اطبای حاذق جیسے شفائی خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ہر ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کہا کرتے تھے کہ اب مین زندگی کا خواستگار نہین بلکہ عوام مین مشہور تھا کہ جھاؤ لال کے جانے سے نواب وزیر کو اپنی عمر بزبان وبال ہی بلکہ دوا سے اجتناب تھا۔ آخر آخر مین استسقا پیدا ہو گیا۔ برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا ۲۳ برس اور کچھہ مہینے ریاست کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری[1] کو اس سپنجی سرا سے کوچ کیا۔ ۲۵ ماہ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری کو مقام فیض آباد مین مسند حکومت پر بیٹھے تھے اوہنون نے اپنا دار الحکومت لکھنؤ مقرر کیا تاریخ مظفری کی روایت کی موجب انچاس برس کی عمر پائی اور وزیر نامے سے ثابت ہی کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے۔ کیونکہ اواخر ۱۱۶۱ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔

آغا محمد ندیم روضہ خان مصنف بحر البکا نے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی مین کمال رکھتا تھا نواب وزیر کے مرض کی تاریخ اس طرح نکالی ہی۔ رہیتا روح و ریحان و جنات نعیم۔ نواب وزیر عتبات عالیات کی زوار ون کی نہایت خبرگیری کرتے تھے سیکڑون کوٹھے خاک کربلا و تبرکات کربلا و نجف اشرف سے معمور تھے۔ باوجود اس حشمت اور عظمت کے انتقال کے وقت جملہ کوٹھون پر دفعتہً مہر و قفل لگ گئی۔ اس لیے مرزا حسن رضا خان کے یہان سی خاک کربلا اور انکا خاص کفن منگا کر دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے مین دفن ہوئے۔ نواب کی

---

[1] دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری مین سلخ ربیع الاول لکھی ہی اور سلخ اوس دن کو کہتے ہین جسکی شام کو ہلال نمودار ہو۔ شاہ محمد اجمل کی نظم سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسدن ۲۹ ربیع الاول تھی؟

اسوقت تک نو ہزار ہاتھی موجود تھے انکے عہد مین برف اور پھول اور گلاب باوجود کثرت کے لوگون کو بہت کم میسر ہوتے تھے ۔ یہ جملہ چیزین سرکاری کارخانے مین جاتی تھین ۔

تاریخ وفات از آغا محمد ندیم

گلشن شعر تاراج خزان رفت ای ندیم ۔ شامهٔ استشمام حسرتی نماید در شمیم
آصفی کین بخت مسند را یکی شهوار بود ۔ آن گهر شهوار رفت از دست و عالم شد یتیم
لکھنؤ بی آصف است و آسمان بی آفتاب ۔ شهر یونان بی مسیح و طور سینا بی کلیم
داد آصف عشرتی در صحن آصف باغ خلد ۔ انبیا همدم سلیمان هم سلاطین آصف ندیم
نعش جانکاه او بر تربت آصف نو ۔ ههنا روح و ریحان و جنات نعیم

قطعه دیگر

الهی آصف الدوله بهادر ۔ بحق نائب تو باد مغفور
نوشتم سال تاریخ وفاتش ۔ بود با حیدر کرار محشور

ایضاً

وزیر جهان آصف الدوله رفت ۔ بجنت چو زین خاکدان خراب
بسبب ناسپے دیگر ایام او ۔ بدل گشته در دیده شیخ و شاب
در سیلاب اشک صغار و کبار ۔ بنای امید جهان شد آب
وزینا جگر پارهٔ عالم نمود ۔ جهان آتش ماتم او کباب
مدام جدا از سر روزگار ۔ بدیر یعنی شد کشیدآن خراب
پی آن تاریخ او چون شدی ۔ لغت آدم و ماند بشیب حساب
غم زآسمانم رسید این صدا ۔ بزیر زمین حیف شد آفتاب

دیگر

کرد رحلت چو آصف الدوله ۔ شد با سعد جان بحاتم همنشین
سال تاریخش گفت ۔ شده آن گنج فیض بزیر پای حسین

دیگر

اے آفتاب خود بزیر زمین شدی	ز ملک غیب والی تاج و نگین شدی
بے تو جهانیان بعذاب قیامت اند	فکر جهان نکردی به خلد برین شدی

دیگر به تعمیه

از وفاتش بے سر و پا گشته اندر	نظم و نسق و هیبت و همت کرم

دیگر

آصف الدوله به فردوس برین منزل کرد

از شاه محمد اجمل اله آبادی

وزیر اعظم دستور افخم	گرامی گوهرے از ولد آدم
ابا عن جد امیر ابن الامیرے	ابا عن جد وزیر ابن الوزیرے
سلیمان حشمت و آصف شکوهے	فریدون صولت و در حلم کوهے
جناب آصف الدوله که در جود	نظیر او بعالم کمترک بود
کسے از رفتنش جستے گر پناهے	ندیدے کشورش آرام گاهے
هزاران مردم از اقصائے عالم	هزاران یافتند ازوے دراهم
نیاز آتشش بحضرت کربلا رفت	به پیمان باره باره بر ملازمت
بمشهد نهرے آورد آن یگانه	که باشد یادگارش در زمانه
غلام همتش حاتم طائے	بود از بندگانش معن بن زائے
سراپا مظهر جود و سخاوت	ز نوشیروان فزون تر در عدالت
چو خور روشن زمین تابنده میداشت	جهان را بخشش او زنده میداشت
اگرچه خانخانان سکان همم بود	امیر عالی من همه نه کم بود
درین ایام بودے خانخانان	ازو مے خواستے انعام احسان
بور رحمت آن امیر جهان بخت	ز دنیا بست این دار الفنا رخت

دریغا آن سپهر جود و حشمت | بملک جاودانی کرد رحلت
ازین فلک فنا دل سیر گردید | بملک لایزالی کنج بگزید
دریغا این امیر پاک طینت | که ناید کس نظیرش در بصیرت
به تنگ آمد ز بس زین دار فانی | نموده بند و بست جاودانی
بروز پنجشنبه آه صد آه | وداع این جهان بنمود ناگاه
ربیع الاول بست و نهم بود | که رحلت آن سپهر جود بنمود
مرا شنقار این غم چون رسانند | شنید همچو ماتم چون رسانند
چه گویم آنچه شد حال دل من | چه گویم آنچه گشت غم حاصل من
دران حالت بجز خود هرگز نشاندم | بچرخ هفتمین ناله رساندم
بغیر ناله و آه و فغان هیچ | نبوده با من سر ناتوان هیچ
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه | ز وقت شام تا وقت سحرگاه
هزاران آه می کردم دران شب | دو بار آه بود از آه لبالب
از الجمله شمردم چون دو صد آه | فزودم هم بران دو آه جانگاه
شمار این دو صد آه دو آهم | بود بر سال رحلتش گواهم
دگر تاریخ فوت او بناگاه | غم آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفته جان بر غفلت | سلیمانی نمانده آصفی رفت
بطور تعمیه تاریخ دیگر | بگو بخشش تمام وجود بی سر

خدایا جای او خلد برین باد
طفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم سپهر شان | گرو در رحلت گشت حال اهل عالم سر تباه
سال تاریخ وفات آن امیر ذو الکرم | گفت هاتف عمده ماتم عمده ماتم آه آه

بزبان هندی

ایک ہی سپ آٹھ سے چون سنبت کا ہر ملن | بارہ سی بارہ سنہ ہجری جا سکل جہان
۱۸ | ۱۲ ۱۲
کوار ماس ... اسدی جمعرات ... | انتها بجسین ربیع الاول آصف تجے پران

نواب آصف الدولہ کی ازواج واولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین لاولد تھین کبھی نواب سے موافقت نہی تھی نواب گنج کے قریب پرتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر مین تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپے روز کا خاصہ (امراکا کھانا) مقرر تھا - نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد مین کچھ آمدنی بازار او گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہوکر اپنی جاگیر کو چلی گئین کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ فہمایش کو گئے منانا خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو آئینگے مگر یہ خیال خام تھا - ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئین - وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد مین اونکی لاش لکھنؤ مین آئی - ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی موافق ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوادی تھی مرزائی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو سلسلہ آبعد مسلسل ہے - نواب ناظر تحسین علیخان کہتا تھا کہ فقط[۱] دو بیٹے مہربان علی خان وغیرہ نطفہ ذات آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی مین مر گئے - باقی اور بیٹے و بیٹیان نواب کی اولاد لطفی تھے نہ نطفی - مرزا رفیع السودا نے نواب موصوف کے اون دونون فرزندونکی ولادت کی تاریخین اسطرح موزون کی ہین

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد — برائے آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش — گرامی گوہر درج سیادت

۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تھا اسی فکر و سوچ مین کہ مجھے — ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہے اوسکے — کہہ کہ ہے فخر مادر ایام

۹۲ ہجری ۱۱

---

[۱] دیکھو تاریخ منشی ذکاء اللہ ۔

مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتھا۔ بلکہ اونمین رجولیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین پانسو کے قریب خوبصورت عورتین جمع تھین اونمین سے کئی ایسی بھی تھین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محلسرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکی پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۲۲ لڑکے اور ۳۸ لڑکیان تھین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استادکا انداز ہے جنکی انشا پردازی کا حسن تکلف اور صنائع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کتورا سا دہرا ہے اور سرسبز پتو نمین اپنا اصلی جوبن دکہا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر باز آنکھیں دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناؤ سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادھے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت۔ تشبیہہ۔ استعارہ۔ فارسی ترکیبین انکے کلام مین بہت کم ہین جنکے لیے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت غور ضروری۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین اچھی مہارت رکہتے تھے اونکے اردو اشعار یہ ہین

ص

یون تو کہ دل مین گرد تجھے ہو گئی رہے
ملنے نہ پئے گا تو وہ مختار آپ ہے

آصف یہ شرط ہے کہ اودہر لو لگی رہے
پر تجھکو چاہئے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی و معزولی

نواب آصف الدولہ کے صلب سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزو مند رہے کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بار ور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین لے لیا۔ اور وزیر علی نام رکہا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی۔ احمد شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سوا ے وزیر علی خانکے کسی نے نام اور نمود پائی وزیرعلیخان
نہایت ذہین خوبصورت طبع خوشنما تہا۔ علم وشعر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا
محمد علی اعجاز رقم کا شاگرد تھا۔ اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے استادی
سمشیر افگنی تیر اندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے
کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے
ملکر مکان باولی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا۔
وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علامہ تفضل حسین خانکی مختاری داخل تھی[^١] آصف الدولہ کے
بہائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین
وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر
اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہی۔ اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اونکے نطفے سے
نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل
ثالث بالخیر ٹہرے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے
اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ
کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو بہاری دار السلطنۃ کے آدمی اوس کے
نواب ہونے سے خوش تھے۔ غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا۔ اور انگریزون نے دریردہ
کی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ ناتحقیق
ہونے کی نسبت مشہور تہین اونپر خیال نہین کیا۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا
ناشایستہ حرکتین اس کثرت سے وقوعمین آئین کہ جو صورتین سالہاے دراز مین پیدا ہوئی تہتین
وہ چندروز کے عرصے مین بہم ہوئین سنئے مصاحب بعد اکثے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب
جوش پر تھا اور ککھو حسن غیر برے آدمیون سے رو کش قاف ہوتا تہا وزیر علی خان نے کمیا پنی
شروع کی اور شراب وبہنگ نے رنگ جمایا۔ مرزا وارث علی خان جو ککھو خان کو توال کا معشوق تہا
ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا۔ اور میر عشرت علی جو رستم خان بہکیت کے شاگردون مین سے تہا
شیراؤ بیگم بنا۔ اور اسیطرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے۔ اور امیران قدیم اور

[^١]: ١ دیکھو آب حیات ۱۲

الکا اِن لائق سی مُنہ چھپایا۔ اور اون ہواروں کے حق مین کلمات نالایم کہنے لگا۔ نواب آصف الدولہ
نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین تھین اونپر نگاہ رغبت ڈالنا شروع کی تحسین علی خان خواجہ
جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشے خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد لباس بدلکر دنیا سے
ناطہ اوٹھا کر نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلا کر خلعت سے
سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنا دیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑا دیا
محتشم خانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت
کے لیے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ مان ہی اوس کے ساتھ
ادب سے پیش آنا چاہیے۔ وزیر علی خان نے چند مصاحبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کر دے جب یہ
وزیر علی خان کی تندخوئی ہوتی دیکھی تو تفضل حسین خان نائب کے مکان پر جاکر پناہ گزین ہوا۔ عقب سے
وزیر علی خان بھی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین
کرکے بے نیل مرام واپس کیا۔ اس طرح ان سے سب کی یہ رائے ہوئی کہ اس کو معزول کر دینا چاہیے۔
ان عادات سے جلد کیا تو خصوصاً نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خان کی
شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکھا
آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت مین پیچ کرنے لگے۔ انہون مین
ایک عجیب تلاطم مچ گیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ ایک محضر بھی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت
کی لیاقت بالکل نہین رکہتا۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتی ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہی
وہ سب پر ظاہر ہے اور وہ نا حقیقی ریاست سے محروم ہین اسلیے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچانا واجب اور لازم
اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہی جو شخص اس اتفاق سے انکار و اغماض کرے وہ اپنے کردار کو
پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور زنانہ بخانہ پھرا جملہ بیگمات اور خواجہ سراؤن اور افسران اور نواب سالار جنگ کے
بیٹون وغیرہ کی اوسپر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودہریون نے بھی اوسپر دستخط کیے۔ مگر عبد الرحمن خان
اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلو تہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسند وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات
کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین۔ اور وجہ اسکی یہ بھی کہ مرزا وزیر خان باوجود اون بد اطواریون کے
شجاعت دوست سپاہ پرست اور با ہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کم تصور کرتا تھا۔ پس اہل سپاہ ایسی ہی
شخص کو پسند رکھتے تھے۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑائے تھے کہ گورنر جنرل کے پاس
کے حال ھین کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگین اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویون وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہین ہی۔ بلکہ ایک فراش کا بچہ ہی۔ نواب نے اوس کو متبنی کر لیا تھا اونکی بعد نام کے لئے ہمنے اسکو اپنا والی تسلیم کر لیا چونکہ تو ہم کا روزن تھا اس نعمت عظمی کی شکر گزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا۔ ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون مین عداوت بڑھ جائے گی۔ اسلئے گورنر جنرل کے برسر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنو کی طرف سفر کیا جب لکھنو کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے مین کج اندیش مشہور کرتے تھے کہ وزیر علی کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہو جائے گی اور کہتے تھے کہ گورنر جنرل لکھنو جا کر خان علامہ کو مع چند دوسرے آدمیون کے قید کرکے وزیر علی کے سپرد کرینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تہارا مین اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے رکھتا تھا ایکدن ایک انگریز راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا ناگون نے اوس کے پاس نقارہ بجا باتین اوسکو کہین اور ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے۔ اور شور مچاتے تھے کہ پکڑ لو پکڑ لو۔ مگر اوس انگریز نے اور اوس کے ساتھیون نے بھی بوجہ فہمایش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنو کو روانہ ہوکر وہان جا پہنچے[۵] بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بد اعمالی کو روکنا چاہا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہوگئی تھین۔ الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا۔ جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہوگیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی ظاہر مین صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنو مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت رائے بھی اوسکی بیچون مین گھس گئے نواب کے مزاج مین اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجیے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئے۔ گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم کرکے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جا کر کہین کہ قرب و جوار لکھنو سے اوٹھ جائین۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار

---

[۵] دیکھو گور سہائے کی تاریخ ۱۲

اودھ کی فوج اطراف دو آب سے بلا کر پی پی پور کے قرب و جوار میں قایم کر دی - تھوڑے ہی دن گورنر جنرل
کو آئے ہوئے تھے کہ نواب کی چیچک نکلی اور وہاں سازشیں شروع ہوئیں - سر جان شور لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے
ہوش سے آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ایسی بدکرداری اور بد اطواری کے معاملے میں وقت اور دشواری اوٹھانی
پڑی ہو - ۲۰ - دسمبر ۱۷۹۷ء کو الماس علیخان جو تمام باتوں کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس
گیا اور کئی روز تک اوس سے صلاح اور مشورہ کرتا رہا - اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف
اور عیاش ہے - بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹوں میں سے کوئی جانشین ہو - آصف الدولہ کے
سارے بیٹے جو مشہور ہیں نطفہ ناتحقیق ہیں - غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے
سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی - بیگم صاحب اور الماس علیخان دونوں مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی
تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہو جائیں تو اس عوض نہ
بہت کچھ نذر کیا جائے گا - وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتیں نہایت حکمت
اور سلیقہ سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھیں کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پھر جائے
لوگوں نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ سارے ملک کی آمدنی اپنے گلچھروں میں اوڑا دیگا سرکار کمپنی
کا روپیہ کہانسے ادا کریگا - مزاج اوسکا اکھڑ اور ہٹیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہیں اسلئے
وہ غالباً انگریزوں کا محکوم نہیں رہیگا - بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا - اور جہانتک اوس سے ہوسکیگا -
وہ اوس کے جوئے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا - جب یہ باتیں سر جان شور کے گوش گذار ہوتیں تو اون کا ذہن
وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا - اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ
وہ ایک ماما کا لڑکا ہے - تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے یہ افسانہ سنایا
کہ وزیر علی کی ماں کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ہاں ماما تھی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب
وزیر علی اوسکے ہاں پیدا ہوا تو اوسے پانسو روپے کو نواب نے مول لیا تھا - نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ
عورتوں کو مول لے لیتے تھے - اور اونکی ماں جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو لیا کرتے تھے - اور اونکی پرورش
بیٹوں کی طرح کیا کرتے تھے - یہی حال سب لڑکوں کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہیں - یہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی
ماں ایک امیر کے گھر میں ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے - اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو
روپے کو مول لیا تھا - اور اوس کا نام محمد امیر رکھا تھا - دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت میں نوکری چاکری
کیا کرتا تھا - تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا - اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی
یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ میں شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھجوایا

کہ مین ایسے ذلیل دکمینے کے روبرو ہوکر اپنے خاندان کی نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی - نواب آصف الدولہ
کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغر سنی مین مرچکے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا - گورنر جنرل نے تحسین علی خان سے پوچھا
کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی کی مان سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے اوسپر
اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی مان کے حاملہ ہونے کی بھی خبر نہین ہوئی - جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوسکا حاملہ ہونا
معلوم ہوا ہے - اب سر جان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو ہمنے نواب زادہ مان لیا تھا اور سوا سے سعادت علی خان کے
اور سب امراے عالی تبار نے اوسکا اقرار کر لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے
کہ وہ تخت سے معزول کیا جاوے - گو گورنر جنرل کے خیال مین یہ ایکدفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین سارے
ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ مین لیجیے مگر بہت سے اعتراضات اوسپر ہوتے تھے - اس لیے اس
خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سر جان کے مہم سے کچھ نہ بولنے کہا ہے - مگر اوسکی تمام تحریرات اس معاملے مین
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نفرت رسانی - اور انصاف پرستی وہ بھی
موئی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوسنے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم کر دیا کہ جسپر انگریزی قانون ملک
انگلستان مین چند پونڈ کا فیصلہ بھی نہ کرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان جو اوسکے میر منشی تھے مسٹر لمسڈن رزیڈنٹ
کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعاً اور
عرفاً کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اس منصب سے
محروم ہے - اسلیے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کہانے اور
پہننے کے کپڑے اور سامان امارت مہیا رہیگا - اور نواب سعادت علی خان مسند نشینی کے لیے
بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دل مین کوئی ملال نکرنا چاہیے کیونکہ جملہ اسباب حشمت
آپکو حاصل - وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی گورنر جنرل کی ہے وہ عمل مین آئیگا پھر بیہوش
ہوگیا - جب ہوش بجا ہوتے ہے تو رو دیا - اشرف علی خان سے بھنجلا کر کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ تمنے
خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے
کس لیے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ تمنے وہ کام کیا ہے کہ ہمکو اور اپنے آپکو بلاسے محفوظ رکھا ہے
شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز بات چیت سے
اوسکے زخم پر کچھ مرہم کاری ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان
منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ بعد عزل وزیر علی کے اخراج اوسکا اسی گناہ کی وجہ سے
ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہوسکے جناب اپنے آپ کو گھوڑے پر سوار کرکے

دریاے گومتی تک پہنچا دین ہاتھی مین لاتا ہون ا۔ روہلنے ہاتھی پر سوار کرکے ابراہیم داروغہ توپخانہ
کے پاس پہنچا دونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کرکے انگریزان سے لڑینگے - عرضی پڑہکر
کہا کہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غرق پانی کی تہ مین پہنچگیا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچا دی
اونہون نے وزیر علی خان کو پہر طلب کرکے کوٹھی مین بٹہالیا - اور اوس کے خیمے کو واپسی کے تیے
نہ چھوڑا - انگریزی پہرہ نے اوسکو حراست مین لے لیا - جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ابراہیم بیگ مسطور نے
کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روزبد کو پہنچایا - ورنہ ہم سب اوسکے ساتھ جان نثاری
کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کرےگا تو مین مقصور نہ کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر
میرزا جنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطرنشین ہوا قصد محاربہ کے
لئے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت والدہ آصف الدولہ سے چاہی مگر اونہون نے
کوئی جواب ندیا - اور رات اسی سوال وجواب مین گذری - صبح کو آزین علی خان اور اشرف علی خان گورنر
جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور رات بشتی رام نے وہ اشتہار جو نواب سعادتعلیخان
کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت خان علامہ کا لکہا ہوا تھا گورنر سے لیکر
جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار درباب معزولی وزیرعلیخان

درینولا باظہار ثقات و اقرار جمیع کنیز و بیگم صاحبہ معظمہ این معنی بثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را
اصلا ومطلقا حقے در جانشینی جناب عالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف
و در درجہ خدمتگذاری وحق پرستی معروف اند لہذا یقین کہ باستماع این معنی کہ حفاظت ناموس شجاع الدولہ
بہادر و غمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان متعلق باید و مال و دولت و ناموس قبائل
نواب برہان الملک و نواب صفدرجنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد
ہمہ نوکران وفادار و ملازمان از قدیم نمک خوار خوشحال خواہند شد نہاران ریاست براے نواب
والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک وارزوے حقیقت ریاست بہتر از ہمہ اند
مقرر شدہ بتعلم می آید کہ ہرکس کہ از ملازمان جناب عالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح
خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار و بقدر مرتبہ بدرجہ حضور متفضل خاندانہ خواہند شد وہرکہ
طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد وسرکشی اختیار خواہد ساخت از جاگیر برطرف و از ملک جنابعالی

مرحوم اخراج خواہد گردید این چند سطر بنا بر اطلاع بقلم آمدہ تا آیندہ مقام عذر عدم اطلاع برای کسی نباشد۔ تحریر سوم شعبان سنہ ہزار و دو صد و دوازدہ ہجری ۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو بہلیان اور دو سو اونٹ اور بقدر ہاتھی اور چھکڑے آٹھ روز تک جسقدر اسباب اور سامان شوکت اور نقد و جنس جواہرات و پشمینہ و اصطبل و فیلخانہ وغیرہ نقارہ و ماہی مراتب سمیت ضروریات امارت و سواری و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچا دیں اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے معرفت صاحب رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین مادہو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین۔ مگر اس دار و گیر مین لاکھون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکھون روپیون کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہو گئے نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تہا لاکھون روپیون کا مال ضایع ہوا۔ اور لاکھون روپیون کا مال و اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھون روپیونکے تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی تک تو پہنچے ہوتے اون تحایف مین ایک شاہنامہ اور ایک شاہجہانی مطلا و مذہب تھے۔ یہ کتابین اعلی درجہ کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونون کتابین لندن کے کتب خانے مین رکھنے کو بہیجی گئین۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان اب بھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت بین دنگ ہوتی تھی شالون سے کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہر خانہ معمور تہا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین چار مہینہ اور کئی روز رہی جشن سنت کی تیاری لاکھون روپیونکے صرف سے ہو رہی تھی مگر اس سنت کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکہایا مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمہ لوگو نپر بہت گذرا شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین اون آدمیونکی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے باعث ہوتے ۔

تاریخ

از سر نام ہفت کو رنمک
اول آن قاتل حسن الماس ۱۱
باز تحسین ۱۲ کہ بادنقر ملیش

سال تاریخ شد عیان سے ترا
سر گروہ ہمہ حرام نمک — ۱۲ الماس علیخان ۲ — ۱
از سماوات ہم زجن و ملک — ۱۲ تحسین علیخان ت . . . ۱۲

فتنه پرداز ملعد کشمیر
آن خرد دشمن جسیم و بحیم
تا فضل العقل زنگ نادان
تا چه هم داخل لعیان شد
دادن دختر و دغا کردن
مهر کردند بهر عزل وزیر

که شیاطین، پدرش او طفلک
جهل بسیار و دانش اندک
دست بردار شد از آن کودک
کرد پاس نمک ز خاطر حک
شرف خود شناخت آن مردک
خود سیه رو شدند زیر فلک

تفضل حسین خان ت ۴۰۰
حسن رضا خان - ح - ۸
بهو بیگم مادر - ب ۲
آصف الدوله
راجه ٹکیت رائے - ث ۴۰۰
اشرف علیخان - ا - ۱
سنه ۱۲۱۲ھ

دیگر

اول بر زبانت پشیمان
بیگم خرد و بزرگ هر دو
پیدا شده این یزید ثانی

دویم بر آنکه گشت دیوان
دیگر مردک شرف علیخان
یعنی مرزا حسن رضا خان
تاریخ اسیریش بر آمد

سویم الماس بو خناس
تحسین که بر و هزار نفرین
کردند اسیر خود را
لعنت بر همه نمک حرامان

لعنت بر وی ز حد فراوان
از وحش و طیور جن و انسان
از مکر و فریب کید شیطان

ایضاً در هندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانه — ٹکیت و تحسین اور تفضل اشرف سب سر دیوانه
بیچا نچا وزیر علی کو جو وه ہے مردانه — سر حرف ان سات و دہن ہے تاریخ شہانه

ایضاً

سات حرفون نے کیا خانه خراب — تین تے اور دو الف یک حے و بے

تین تے سے مراد علامه تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجه سرا اور راجه ٹکیت راے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجه سرا و اشرف علیخان خسر وزیر علیخان اور یک حے سے معقود حسن رضا خان سرفراز الدوله اور یک بے سے مراد بهو بیگم مادر آصف الدوله ہین ۔

وزیر علیخان کا بنارس مین انگریزون کو مار ڈالنا اور فرار

ہوکر جابجا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا - اور کلکتہ کے قلعہ مین بحالت قید انتقال کرنا

سرجان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک مناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا - چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جاکر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور تلنگو نکی دو کمپنیان اور پیچھونکے کئی متن تھے اور تمام جلوس کا موجود تہا - کمال عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی اکثر غلام بچون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپئے صرف کئے عوام الناس مین اسکی ہمت و جودت نے بڑی شہرت پائی - گو سرجان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل پیشہ کو تاسف ہوا اور بعض نے خطوط افلاس آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر و مصاحب بنے لکھنو کی مخلوق اون لوگونکی ہجو کرتی تھی جنھون نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل حسین خان کے حق مین وہ نئے نئے پنے اور تکلم زبان موزون ہوئین کہ زبان قلم پر اون کا آنا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان ثناخوان تھے - وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس ناسمجھ کے ذہن مین یہ بٹھانا شروع کیا کہ حضور جتنے سردار اور امیر نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے ہین اب وزیر علی کے رفیقون نے کان کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف کے اطراف و نواح کے زمینداروں اور معتبر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت سے زمیندار ایسے تھے کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک مین کمین گاہ لگائے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر ہوگئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک وکیل کو نوکر رکھ کر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجدیا معلوم نہین اون دو چار مفلوک مغلون نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑھنے کے لئے روٹیون پر پڑے رہتے تھے کیا اون سی لکھوا کر بھجوایا - غرض قرائن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہونگے بد معاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہئے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کرسکتا - اور آپ پر

کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی - اس راز نہان کا کسیطرح پردہ کھل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا رزیڈنٹ تہا وزیر علی خانکی نیت سے آگاہ ہوگیا اور یہ خبرین گورنر جنرل تک پہنچین - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہین اور بہیجدیا جاوے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجھا اور چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجہاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار مین سکونت اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سواے تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیل اوسکی حالت مین نہوگا - صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہون نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنادیا - جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہوگیا - وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا - مصاحبون نے سمجہایا کہ آپ کلکتے تشریف لے نہین گئے کہ قید مین گئے - حکم منسوخی کے واسطے اوس نے بہت ہاتھ سر پیٹے جب نتیجہ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی سے متعلق ہان ہون کرکے سپاہ کی بھرتی شروع کی ہند بلکہند اور ملک بہار اور بنگالہ کے بعض راجے بھی اس بات پر مستعد ہوے اور ایکدن اور ایک مہینہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزون کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع مین ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی نرکھے جوہر شمشیر دکھاوے اور فوج انگریزی کو شربت فنا پلاوے - لیکن دنیا کا کارخانہ مشیت الہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وعدے کا قرار پایا تہا اوس سے پیشتر یہان ایک نیا رنگ فلک نیرنگ ساز نے دکہایا کہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر بنارس سے تین میل تھی گیا دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی - چاء پی گئی - پہر اوس حکم کی شکایت کا دفتر کہولا - باتین کرتا جاتا تھا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تھا - اور غصے پر غصہ چلا آتا تھا - جب وہ بہت گرم اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ہتک آمیز موقع سے فرمایا آپ مجہپر کیون عنایت فرماتے ہین یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکر یہ ظالم اودہر لپکا اور ایک تلوار لگائی - یہ دیکھتے ہوے اور نوکر جو اس اشارے پر لگے ہوے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قصائیون نے اوس کا قیمہ قیمہ کردیا کپتان کانوی صاحب اور گریہم اونکی گہر مین تھے اونکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو پچاس آدمی تھے اونہون نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال واسباب لوٹ لیا اور دو ایک انگریزون کو اونکی کوٹھیون پر جاکر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دو منزلی تھی صاحب کوٹھی کی چھت پر چڑہ گئے اور زینے کا دروازہ بند کرلیا - اور بلم ہاتھ مین لے لیا کئی دفعہ بدمعاشون نے حملہ کیا - مگر بلم نے اپنا کام کیا اور سرکشون کو ناکام رکہا اسلیے سرکش کوٹھی کو لوٹ لاٹ کر چلتے ہوئے

اس مقابلے مین اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزون کو خبر ہوگئی وزیر علی نے اپنے مکان پر جمع کر
لوگون کو اشرفیان اور روپیہ تقسیم کئے اور عجلت کے ساتھ آدمی جمع کئے اور مرزا جوان بخت کی بیگم کے پاس
جاکر توپ طلب کی مگر اوس نے توپ نہ دی یہان سے لوٹ کر مرزا جہانگیر جوان بخت کے پاس گیا اور اوسکی
شرکت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار شخص تھے سلاح جنگی تن پر آراستہ کئے اور ہاتھی پر سوار ہوتے ہوئے وزیر علی
نے خواہی مین جگہ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اوس دو چار گھڑی مین جمع ہوگئے کہ دفعتہ انگریزی ترک سوار
اور تلنگے اور توپین آگئین اور اس فوج نے قریب شہر پہونچکر صف آرائی کی پہلے فوجی افسر نے پیام دیا
کہ اگر وزیر علی ہمارے پاس آجاتے تو ہم اون کے ساتھ کوئی بدی نکرینگے مگر بات نقدیرا ورنگ پر تھی
مقابلے کو قدم بڑہایا انگریزی افسر نے چار گولے توپ کے باد ہوائی سر کئے کہ اوسکی آواز سے شہر کے تماشائی
اور فوج جدید نے راہ فرار لی فقط وزیر علی خان چند آدمیون کے ساتھ میدان کارزار مین رہگیا وزیر علیخان
نے بہت چاہا کہ ہاتھی سے اوترکر ہاتھ تلوار پر ڈالے مگر لوگون نے سمجھایا کہ یہ جرات بے فائدہ ہے
وزیر علیخان نے میدان سے پھر کر جسقدر جواہر اور اشرفیان ممکن ہوئین کچھ اپنی کمر مین رکھین اور کچھ
ہمراہیونکی کمرونمین بند ہوا کر دو سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور باقی مال و اسباب شہر کے بدمعاشون
نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع مین گھوڑونسے اوترکر پیادہ پا اپنے اپنے مکان
کو راہی ہوئے۔ جن مین سے بعضون کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضون نے مال بخوبی
ہضم کیا اور بعضون نے مال کے پیچھے جان بھی دی وزیر علی خان کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر
متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط فساد انگریزی کی تحریک کے لئے ہاتھ آئے ۔ اونمین سے شمس الدولہ
برادر ناظم ڈہاکہ کا بھی ایک خط ملا اور ایک ناصر الدولہ کا ملا جو بہو بیگم دختر علی قلی خان والدہ آصف الدولہ
کے بطن سے میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور بلند شہر مین اپنے
باپ کی جگہہ ریاست باودی پر قابض تہا۔ جو عماد الملک کو علی بہادر ولد شمشیر بہادر مرہٹہ نے دی تہی
اور اوس مین باون موضع شامل تھے اسلئے باونی کے نام سے مشہور ہوئی اور کالپی سے مشرق تین
بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع ہے۔ ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تہا
آخر کار روبکاری کے بعد بہت سے آدمیون کا اخراج ہوا اور بہتون کو پھانسی دیگئی اور بہتون نے خلاصی
پائی اور اکثر دایم الحبس ہوئے اور تشہیر کئے گئے ۔ شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روبکاری کے بعد
نجات پائی ۔ جس وقت وزیر علی خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس بیس سوار ہمراہ تھے اور
راجہ بنارس کے پاس جو بلے پور مین رہتا تہا بھیجا۔ مگر یہان پناہ نپائی ۔ بیقرار ہوکر پہاڑ کی طرف بھاگا

بہرایچ کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کرکے راجہ بہوت وال کے ہان پناہ لی - یہ راجہ نیپال کے
راجہ کا باجگذار تھا - نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندہاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے
تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلین اور پکڑ لاوین - وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے
اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی ادہر نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوت وال کو اپنی طرف سے
لکھا[۹] تو راجہ بہوت وال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بہاگ گیا -
اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تہا - وہ گورکھپور مین آیا - یہان سرکارکمپنی
کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا - اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا - اب اوسکی بے زری کی وجہ سے
ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوئی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا - مگر
وہ بھاگ کر نانک متہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور بھائی کر دلسنے کرشے کوچ
کرکے بھینس گھاٹ کی راہ گنگا کو عبور کرکے اور ضلع کو بانچ اشرفیان دیکر فتحپور سیکری مین داخل ہوا -
اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کرکے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر
کنارہ کرنے لگے کلب علی نے جو سابق مین سرکارکمپنی کا نوکر تہا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور
جنگلون مین ہمراہ رہے - لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایے کی طرح اوسکی
پیچھے پہونچتی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا - اور ... ولادری کے ساتھ
ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا - آخر میوات مین پہنچا - مگر میواتیون سے بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے
جیپور چلا گیا - راجہ جگت سنگہ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا ... کیا - ... بلی
اور راجہ کی مان نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندہیا نے
راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بہت روپئے دین گے - راجپوتون کا
کہ جو شخص انکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے -
مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ پر تھے راجہ نے دیکھا کہ مفت بدنامی مین
رنوجواہر ہاتھ لگتے مین اسلئے اوسنے کچھ اس کا دہیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا -
سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سنہ ۱۸۰۰ء مین اوسکو اس شرط کے ساتھ
حوالے کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اوسکے پاؤن بیڑیان پڑین - یہان کی مہانداری کا

---

[۹] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچا دی ۔ انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگا کے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا ۔ ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکھا ہے کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی ہمارا یہین لینا وزیر علی کا پناہ جیپور سے تہا جس سے ایک داغ بدنامی کچواہہ کے نام کو لگا ۔ جب کوئی مجرم یا مغضوب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون کے نزدیک وہ عمل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا الفنسٹن جسنے جبراً جیپور سے کرایا گو وہ اوس زمانے مین ہمارا مطیع نتہا یہ کوئی عذر بیجا نہین ہوسکتا کہ پناہ گیرنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلط عمل تھا ہم کو یہ استحقاق اوسکے طلب کرنے کا نہین رکھتے تھے ۔ وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید رہا مگر پلنگ اوسکو ملتا تھا ۔ ساتھیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی ۔ بعض قید ہوکر جلاوطن ہوئے وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکایا ہوا دیا جاتا تھا ۔ آخر بیمار ہوگیا ۔ یونانی حکیمون اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سودمند نہوا اوسی قید خانہ مین ۳۶ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ء مطابق شعبان ۱۲۳۲ ہجری مین ۱۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید رہکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ لکھنؤ کے تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بیکار رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنا دیا جو کاشی باغان مین ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہے اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ — چو سوے خلد برین رفت زین سرای غرور
زدیم غوطہ بدریاے فکر تا آریم — بدست گوہر تاریخ آن بعشق غیور
بگوش من آمدہ ناگہ بشور و شیون سخت — ندا سروای دریغا ز جن و انس و طیور

وزیر علیخان گو طبع مزاج تہا مگر شجاعت و ہمت مین جوان بینظیر تہا جب وقت آ کر جگہ ہزار سوارونکی غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا ۔ اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی ۔ مگر اوسنے کمال جلادت اور جرات کے ساتھ گھوڑی کا کمربند کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوترا پہاڑ اور جنگلون مین اکیلا اوترا اور تیور دیکر پلٹا نہین آیا ۔ ایک دن قید خانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تہا کہ اوسکے گلے کی مالا کا دورا ٹوٹ گیا اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو دو انگلیون کے بزور گھسے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کئی بیش قیمت دانے اسطرح مارمار کر توڑ ڈالے ۔ اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تہا اوسنے یہ حال دیکھکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدیے جایئن ۔ مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کے تہے

وسے ڈالے

وزیر علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر ابراہیم علی خان کے بیٹے مرزا بھورا کے ساتھ نکاح کر لیا اور اوس عورت کے لئے چھ سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا۔ مرزا بھوسا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندون پر مقرر ہوئی۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفہ سے تھے کچھ پاتے تھے۔ اور اوس عورت کا زیور جو ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا بھورا کے تصرف مین آیا۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا۔

جون سبزۂ رندی گشتہ ہی بیر دنکے تلے ہم
اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم

روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب
غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہم و کے چمن مین
بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سائے کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار
گلشن سے چلے جاتے ہین کانٹون پہ ہلے ہم

ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے
نرگس کے نہالون تھے آصف کے ملے ہم

افسوس کہ اک دل کا کنول کھلنے نہ پایا
کوئی دنکو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم

اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوتے ہین
فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم

دکھ اپنا عبث کہتے ہین ہمدرد کے آگے
بےکس جو جہان آگر سے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین بھلا کسکو بلا ہین
رہتے ہین وزیری ہی سے دن رات ملے ہم

تمام شد

خاتمۃ الطبع

بحمد للہ کہ کتاب تاریخ اودھ حصہ دوم مولفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب ہیڈ مولوی فارسی مہارانا ہائی اسکول اودیپور بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء مطبع مطلع العلوم مراد آباد مین باہتمام منشی امین الدین علیصاحب مالک مطبع سے چھپی

خاص ہمارے یہاں کی مطبوعہ کتب

جو سوائے دفتر نیر اعظم مراد آباد دوسری جگہ نہیں مل سکتین

گنج شایگان معروف بہ ٹکسال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہوں ریاستون وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکونکی دونون رخونکی اصلی تصویر حال۔ وزن۔ ١ ہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان جلال الدین اکبر کے سکونکی دیگئی ہے وہ علاحدہ

مخزن الفوائد نہایت دلچسپ کارآمد کتاب ہے۔ لایق مصنف نے بڑی محنت اور کوشش سے اس کو ترتیب دیا ہے دنیا بھر کے اوزان۔ پیمانے۔ مقایر اور سکہ جات کے حالات تحقیقات کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ ممالک غیر کے اوزان اور سکون کا مقابلہ۔ انگریزی اور ہندوستانی اوزان اور سکون سے بڑی خوبی سے کیا گیا ہے۔ ایران عرب۔ اور ہندوستان کے قدیم و جدید سکون کے مکمل تاریخی حالات دیا تک کہ جس کے بغیر ایک بھی آسیون کرپی اور تحقیقات مین مصنف نے اپنا سکہ بٹھا دیا ہے۔ تاریخ کے شایق اور غیر ممالک اور خود ہندوستان کے مختلف صوبہ جات مین سیر کرنے والونکے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔

مخزن الفوائد حصہ دویم اول باب مین فوٹوگرافی کے متعلق تمام اشیا اور اونکی تصاویر اور ادویات۔ اور اوزان باب دوم مین زنکوگرافی اور اوسکی تمام متعلقہ چیزون کا تفصیل ذکر اور تصاویر و ہدایات۔ زنکو فوٹوگرافک۔ فوٹو زنکوگرافی۔ ہاف ٹون بلاک بنانا تصویرون کا اوتارنا۔ دھات یا شیشہ پر اسید سے کھودنا عجب پرطف کے معالی تصاویر و نقشہ جات کے روغن۔ وارنش۔ تصویر کو صاف کرنا جو کہنا لگتا ہے۔ اور بنانا نغریم پر سنہری افشان۔ گلٹ کرنا۔ اور صاف کرنا وغیرہ نزاکیب درج ہین۔ باب چہارم مین فوٹو لیتھوگرافی کا بند سے سیسہ یا دھات یا کسی زنگین سطح پر تصویر اوتارنے کی ترکیب۔ پانچوین باب مین سنوگراف چھاپہ۔ چھٹے مین نقل ربڑ پریس۔ ساتوین مین فرد ٹائپ۔ آٹھوین مین ان گریونگ ٹائپ پریس اور اوسکی متعلق تمام جزوی چیزون کا ذکر تفصیل کے ساتھ مع تصاویر درج ہے۔ نوین مین لیتھوگرافک پریس اور اوسکی ہر ایک جزوی چیز کا شرح ذکر مع تصاویر درج ہے۔ دسوین مین قواعد نقاشی و مصوری اور اوس کے کل آلات کا ذکر و تصاویر۔ گیارہوین باب مین قواعد خوشنویسی اور اوسکی تمام جزوی حالات مع خوشنویسی قطعات کے درج ہین۔ غرضیکہ اسیطرح آیندہ بابون مین سیکڑون ضروری اور مفید صنعتون کی ترکیبون اور قاعدونکو صحیح صحیح لکھا ہے۔ جنکو لوگ باوجود روپیہ خرچ کرنے اور خدمت کرنے کے بھی حاصل نہین کر سکتے۔ ان کیمیاوی نسخون سے آدمی گھر بیٹھے دولت کما سکتا ہے۔ یہ تمام کتاب اور تجربہ شدہ نسخے سینے سے سفینہ مین لائے گئے ہین (عدہ)

تاج و نشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کی سلطنتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و نشان

قومی نام ہے - پھر برے ... وزرام وغیرہ کی اصلی
تصویر دہشت ... کی لگتون سے دکھائی ہیں -
دستار و علامہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی - ٹوپی
کنٹوپ - خود - شملہ - کبھی بگڑیان - یا ہمیشہ متفرق
ٹوپیان - [illegible] مردوں - لڑکوں - لڑکیوں اور [illegible]
کی مختلف اوقات کی ٹوپیان - جمانے والوں کی ٹوپیان ان
سب کے حالات و تصویرین ہیں - ۸

تاریخ اودھ کسی چار جلد - نواب برہان الملک سعادت خان
کے عہد سے واجد علیشاہ تک کی معزولی کے حالات
مفصل درج ہیں - یہ نایاب کتب سے یہ جامع تاریخ
مرتب کی گئی ہے - غور و تحقیق کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں
رکھا گیا - فہرست مضامین بہت طول طویل ۹۰ صفحہ پر ہے
جسکے دیکھنے سے اس کتاب کی اہمیت اور وقعت معلوم ہو
سکتی ہے - کہ مولف نے برسہا برس تک کس جانکاہی -
تحقیق و تلاش اور دماغی محنت سے اسکو ترتیب دیا ہے
گویا اودھ کے حالات لکھنے والوں میں اول نمبر لیا ہے
اول حصہ میں مولف کی عکسی ہاف ٹون پورے صفحہ کی
تصویر بھی لگائی گئی ہے - غرضکہ کتاب بلحاظ حسن صوری
و معنوی و جامع ہونے کے موجودہ زمانہ کی قابل قدر
تصنیف ہے - جلد اول دوم بالکل مکمل ہیں اور سوم
و چہارم پریس میں ہیں جو جلد سے جلد شائع ہونگی -
سفید کاغذ پر بہت تھوڑی جلدیں طبع کی گئی ہیں قیمت
فی جلد ۔ مقرر ہے -

مصباح الادب ہندوستان کے گوہر سعی خیز
خلاقی حکایتیں - شاعرانہ [illegible] - معمہ حافظ شیرازی

کے ستعیا دنیا کی اردو ترجمہ دنیا کی سات اور
زبانوں میں بھی اسکے ترجمے ہو چکے ہیں - لندن کے
کتب خانے انڈیا آفس میں موجود ہے - ۸

عدد التاریخ معروف بہ زبیج تاریخی - یہ نادر کتاب
منشی انوار حسین صاحب مرحوم المخاطب بہ تسلیم سہسوانی
کی تصنیف سے ہے - ابجد کے حساب سے تاریخ نکالنے
کے فن میں انکی شہرت اور مسلم الثبوت اوستادی
محتاج بیان نہیں ہے - نمبر ۱ سے لیکر ۲۰۰۰ نمبر تک
ہر نمبر کے مقابلہ میں اتنے ہی عدد کے نام - الفاظ -
فقرے - محاورات - ضرب الامثال - آیات - حدیث
وغیرہ لکھے ہیں اور بعض جگہ مصرعے دیے گئے ہیں -
اور وہ بھی اس کثرت سے کہ پڑھنے والوں کو حیرت ہوتی
ہے کہ مصنف کس بلا کا دماغ رکھتا تھا - تاریخی نام
نکالنے والوں اور تاریخی کلام کہنے والوں کے
لئے اس سے بہتر کوئی اور کتاب کارآمد نہیں ہو سکتی ہے

کنز المطالب معروف بہ نقش حیرت قدیم و جدید ہر قسم کے
تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ تقطیع کلاں ۱۲ ۱ر

تذکرۃ السلوک فلسفہ اور حکمت کے تیرے بلوے کی
ہر [illegible] مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہے ۶ر

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار
حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری - کرامات - اور
حالات سب [illegible] مناقب خوارق عادات وغیرہ ۱۲

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب
گنج مرادآبادی قدس سرہ کی سوانح - حالات - کرامات
اور اوراد وغیرہ ۶ر

المشتہر منیجر نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد